



دافع الوسواس عن تحذیر الناس

ڈھول کی آواز

اس کتاب میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحذیر الناس پر ایک غلط لگائے گئے الزام کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ ایک نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس کی کوئی واقعی تردید نہیں ہو گی مولانا قمر الدین سیالوی صاحب کی کسی نئی تحریر سے ان کی تحذیر الناس کی اس پہلی توثیق کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔
آج ڈھول کی اس آواز کو ہم حق کی آواز سمجھ کر پھر سے شائع کر رہے ہیں۔

از قلم حقیقت رقم ترجمان مسلک حق

حضرت مولانا کامل الدین رتوکالوی رحمۃ اللہ علیہ

متوسل و خادم حضرت مولانا حکیم الامت شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر گلشن کاملیہ مرکز اہل السنت والجماعت رتوکالا سرگودھا

ڈھول کی آواز

از قلم: حقیقت رقم ترجمان مسلک حق مولانا کامل الدین صاحب رتوکالوی رحمۃ اللہ علیہ
متوسل و خادم خاص حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحذیر الناس پر ایک غلط لگائے گئے الزام کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ ایک نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس کی کوئی واقعی تردید نہیں ہو سکی مولانا قمر الدین سیالوی صاحب کی کسی نئی تحریر سے ان کی تحذیر الناس کی اس پہلی توثیق کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آج ڈھول کی اس آواز کو ہم حق کی آواز سمجھ کر پھر سے شائع کر رہے ہیں۔

ناشر

مرکز اہل السنت والجماعت جامع مسجد مدنی رتوکالا (سرگودھا)

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈھول کی آواز

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا مفتی کامل الدین صاحب رتوکالوی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا ظہور احمد عثمانی صاحب

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا محمد سلیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ 0333-980968

اشاعت اول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۶۸

اشاعت ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۰۱۹

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۱۰۰

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرکز اہلسنت والجماعت مدنی مسجد رتوکالا (سرگودہا)

کتاب حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر: 03039044303

03008195413

ملنے کے پتے

- مدرسہ اسلامیہ کاملیہ تعلیم القرآن رتوکالا (سرگودہا)۔
- مکتبہ سراجیہ بالمقابل جامعہ مفتاح العلوم سرگودہا۔
- مکتبہ اہل سنت امین پور بازار فیصل آباد۔
- مکتبہ المحمود جامعہ دار العلوم سرگودہا۔

فہرست

عرض ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم قارئین کرام! زیرِ نظر کتاب آج سے تقریباً ۵۵ سال قبل ''ڈھول کی آواز'' کے نام سے ثنائی پریس سرگودہا سے شائع کی گئی تھی اس وقت آج کے دور والا خوبصورت اندازِ کتابت وطباعت نہ تھا اس لئے کتاب کو پرانے طرز ہی پر شائع کیا گیا تھا۔ اور مزید یہ کہ عنوانات بھی نہیں لگائے گئے تھے۔

کچھ عرصہ قبل جب کتاب ہذا کا تذکرہ حضرتِ اقدس مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی صاحب مدظلہ سے ہوا تو ان حضرات نے اس کتاب کو دوبارہ طبع کرانے پر بہت اصرار کیا بلکہ حکماً فرمایا کہ اس کتاب کو جلد از جلد منظر عام پر لایا جائے۔

حضرتِ اقدس مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہ نے کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا اور تصحیح فرمائی کتاب ھذا کا عربی نام دافع الوسواس عن تحذیر الناس تجویز کیا اور مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ پھر استاذِ محترم حضرت مولانا محمد عمر چار یاری صاحب مدظلہ اور استاذِ محترم حضرت مولانا حبیب اللہ صالح صاحب مدظلہ کی رائے اور مشورہ سے بندہ نے استاذِ محترم حضرت مولانا علی احمد صاحب مدظلہ سے کتاب پر عنوانات لگانے کی عاجزانہ درخواست کی جو انہوں نے اپنی تدریسی مصروفیات کے باوجود قبول کی اور کتاب کے عنوانات مرتب فرمائے۔ فجزاھم اللہ خیراً

اس کتاب میں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحذیر الناس پر ایک غلط لگائے گئے الزام کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ ایک نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس کی کوئی واقعی تردید نہیں ہوسکی مولانا قمر الدین سیالوی کی کسی نئی تحریر سے ان کی تحذیر الناس کی اس پہلی توثیق کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آج ڈھول کی اس آواز کو ہم حق کی آواز سمجھ کر پھر سے شائع کر رہے ہیں۔

آخر میں تحذیر الناس کی تائید میں بریلوی مکتب فکر کے نامور حضرات کی تحریرات کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ نیز نمونہ کے طور پر حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی کی تحریر کا عکس

کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں، سادگی حق گوئی اور قوتِ دلیل اس کتاب کی نمایاں صفات ہیں۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں اپنے والدین مکرمین اور اساتذہ کرام کا شکریہ ادا نہ کروں بالخصوص استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی شفقت علی صاحب مدظلہ صدر جامعہ دارالعلوم سرگودہا جن کی ذرہ نوازی اور مربیانہ شفقتوں سے میں اس لائق ہوا کہ اپنے جد امجد کی اس تصنیف کو نظر قارئین کر سکوں۔

آخر میں مَیں ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں کسی بھی طرح ہمارا تعاون فرمایا۔ بالخصوص مولانا محمد سلیم حنفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس جامعہ صدیقیہ پھلروان (سرگودہا) جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور سیٹنگ کی خدمت سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی شایانِ شان بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

کتبہ: اسداللہ معاویہ

شریک دورہ حدیث شریف

متعلم جامعہ دارالعلوم سرگودہا

۵ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ

۲۶ مارچ ۲۰۱۵ء

بروز جمعرات

﴿کچھ صاحب کتاب کے بارے میں﴾

چونکہ اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ دین حق قیامت کی صبح تک محفوظ رہے گا تو ہر دور میں اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرماتے ہیں جو دین حق کی سربلندی کیلئے اپنی قوتیں صرف کر دیتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی راہبری کیلئے اپنا تن من دھن لگا کر بھی مواخذہٴ اُخروی کا اندیشہ لیے راہیٔ ملکِ عدم ہو جاتے ہیں۔

ایسے ہی تقریباً 1870ء میں موضع میلوو ال تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے ایک معزز اور دینی خاندان کے میاں حافظ محمد صاحب مرحوم قوم لک کے گھر ایک بچہ نے جنم لیا اور دینی محبت میں اس کا نام ''کامل الدین'' رکھا گیا اس نام کی برکت سے اللہ رب العزت نے اُسے اسم بامسمّٰی بنا دیا کسے معلوم تھا کہ ایک دن یہ بچہ علاقے میں دین کی ایسی روشنی پھیلائے گا کہ نہ صرف خاندان اور اہل علاقہ اس کے فیوضات سے بہرہ مند ہونگے بلکہ آفاق عالم میں اس کا شہرہ اور آوازہ ہوگا۔

ابتدائی تعلیم:۔

ابتدائی تعلیم خاندانی رسم کے مطابق قرآن کریم سے ہوئی، موضع پچانی نزد جھاوریاں ضلع شاہ پور میں حفظ قرآن کی تکمیل ہوئی۔ اس کے بعد ابتدائی دینی تعلیم مختلف مکاتب اور دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد بگویہ بھیرہ سے حاصل کرتے ہوئے یہ ہونہار نوجوان خوب سے خوب ترکی کی تلاش میں متحدہ ہندوستان کے مشہور شہر دہلی ''مدرسہ امینیہ دہلی'' جا پہنچا۔ اور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو سال میں تکمیل دورہ حدیث شریف کی سعادت حاصل کی۔

اسی دوران دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اسباق سننے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اسی قیام دہلی کے زمانہ میں حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے طبیہ کالج سے طب کی سند بھی حاصل کی لیکن علوم دینیہ کی خدمت کے شوق نے زندگی بھر حکمت کے شغل سے دور رکھا۔

درس و تدریس:۔

تعلیم سے فراغت پر تدریس کے مشغلہ کے ارادہ سے ''لاہور'' تشریف لے گئے

ایک دلچسپ لطیفہ:۔

حضرت دادا جان ؒ خود یہ واقعہ سناتے تھے کہ ایک مدرسہ غالباً ''حزب الاحناف'' میں تدریس کی غرض سے پہنچا۔ تدریس کے حوالے سے انٹرویو شروع ہوا۔ س؟ بڑی کتب یعنی ھدایہ مطول وغیرہ پڑھا سکتے ہو؟ جواب! ایک ماہ مفت پڑھاؤں گا اگر آپ کے طلباء مطمئن ہوئے تو ٹھیک ورنہ میں اپنے گھر چلا جاؤں گا۔

کہا گیا کہ ایک شرط اور بھی ہے! کہ یہ لکھ دو کہ تمام علمائے دیوبند کافر ہیں۔ یہ سن کر انتہائی تکلیف ہوئی لیکن ضبط کر کے کہا کہ ابھی قلم کاغذ لاؤ لکھ دیتا ہوں خوشی خوشی کاغذ قلم لایا گیا قلم ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں یہ لکھنے لگا ہوں کہ تمام دیوبندی اور بریلوی کافر ہیں کوئی بھی مسلمان نہیں۔ لکھوں؟ اب وہ حیران پریشان انگشت بدنداں میرا منہ تکنے لگے۔ بتاؤ لکھوں؟ جواب ندارد اب میں نے خوب کھری کھری سنائیں کہ تمہیں شرم نہیں آتی آخر علماء دیوبند کا قصور کیا ہے؟ انہوں نے دین کی خدمت اتنے اعلیٰ پیمانے پر کی ہے کہ عرب شیوخ بھی عربی میں کتب حدیث کی شروحات دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں بہرحال خوب خبر لی اور چلا آیا۔

اس کے بعد لاہور کے کسی اور مدرسہ میں کچھ سال پڑھایا سالانہ چھٹی پر گھر میلو وال آئے

ہوئے تھے کہ "رتو کالا" گاؤں کے چند شرفاء پردادا جان حضرت میاں محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یہ بیٹا ہمیں دے دو ہمیں مسجد میں مولوی صاحب کی سخت ضرورت ہے ان کے اصرار پر والد صاحب نے حکم دیا کہ "لاہور نہ جاؤ رتو کالا جاؤ اور اخلاص سے دین کی خدمت کرو اللہ تعالیٰ نے اخلاص میں ہی سب کچھ رکھا ہے۔"

رتو کالا والوں سے اس موقع پر اجرت ومعاوضہ کے بارے میں کوئی مطالبہ نہ کیا گیا اور بیٹے کو حکم دیا کہ بغیر لالچ کے دین کی خدمت کرو۔ اب رتو کالا کی مسجد بالکل چھوٹی اور کچی تھی اللہ کا نام لے کر کام شروع کیا بے سروسامانی اور غربت کا دور تھا جہالت نے بھی ڈیرے ڈالے ہوئے تھے اور ساتھ ہی رافضیت بھی قدم جمانے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ تاہم ان تمام نامساعد حالات میں اس ولی کامل نے "گلشن کاملیہ" کی بنیاد والد صاحب کی ہدایت کے مطابق کچھ اس اخلاص سے رکھی کہ تشنگان علوم نبوت جوق در جوق یہاں کھنچے چلے آئے۔ اگرچہ موجودہ طرز پر باقاعدہ مدرسہ نہ تھا پھر بھی بیک وقت 30,28 تک شعبہ کتب کے طلباء رہے۔ حضرت طلباء کو کہہ دیتے کہ بھائی اسباق کا تو میں ذمہ دار ہوں باقی کسی قسم کی میری ذمہ داری نہیں طالبان علوم نبوت اسے خوشی سے قبول کر لیتے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی ؒ کی خدمت میں:۔

ہمارے دادا جان ؒ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب روحانی ترقی اور باطنی تزکیہ کی پیاس نے تنگ کیا تو مرشد حق کی تلاش میں پنجاب کی کافی معروف گدیوں پر پھرا لیکن دل مطمئن نہ ہوا تو کسی اللہ کے بندے نے رہنمائی کی کہ تم جس بات کے متلاشی ہو وہ آپ کو تھانہ بھون میں مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے پاس ملے گی۔ فرماتے تھے کہ چونکہ مجھے انتہائی زیادہ روحانی تشنگی تھی

چنانچہ یہ تشنگی بجھانے کی خاطر تھانہ بھون جا پہنچا خانقاہ کا ماحول اور اصول وضوابط دیکھتے ہی دل کو اطمینان ہوتا چلا گیا۔شرائط میں حضرت نے یہ لکھوا رکھا تھا کہ کوئی شخص میرے لوٹے ،جوتے اور گھٹنے کو ہاتھ نہ لگائے ملاقات کے اوقات طے تھے جب ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو حسب دستور تین سوالوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ا۔کون ہو۔ ۲۔کہاں سے آئے ہو۔ ۳۔آنے کا مقصد کیا ہے؟ عرض کیا طالب علم ہوں! پنجاب شاہ پور سے آیا ہوں بیعت ہونے کی غرض سے آیا ہوں!

س؟ والد صاحب زندہ ہیں؟ جواب نہیں وفات پا گئے ہیں؟ بہن بھائیوں اور دیگر ورثاء کے بارے میں سوال کیا تفصیل بتانے پر فرمایا کہ والد صاحب کا ترکہ شرعی طریقہ پر تقسیم کیا ہے؟ اس کا جواب نفی میں تھا! فرمایا پھر یہاں آنے کی ضرورت نہیں واپس بھیج دیا۔اس کام سے فارغ ہو کر دوبارہ حاضر ہوا تو پھر بیعت فرمالیا۔

پھر تھانہ بھون کی حاضری معمول رہا اور عقیدت ومحبت بڑھتی ہی چلی گئی جو فناء فی الشیخ کی حد تک پہنچ گئی بار بار حاضری اور خط وکتابت کا سلسلہ بکثرت رہتا۔ہمارے ابا جان حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحبؒ جو دادا جان کے اکلوتے بیٹے تھے فرماتے تھے ایک دفعہ جب میں چھوٹا تھا قرآن پاک حفظ شروع کیا ہوا تھا میری والدہ فوت ہو چکی تھیں مجھے ابا جی (حضرت مولانا مفتی کامل الدین رحمۃ اللہ علیہ) اپنے ساتھ حضرت حکیم الامت کی خدمت اقدس میں لے گئے "ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم "میرا سبق تھا دوپہر کے وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ کی مخالف سمت صحن مسجد سے دوسری جانب شوق وذوق سے بلند آواز میں سبق یاد کر رہا تھا۔حضرت تھانویؒ اپنے مخصوص کمرے میں مطالعہ اور تصنیف وغیرہ میں مشغول تھے۔میری آواز سن کر حجرہ سے باہر تشریف لائے مسجد کا گرم صحن عبور کر کے میرے پاس تشریف لائے اور بار بار دست شفقت سر پر پھیرتے رہے اور ڈھیروں دعائیں دیتے رہے۔

ہمارے والد صاحبؒ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان دعاؤں کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے اور بڑے فخریہ انداز میں اس واقعہ کو بیان کر کے لطف اندوز ہوا کرتے۔

سادگی:۔

حضرت دادا جانؒ انتہائی سادہ طبیعت اور سادگی پسند تھے سفید موٹا لباس زیب تن فرماتے بناوٹ دکھلاوے سے سخت نفرت تھی حتیٰ کہ باریک عمامہ بھی نہیں باندھا کرتے میں نے (احقر ظہور احمد) عمر کے آخری سات سال خوب ہوش وحواس کے ساتھ انہیں دیکھا ہے کہ اکثر مسجد کے فرش پر ہی پڑھائی لکھائی میں وقت گزرتا تقریباً 1968ء میں بندہ میلوال والد صاحبؒ کے پاس قرآن پاک حفظ مکمل کر کے حضرت دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رتو کالا ہی آگیا تھا سکول میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت دادا جیؒ سے فارسی کی ابتدائی کتب کریما، نام حق، پند نامہ ،شیخ عطار مالابد منہ اور گلستان کے کچھ ابواب پڑھے۔

اندازِ تفہیم:۔

مالابد منہ کے اسباق کے دوران اختلافی مسائل پڑھ کر ابتدائی طالب علم کی پریشانی ایک لازمی بات تھی بندہ نے عرض کی حضرت یہ کیا ہے؟ یہ ائمہ مجتہدین میں اتنے اختلافات کیوں ہیں اب ہم غلط یا صحیح کا فیصلہ کیسے کریں؟ جواباً بڑے میٹھے انداز میں فرمایا بیٹا یہ سب ٹھیک ہیں ان میں سے کوئی بھی غلط نہیں۔ جس کی بھی پیروی کریں ان شاء اللہ جنت میں ہی جائیں گے۔ اس کو ایسے سمجھو جیسے کسی اجنبی نے ہم سے بھیرہ کا راستہ پوچھا۔ ایک آدمی نے کہا یہ سڑک سیدھی بھیرہ جا رہی ہے آپ اس کو نہ چھوڑیں بھیرہ پہنچ جائیں گے دوسرے نے کہا کہ آپ مونہ اسٹیشن پر چلے جائیں وہاں سے ٹرین میں سوار ہو کر چک سیدا اتر جائیں وہاں سے بھیرہ کی بس پر بیٹھ کر بھیرہ پہنچ

جائیں گے۔تیسرے نے کہا آپ مونہ سے ٹرین میں سوار ہو کر بھلوال اتر جائیں وہاں سے بھیرہ والی بس پر سوار ہو کر بھیرہ پہنچ جائیں گے۔

اب آپ فیصلہ کریں کہ ان تینوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق صحیح راستہ بتایا ہے جس پر بھی چل پڑیں بھیرہ پہنچیں گے اب ان میں کوئی راستہ بھی غلط نہ ہے لیکن چلنا ایک پر ہی ہے دو یا تین راستوں پر چلنا غلط ہے اور ناممکن بھی ہے۔

علمی تحقیق:۔

علاقے میں حضرت کی تحقیق پر اعتماد کیا جاتا تھا جہاں کہیں کسی مسئلہ پر تحقیق مقصود ہوتی خود کتابیں لیکر وہاں پہنچ جاتے اور جب کوئی آدمی مسئلہ پوچھتا اُسے زبانی مسئلہ بتانے کی بجائے کتاب سے دکھا کر تسلی کراتے کسی بھی درپیش مسئلہ کی تحقیق میں خوب محنت فرماتے اور تہہ تک پہنچتے آخر عمر میں جب کمزوری زیادہ ہوگئی تو علاقے میں مسائل کے سلسلے میں کہیں جانا ہوتا تو مسجد کے خادم کو حکم ہوتا وہ اپنی گدھی پر جُل ڈال کر حضرت کو سوار کرتے اور خود پکڑ کر چلتے۔

ہلالِ عید:۔

اس مسئلہ پر قرآن وسنت اور فقہ کی روشنی میں انتہائی سخت موقف تھا چاند دیکھے بغیر محض ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی خبر پر عید ہرگز نہ فرماتے کیونکہ اس وقت باقاعدہ طور پر ھلال کمیٹی نہ تھی خبریں پڑھنے والا اعلان کرتا کہ فلاں جگہ چاند نظر آگیا ہے لہذا کل ملک میں عید ہوگی۔

یہ سراسر غیر شرعی طریقہ تھا اور آپ اس کی سختی سے مخالفت کرتے تھے اور بعض اہل علم اس کو ماننا ضروری خیال کرتے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت دادا جان ؒ کے حلقہ یعنی ’’رتو کالا،میلو وال‘ ‘میانہ گوندل اور ہیڈ فقیریاں وغیرہ میں روزہ ہوتا اور باقی جگہ عید ہوتی اس مسئلہ پر

علاقہ کی معروف علمی شخصیت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ تحریری گفتگو بھی چلتی رہی جوکہ بعد میں "فیصلہ کن مناظرہ تحریری" کے نام سے طبع ہوئی۔ نیز اس مسئلہ پر یعنی رؤیت ھلال عید کی جائز وناجائز صورتیں تحریر فرمائیں جس کا نام ہی "ھلال عید" رکھا یہ کتاب بحمداللہ طبع شدہ موجود ہے اور اھل علم کیلئے بہت ہی مفید رسالہ ہے۔ یہ دونوں کتابیں حضرت دادا کے کتب خانہ (جامع مسجد مدنی رتو کالا) سے مل سکتی ہیں۔

علمائے دیوبند سے گہری عقیدت:۔

اکابرین دیوبند کو دین حق کا سچا خادم جانتے تھے یہاں تک کہ فرماتے اگر علمائے دیوبند حق پر نہیں ہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی حق پر نہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض دفعہ کئی اہل علم سے بحث بھی ہوجاتی۔ خود یہ کتاب (ڈھول کی آواز) بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے نیز جیسا کہ آپ نے پر لطف لطیفہ بھی پڑھا ایسے ہی ہیڈ فقیریاں پر بریلوی مسلک کے خطیب مولوی نذیر احمد صاحب تگہ کے ساتھ ایک مرتبہ اسی پر بحث چل نکلی۔ اس نے کہا کہ میں علماء دیوبند کا کفران کی کتابوں سے ثابت کرونگا۔ تو حضرت دادا جانؒ نے فرمایا کہ میں ان کا اسلام ان کی ہی کتب سے ثابت کرتا ہوں چنانچہ بات طے ہوگئی کہ دونوں اپنا اپنا مؤقف تحریری طور پر ثابت کریں پھر یہ دونوں تحریریں کسی منصف مزاج آدمی کو دکھائیں گے پھر وہ فیصلہ کرے گا اور حق وباطل واضح ہوجائے گا۔

چنانچہ چار سال تک دوستانہ ماحول میں یہ گفتگو چلتی رہی جب جاتے وعدہ ہوجاتا کہ میں لکھ رہا ہوں۔ ایک دو دن میں لیکر رتو کالا آؤں گا حضرت عموماً پیدل ہی سفر فرماتے تھے۔ جب کمزوری زیادہ ہوگئی تو پھر مسجد کا خادم اپنی گدھی پر سوار کرکے ہیڈ فقیریاں لے جاتا لیکن مذکورہ مولوی صاحب کی وعدہ خلافی برابر جاری رہی۔ جب وعدہ خلافی کی انتہاء ہوگئی چار سال کا عرصہ گزر چکا

تو آخری کوشش کے طور پر مدینہ منورہ سے لایا ہوا قرآن پاک لیکر گئے اور ہیڈ فقریاں سے چند معززین کو بھی ساتھ لیا اور جا کر مولوی صاحب کی گود میں قرآن پاک یہ کہہ کر رکھ دیا کہ یوں تصور کرلیں کہ میں حضور پاک ﷺ کو آپ کے پاس لایا ہوں یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔

لوگوں کے کفر و ایمان کا مسئلہ ہے آپ جو مرضی آئے لکھیں لکھیں تو سہی اور اتنی بڑی منت کے بعد بھی ادھر سے خاموشی اس سے آگے حضرت رتو کالوی ؒ کر بھی کیا سکتے تھے خوب کہا ہے ۔ع: ”زمین جنبد نہ جنبد گل محمد نہ جنبد“ ناامید ہو کر حضرت دادا جان ؒ نے اپنی تحریر فیصلہ بریلوی ،و دیوبندی کے نام سے شائع کر دی کہ لوگ خود فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے؟ یہ کتاب انتہائی اہم ہونے کی وجہ سے بہت جلد حضرت ؒ کی زندگی میں ہی نایاب ہوگئی تھی اب ان شاء اللہ اس کی طباعت کی بھی کوشش کی جائے گی۔

تصانیف:۔

(۱) خلافت شیخین (۲) نذر شرعی (۳) ڈھول کی آواز (۴) حلال عید (۵) فیصلہ کن مناظرہ تحریری (٦) فیصلہ دیو بندی بریلوی

تلامذہ جو باوثوق ذرائع سے معلوم ہو سکے:۔

(۱) حضرت مولانا حافظ عبدالقدوس صاحب ؒ آف وجھ ضلع سرگودھا

(۲) حضرت مولانا غلام نقشبندی صاحب ؒ آف دھریمہ

(۳) حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب ؒ آف رتو کالا (بیٹا)

(۴) حضرت مولانا حافظ محمد شریف صاحب ؒ خطیب مسجد نمبر داراں قلعہ گوجر سنگھ لاہور

(۵) حضرت مولانا محمد حنیف صاحب ؒ کوٹ مومن

(۸) حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحبؒ میانہ گوندل ضلع منڈی بہاؤالدین

(۹) حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ وائیو ضلع منڈی بہاؤالدین

(۱۰) حضرت مولانا حافظ ماجع اللہ صاحبؒ کنڈل تحصیل پنڈدادنخان

(۱۱) میاں عبدالرحمٰن صاحبؒ آف میلووال (چچازاد)

(۱۲) حضرت مولانا حاجی نور محمد صاحبؒ آف خضر ضلع منڈی بہاؤالدین

(۱۳) حافظ محمد اکرم صاحبؒ آف خضر (نواسہ)

(۱۴) حافظ محمد اسلم صاحبؒ آف خضر (نواسہ)

(۱۵) حافظ شمس الحق صاحبؒ آف میلووال (نواسہ)

(۱۶) حافظ محمد حیات صاحب تارڑ رتوکالا

(۱۷) حاجی رحمت اللہ صاحب آف خان محمد والا

(۱۸) مولوی عطاء محمد صاحب آف کٹھی نور ضلع سرگودھا

(۱۹) مولوی عبدالمجید صاحب

(۲۰) حافظ غلام مرتضیٰ صاحبؒ تلہ میلووال

(۲۱) حافظ عطاء اللہ صاحبؒ (پوتے)

(۲۲) حضرت مولانا قاری نذیر احمدؒ صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

(۲۳) حضرت مولانا حافظ دوست محمد صاحب آف لاہور

(۲۴) احقر ظہور احمد (پوتا)

وفات حسرت آیات:۔

ہمارے پردادا جان جناب حافظ میاں محمد صاحب ؒ نے دادا جان کو رتو کالا چھوڑتے ہوئے فرمایا تھا کہ دیکھنا بیٹا صحیح وقت گزارنا مجھے گلہ شکوہ نہ آئے اس پر حضرت ؒ نے پوری طرح عمل فرمایا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر رتو کالا اور اہل علاقہ کیلئے مجسمۂ شرافت ثابت ہوئے۔

لوگوں کی عقیدت تو اس انتہا کو پہنچی تھی کہ لوگ آپ کو ”حضرت باواجی“ کہہ کر پکارتے تھے یہ لفظ ہمارے ہاں انتہائی معزز سادات کیلئے بولا جاتا ہے رتو کالا کا نام آپ کی شہرت کا ہی تراشہ ہے۔

آخر یہ عزت وشرافت کا پیکر اخلاص وللّٰہیت کا سپوت فروری 1974ء میں دارالبقاء کو سدھارا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعہ پسماندگان میں ایک بیٹا ایک بیٹی اور تین پوتے دو پوتیاں چھوڑے۔

کتبہ: احقر ظہور احمد عفی عنہ

خطیب مرکز اہلسنت جامع مسجد مدنی رتو کالا ضلع سرگودھا

﴿مقدمہ﴾

از حضرت اقدس مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودہا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قاسم العلوم والخیرات، بانی دارالعلوم دیوبند، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک اثر کی تشریح پر ایک جامع اور علمی رسالہ "تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس" کے نام سے تحریر فرمایا تھا اس رسالہ ہدایت مقالہ تحذیر الناس کا مقصد" خاتم النبیین" کے معنی کی وضاحت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ختم نبوت ذاتی، رتبی اور زمانی کو ثابت کرنے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبیُّ الائمۂ ہونے اور نبی الانبیاء ہونے کو بیان فرمانا تھا۔ اور ایسے تمام شبہات کا ازالہ کرنا تھا جو ختم نبوت پہ کیے جاسکتے ہیں۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس علمی رسالہ میں ختم نبوت کے عقیدے کو قطعی دلائل سے ثابت فرما کر واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص ختم نبوت زمانی کا منکر ہو وہ کافر ہے، چناچہ صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل "انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی" او کما قال ۔ جو بظاہر طرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر

اس پر اجماع امت بھی منعقد ہوگیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر تعداد رکعت فرائض اور وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعت متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔(۱)

تحذیر الناس کی اس عبارت میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ختم نبوت زمانی کے اثبات کے لیے چار دلیلیں پیش فرمائی ہیں، دو دلیلیں تو قرآنی لفظ خاتم النبیین سے ہی ماخوذ ہیں ایک باعتبار دلالت مطابقی اور دوسری باعتبار دلالت لزومی یعنی اطلاق اور عموم کے اعتبار سے جس طرح ختم نبوت مرتبی پر لفظ خاتم النبیین کی دلالت مطابقی ہے ایسی ہی ختم نبوت زمانی پر اسی لفظ خاتم النبیین کی دلالت مطابقی ہے ورنہ دلالت التزامی سے ختم نبوت زمانی بہر حال ثابت ہے۔

تیسری دلیل ختم نبوت زمانی پر آپ نے متواتر احادیث سے پیش فرمائی ہے اور ان احادیث کو ایسا متواتر قرار دیا ہے جیسا عدد رکعات فرض و وتر کی احادیث متواتر ہیں جن سے فرض و وتر کی رکعت کی تعداد ثابت ہوئی ہے۔

چوتھی دلیل آپ نے اجماع کی پیش فرمائی ہے کہ ختم نبوت زمانی پر امت محمدیہ علی صاحبھا الصلاۃ والتحیۃ کا اجماع منعقد ہو چکا ہے یعنی پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان چار دلائل سے ختم نبوت زمانی کو ثابت فرمانے کے ساتھ آپ نے اس کے منکر کا حکم بھی باین الفاظ بیان فرمایا ہے:

"جیسا کہ ان کا منکر کافر ہے اس کا منکر بھی کافر ہوگا"۔

---

(۱) تحذیر الناس، صفحہ ۱۰۔

ختم نبوت زمانی پر یہ چار زبردست دلائل قائم کرنے اور اس کے منکر کو واضح لفظوں میں کافر قرار دینے کے باوجود اگر کوئی شخص حضرت نانوتوی قدس سرہ کی طرف ختم نبوت زمانی کے انکار کی نسبت کرتا ہے اور آپ پر ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگاتا ہے تو اس کو سوائے مفتری اور دجال کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کسی نے سچ کہا ہے:

اذا لم تخش عاقبة الليالى ولم تستحى فافعل ما تشاء

یاد رہے کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ نے تحذیر الناس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ختم نبوت مرتبی کو بھی ثابت فرمایا ہے، ختم نبوت مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح زمانے کے اعتبار سے خاتم ہیں" آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں یعنی آپ کو براہ راست ۔۔۔۔نبوت عطا فرمائی گئی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے نبوت عطا کی گئی ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت اور ان کے کمالات میں واسطہ اور ذریعہ ہیں، اور ان کی نبوت اور کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے عطا فرمائے گئے ہیں، جس طرح آفتاب کو حق تعالی نے کارخانہ اسباب میں بغیر کسی واسطے کے روشنی عطا فرمائی ہے اور چاند وستاروں کو آفتاب کے واسطہ سے روشن کیا ہے اور وہ اپنی روشنی حاصل کرنے میں آفتاب کے محتاج ہیں، اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی نبوت اور تمام کمالات کے حاصل کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے محتاج ہیں۔

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت مرتبی بھی ثابت ہے، خاتمیت زمانی تو کسی وضاحت کی محتاج نہیں کیونکہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ جس کا زمانہ آخری ہو اور اس کے بعد کوئی نبی نہ آئے وہ خاتم زمانی ہے اور اس خاتمیت زمانی کو حضرت اقدس

نانوتوی رحمہ اللہ نے تحذیر الناس ہی میں چار دلائل سے ثابت فرمایا ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، رہا معاملہ خاتمیت مرتبی کا اسے سمجھنے کے لیے یقیناً علم اور توجہ کی ضرورت ہوگی۔

اور وہ یہ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے فیض سے مستفیض ہیں اور جس کو بھی کمالات نبوت عطا ہوئے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ اور واسطہ سے عطا ہوئے اس کے لیے اگر بالفرض والمحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود ممکن ہو تو پھر بھی آپ کی اس ذاتی اور مرتبی خاتمیت میں فرق نہیں آئے گا کیونکہ وہ نبی بھی" اگر ہو" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی فیض نبوت سے مستفید ہوگا تو جس طرح آپ پہلے انبیاء کرام کے خاتم ہیں اور انہوں نے آپ کے فیض سے نبوت کا فیض حاصل کیا ہے۔ ایسے ہی فرضی طور پر اگر کسی نبی کا وجود آپ کے بعد تسلیم کرلیا جائے تو وہ بھی آپ کے فیض نبوت سے مستفید ہوگا جس کا مطلب واضح ہے کہ افراد محققہ اور افراد مقدرہ دونوں کے لیے ہی فیض رسانی میں آپ واسطہ اور ذریعہ ہوں گے اور سب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ کے لحاظ سے خاتم قرار پائیں گے اور اس خاتم مرتبی میں فرضی اور مقدرہ افراد کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آتا واضح رہے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ علیہ نے یہ بات ختم نبوت مرتبی کو ثابت کرنے لیے فرمائی ہے اس کا یہ مطلب نکالنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے کیونکہ ختم نبوت زمانی کو آپ چار دلائل کے ساتھ پہلے ہی ثابت فرما چکے ہیں اور اس کے انکار کو کفر قرار دے چکے ہیں۔

اسی طرح آپ کی اس عبارت کا یہ مطلب لینا کہ کسی نبی کے آنے سے ختم نبوت زمانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کسی طرح بھی صحیح نہیں کیونکہ تحذیر الناس کی عبارت کے سیاق وسباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی عبارت میں" اگر بالفرض" لفظ موجود ہے، ہر ذی عقل بخوبی سمجھتا ہے کہ حضرت نانوتوی کوئی فرضی بات سمجھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کسی نبی کے وجود کو تسلیم نہیں فرما رہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جیسا کہ "لو کان بعدی نبی لکان عمر" اگر میرے بعد بالفرض کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ بات واضح اور صاف ہے کہ آپ کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نبی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی شخص اس مضمون میں تحریف کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر یہ الزام لگانے لگے کہ آپ نے اپنے بعد کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی تسلیم کر لیا ہے تو کیا کوئی مسلمان اس کو مان لے گا، ظاہر ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی عبارت "اگر بالفرض" سے یہ ثابت کرنا کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے آنے کو مان لیا ہے ہرگز ہرگز صحیح نہیں کیونکہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ذاتی ورتبی کو ثابت فرما رہے ہیں نہ کہ ختم نبوت زمانی کا انکار کر رہے ہیں، "کما لا یخفی علی من له ادنیٰ مناسبة بالعلم والفهم۔"

سابقہ تفصیل سے واضح ہے کہ تحذیر الناس میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت زمانی اور ختم نبوت ذاتی ورتبی کو دلائل واضحہ سے ثابت فرمایا ہے اور ختم نبوت زمانی کے انکار کو کفر قرار دیا ہے، "حضرت کا اصل منشاء ختم نبوت کے مفہوم میں توسیع پیدا کرنا ہے" یعنی ختم نبوت کا صرف ایک معنیٰ ختم نبوت زمانی مراد لے کر ختم نبوت کے معنیٰ کو اس مفہوم میں منحصر کرنا صحیح نہیں بلکہ ختم نبوت زمانی کو تسلیم کرتے ہوئے ختم نبوت رتبی وذاتی کو بھی اس مفہوم میں شامل کرنا ضروری ہے تا کہ اس سے نبیُّ الائمۃ ہونے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی الانبیاء ہونا بھی ثابت ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کا اور زیادہ ارفع واعلیٰ ہونا لازم آتا ہے، جیسا کہ المہند کی عبارت ذیل سے واضح ہے۔

فهو خاتم النبيين ذاتاً وزماناً وليس خاتميته صلى الله عليه وسلم منحصرة في الخاتمية الزمانية فانه ليس كبيرة فضل ولا زيادة رفعة ان يكون زمانه صلى الله عليه وسلم متاخرا من زمان الانبياء قبله بل السيادة الكاملة والرفعة البالغة والمجد الباهر والفخر الظاهر تبلغ غايتها اذا كان خاتميته صلى الله عليه وسلم ذاتاوزمانا اذا اقتصر على الخاتمية الزمانية فلا تبلغ سيادته ورفعته صلى الله عليه وسلم كما لها ولا يحصل له الفضل بكليته وجامعيته وهذا تدقيق منه رحمه الله تعالى ظهر له في مكاشفات في اعظام شانه واجلال برهانه وتفضيله وتبجيله صلى الله عليه وسلم كما حققه المحققون من ساداتنا العلماء كالشيخ الاكبر والتقي السبكي وقطب العالم الشيخ عبدالقدوس الجنجوهي رحمهم الله تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته فيما نظن ونرى ذهن كثير من العلماء المتقدمين والاذكياء المتبحرين وهو عند المبتدعين من اهل الهند كفر وضلال ويوسوسون الى اتباعهم واوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله عليه وسلم فهيهات وهيهات ولعمري انه لافرى الفرى واعظم ذوروبهتان بلاامتراء ماحملهم على ذلك الاالحقد والشحناء والحسدوالبغضاء لاهل الله وخواص عباده وكذلك جرت السنة الالهية في الانبياء

واولیائه۔(۱)

ترجمہ:

پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی، اور آپ کی خاتمیت صرف زمانے کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہاء درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جب کہ آپ کی خاتمیت ذات وزمانہ دونوں اعتبار سے ہو، ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت ورفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت ورفعت شان وعظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ ہے، ہمارے خیال میں علماء متقدمین اوراذکیاء متبحرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما جہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفروضلال بن گیا۔ یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے، افسوس صد افسوس قسم ہے اپنی زندگی پر کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افتراء اور جھوٹ وبہتان ہے جس کا باعث محض کینہ وعداوت وبغض ہے، اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اوراولیاء میں۔

المھند کی تشریح سے بھی واضح ہے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا مقصد ختم نبوت

---

(۱) المھند علی المفند، صفحہ ۵۲، ۵۳۔

زمانی کا انکار ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ صرف اس معنیٰ میں ختم نبوت کے انحصار کا انکار فرمارہے ہیں، ان کے نزدیک ختم نبوت جیسے زمانہ کے اعتبار سے ہے ایسے ہی مرتبہ اور ذات کے اعتبار سے بھی ہے ورنہ ختم نبوت زمانی پہ ان کا ایمان ہے اس کے انکار کو وہ خود کفر قرار دیتے ہیں، چنانچہ مناظرہ عجیبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

[الف] اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔(۱)

[ب] خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔(۲)

[ج] قاسم العلوم میں فرماتے ہیں: "جو بعد آپ کے کوئی شخص کسی کی نسبت نبوت کا خیال کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں"۔ ان عبارات سے پتہ چلا کہ تحذیر الناس کی عبارت اپنے مقصد اور مدعا میں بالکل بے غبار ہے نہ تو اس میں ختم نبوت زمانی کا انکار ہے اور نہ ہی" اگر بالفرض" والی عبارت کا تعلق ختم نبوت زمانی سے ہے بلکہ اس کا ربط جیسا کہ ہم نے تفصیلاً لکھا ختم نبوت رتبی سے ہے اور وہ بھی علیٰ سبیل الفرض والمحال، اس لیے تحذیر الناس سے ختم نبوت زمانی کا انکار نکالنا سراسر ظلم اور زیادتی بلکہ بہتان عظیم اور عناد ہے، کما تقدم فی عبارۃ المہند علی المفند۔ تحذیر الناس یقیناً ایک علمی اور تحقیقی کتاب ہے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے بلاشبہ اس میں بڑی تدقیق سے کام لیا ہے

---

(۱) مناظرہ عجیبہ، صفحہ ۴۴۔

(۲) مناظرہ عجیبہ، صفحہ ۵۶۔

اور انہوں نے بڑے اچھوتے انداز میں زمانی ورتبی اور ذاتی ہر طرح کی ختم نبوت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت فرمایا ہے اور منکرین کے لیے آپ نے انکار کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

پھر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جس شخص نے ہر طرح کی نبوت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم ہونا ثابت فرمایا ہے اس پر ختم نبوت زمانی کے انکار کی تہمت لگائی جارہی ہے فیاللاسف، اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا۔

"والی اللہ المشتکٰی"

مرزائیوں وقادیانیوں نے اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوٰی نبوت کو صحیح ثابت کرنے کے لیے جیسے قرآن وحدیث کی صریح وصحیح نصوص میں تحریف کرکے انہیں اپنے غلط دعوٰی کی تائید میں پیش کیا اور بزرگان دین کی عبارات میں تحریف کی ایسے ہی انہوں نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب تحذیر الناس کی عبارت کو بھی توڑ مروڑ کر اپنے مفید مطلب ثابت کرنے کی کوشش کی جسے اہل حق نے ناکام بنادیا اب اہل حق کے دلائل قاہرہ کے سامنے کوئی مرزائی تاقیامت دم نہیں مار سکتا۔

ادھر بریلوی مکتب فکر کے بانی فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب نے تو کمال ہی کردیا کہ تحذیر الناس کے مختلف صفحات سے عبارات اخذ کرکے ایک مسلسل عبارت بنا کر حضرت اقدس نانوتوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کردی اور پھر اس کی عربی بنا کر علماء حرمین شریفین کے سامنے اسے پیش کرکے اس خود ساختہ عبارت کی بنیاد پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی تکفیر کرائی اور" حسام الحرمین" کے نام سے اسے ہندوستان میں شائع

کر دیا، اعلیٰ حضرت نے تحذیر الناس کی عبارت میں کیا کیا تحریف کی اس کی تفصیل آپ کو پیش نظر کتاب" ڈھول کی آواز" میں مل جائے گی۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی عبارت بالکل صاف اور بے غبار ہے تاہم چونکہ علمی عبارت ہے اس لیے اہل علم نے اس کی بروقت وضاحت فرما کر" المهند علی المفند" کے نام سے اعلیٰ حضرت کی تحریفات اور تلبیسات کا مدلل جواب تحریر فرمایا اور پھر گزشتہ سو سال کے عرصہ میں اس پر بہت سے مناظرے ہوئے اور کتابیں لکھی گئیں لیکن افسوس کہ اس سب کچھ کے باوجود پرنالہ وہیں رہا۔تمام وضاحتوں اور صراحتوں کے باوجود یہی پروپیگنڈا جاری ہے کہ دیوبندی ختم نبوت کے منکر ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس لیے ضرورت تھی کہ کتاب تحذیر الناس کی عبارت کا بے لاگ تجزیہ کیا جائے اور انہیں بریلوی مکتب فکر کے ان اہل علم کی خدمت میں پیش کیا جائے جو جماعتی گروہ بندی اور تحذب سے قطع نظر از روئے انصاف اس کا مطالعہ کر کے اس بارے میں اپنا فیصلہ صادر کریں اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم خدمت حضرت مولانا کامل الدین رتو کالوی رحمہ اللہ علیہ سے لی، جنہوں نے تحذیر الناس کا منصفانہ اور عادلانہ جائزہ لے کر ثابت فرمایا کہ اس کتاب میں ختم نبوت زمانی کے انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس میں تو ہر طرح کی ختم نبوت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ختم ہونا ثابت کیا گیا ہے اعلیٰ حضرت نے جو اس سے ختم نبوت زمانی کا انکار نکالا ہے وہ خالصتاً تحریف ہے، حضرت مولانا مرحوم نے اپنے اس فیصلہ کو نہ صرف اپنے تک رکھا بلکہ دوسرے مکتبہ فکر کے اہل علم اور منصف علماء کرام کی خدمت میں بھی پیش کیا، خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا مرحوم کے نتائج سے نا صرف زبانی طور پہ اتفاق فرمایا بلکہ انہیں اپنے قلم حقیقت سے اپنی تحریر بھی لکھ کر عنایت فرمائی جو اس کتاب میں

قارئین کرام کے ملاحظہ سے گزرے گی اس لحاظ سے یہ ایک متفقہ دستاویز ہے جو اس بات کی شہادت ہے کہ حضرت اقدس نانوتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق وہی ہے جو پوری امت مسلمہ کا ہے،اس بارے میں قادیانیوں کا پروپیگنڈا اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ بالکل غلط ہے۔

آج سے تقریباً پچاس سال قبل یہ عظیم کارنامہ حضرت رتو کالوی مرحوم نے سرانجام دیا جس پر وہ پوری جماعت "اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند" کی طرف سے شکریہ اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب کافی عرصہ سے نایاب تھی اب سخت ضرورت تھی کہ اسے اعلیٰ معیار کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے اللہ جزائے خیر دیے حضرت مولانا مرحوم کے حفید حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مدظلہم فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول دھوری ضلع سرگودہا کو انہوں نے بڑی محنت سے کتاب کی کمپوزنگ اور تصحیح کا اہتمام کیا اور اب وہ اسے شاندار انداز میں شائع کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرماوے اور حضرت مولانا مرحوم کے لیے اس کو صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

تحذیر الناس کی عبارت پر مکالمہ:۔

اہل انصاف اگر اس کتاب کو غور وخوض اور انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو امید ہے اس سے اتفاق فرمائیں گے، اب آخر میں تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق ایک واقعہ لکھ کر اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں قارئین اس واقعہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

یہ غالباً ۱۹۵۱ء کا واقعہ ہے کہ حضرت والد صاحب قدس سرہ (فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ) چند رفقاء کے ساتھ تانگہ پر سوار ہو کر سیال شریف تشریف لے گئے حضرت خواجہ صاحب سیالوی مرحوم نے آپ سے فرمایا چک منگلہ کے مولوی منور دین

صاحب کا خط آیا ہے میں نے اس کا جواب لکھا ہے آپ بھی سن لیں اس وقت وہاں کافی حضرات موجود تھے، حضرت خواجہ صاحب نے خط سنانا شروع فرمایا کافی دیر تک سناتے رہے ایک جگہ جملہ آگیا کہ دیوبندی ختم نبوت کے منکر ہیں، حضرت والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا آپ نے یہ کیا لکھ دیا، دیوبندیوں میں تو کوئی شخص بھی ختم نبوت کا منکر نہیں پھر آپ نے یہ کیسے فرمادیا؟ کہنے لگے کہ میں نے جو لکھا وہ قضیہ مہملہ ہے جو قوت میں جزئیہ کے ہوتا ہے، میری مراد کل دیوبندی نہیں بلکہ مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں انہوں نے تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار کیا ہے اس پر میں نے کہا کہ آپ کے پاس تحذیر الناس ہے فرمانے لگے ہے، میں نے کہا آپ وہ منگوالیں تاکہ میں بھی دیکھ لوں، انہوں نے خادم کو حکم دیا وہ کتب خانہ سے تحذیر الناس لے آئے میں نے حضرت خواجہ صاحب سے کہا کہ اس میں جہاں ختم نبوت کا انکار ہے وہ جگہ آپ پڑھ کر سنائیں۔

انہوں نے کتاب کھول کر ابتداء سے پڑھی مجھے پہلے ہی علم تھا کہ یہ یہیں سے پڑھیں گے وہ تھوڑا سا حصہ پڑھ کر خاموش ہو گئے میں نے کہا ہم اور بھی سننا چاہتے ہیں، آپ مزید بھی پڑھیں تاکہ مصنف کا مدعا معلوم ہو سکے، میرا مطلب تھا کہ جو حضرات یہاں موجود ہیں وہ پوری عبارت اور مصنف کا مدعا معلوم کرلیں، پس جب انہوں نے پوری بحث پڑھ لی اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا پورا مدعا واضح ہوگیا تو میں نے کتاب ان سے لیکر متعلقہ عبارت پر ہاتھ رکھ کر ان سے دریافت کیا کہ حضرت اب آپ بتلائیے کہ مصنف ختم نبوت کو ثابت کر رہے ہیں یا اس کا انکار کر رہے ہیں، خواجہ صاحب کے بھائی جناب خواجہ فخر الدین سیالوی بھی اس محفل میں موجود تھے وہ فورا بول پڑے کہ مصنف ختم نبوت کو ثابت فرما رہے ہیں اس پر میں نے کہا پھر آپ کا دعوی کہ دیوبندی ختم نبوت کے منکر ہیں خود بخود غلط ہوگیا، اس پر خواجہ صاحب ہنس پڑے۔

اور پھر مولوی منور دین صاحب کو جو خط لکھ رہے تھے اسے وہیں ختم کر دیا اور بعد میں تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق درج ذیل تحریر لکھ کر دی: "میں نے تحذیر الناس کو دیکھا، میں مولنا قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا۔ [فقیر قمر الدین سیالوی، سیال شریف]

یہ تحریر بھی حضرت مولانا مرحوم نے حاصل فرمائی اور اب ان کی پیش نظر کتاب ڈھول کی آواز میں آپ کی نظر سے گزرے گی، حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی اس تحریر دل پسند کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔

حماك الله عن شر النوائب　　　جزاك الله في الدارين خيرا (۱)

حق تعالی دیگر حضرات کو بھی اس تحریر کی تائید کی ہمت عطا فرمائے۔ [آمین]

حضرت خواجہ صاحب سیالوی نے تحذیر الناس کی عبارت کا صحیح صحیح مطلب واضح کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی تعریف بھی فرمائی اور ساتھ ہی اپنی سند حدیث میں ان کے اسم گرامی کے آنے پر فخر کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ سیال شریف میں کوئی ایسی سند موجود نہیں ہے جس میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا نام ہو اس لیے یہ سراسر غلط ہے، ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کا فرمان ذیشان بالکل صحیح ہے جس کی

---

(۱) اللہ تعالیٰ زمانے کے حادثات سے آپ کی حفاظت فرمائیں، اور دونوں جہانوں میں بہترین بدلہ سے نوازیں۔

تفصیل اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم غالباً ۱۳۵۷ ہجری بمطابق ۱۹۳۸ عیسوی میں جب سفر حج کی غرض سے مکہ معظمہ میں تھے اس وقت انہوں نے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ سے اجازت حدیث لی تھی اور یہ سند آپ کے پاس سیال شریف میں موجود تھی، احقر کے والد ماجد حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ علیہ کو بھی انہوں نے یہ سند خود دکھائی تھی اور اسی بناء پر حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے جامع مسجد حقانیہ ساہیوال سرگودہا کے ایک بڑے اجتماع میں حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی موجودگی میں فرمایا تھا کہ میرے اور حضرت خواجہ صاحب کے دادا استاد ایک ہیں یعنی حضرت قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کی تائید فرمائی تھی، پھر جب ۱۴۰۱ھ میں ان کی وفات کے بعد حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ سیال شریف تشریف لے گئے یہ احقر بھی ساتھ تھا وہاں جب خواجہ فخرالدین صاحب سیالوی مرحوم کے ساتھ اس سند کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا بھائی جان کو حضرت سندھی رحمہ اللہ علہ نے دو سندیں دی تھیں ایک حدیث پاک کی اور ایک تفسیر کی، وہ دونوں سندیں موجود اور محفوظ ہیں۔ بعض حضرات تو ایک سند کا انکار فرمارہے ہیں اب اس بیان سے دو سندیں ثابت ہوگئیں، اور "یک نہ شُد دو شُد" والا معاملہ ہوگیا، صحیح بات وہی ہے جو حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے فرمائی ہے اس مین کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالی سب کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ ولی الھدایۃ والتوفیق وھو خیر رفیق۔

کتبہ الاحقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

خادم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودہا

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ، ۱۲ فروری ۲۰۱۴ء

﴿تقریظ﴾

فقیہ العصر، حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب دامت برکاتہم

(رائیس شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیرالمدارس ملتان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

قارئین کرام قرآن پاک نے ہمیں ہر نماز میں یہ دُعا تعلیم دی ہے کہ اے اللہ جن پر تیرا انعام ہوا ہے ان کے راستہ پہ چلا اور جن پر تیرا غضب نازل ہوا ہے ان کے راستے سے اور گمراہوں کے راستہ سے بچا۔

جنھوں نے اکابرین دیوبند حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کے حالات پڑھے ہیں انھیں ان کے منعمین ہونے میں ذرا برابر شبہ نہیں ہوگا۔

ان پر بعض لوگوں نے بے جا اعتراضات کیے مثلاً انھوں نے تحذیر الناس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے اس کے دفاع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کامل الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو توفیق عطا فرمائی کہ انھوں نے تحذیر الناس کے دفاع میں مناظرے بھی کیے اور ایک کتاب ڈھول کی آواز بھی تحریر فرمائی جن میں معاندین کے بعض اکابر سے بھی تحذیر الناس کے بارہ میں تعریفی کلمات لکھوا کر شائع فرمائے کافی عرصہ سے وہ نایاب تھی۔

ان کے حقیقی اور علمی ورثاء حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مدظلہٗ اور ان کے

صاحبزادے مولانا اسد اللہ معاویہ صاحب نے کتاب ہذا کو احسن انداز میں شائع کرنے کی کوشش کی ہے اس کا جدید مسودہ بندہ نے پورا مطالعہ کیا ہے کتاب ہر عالم دین اور طالب علم کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشرین کو اس احقاقِ حق اور ابطالِ باطل پر اجر عظیم عطاء فرمائیں کتاب کی تعریف میرے بس میں نہیں پڑھنے سے اس کی بے حد خوبیاں قارئین پر واضح ہو جائیں گی۔

کتبہ : محمد انور

مدرس جامعہ خیر المدارس

۲۶/۱۱/۱۴۳۸ھ

﴿تقریظ﴾

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی

(جامعہ مدنیہ قدیم لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہندوستان سے سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد انگریز منحوس کے دور نامسعود میں یہ مسئلہ کھڑا کیا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کے لئے حضرت محمد ﷺ جیسی دوسری شخصیت کا پیدا کرنا ممکن ہے یا نہیں" اور اس مسئلہ کو مسئلہ امکان نظیر اور امتناع نظیر" کا عنوان دیا گیا، علماء حق نے اس مسئلہ کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے حضرت محمد ﷺ جیسی دوسری شخصیت کا پیدا کرنا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت عام و تام ہے اور وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ہے، جب وہ پہلی چیز پر قادر ہے تو اسے حضرت محمد ﷺ جیسی دوسری شخصیت کے پیدا کرنے کی قدرت بھی ہوگی، اگر اس بات کو نہ مانا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی عموم قدرت کا انکار لازم آئے گا جو کسی صورت بھی جائز نہیں۔

علاوہ ازیں جب ہم احادیث مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک حدیث ملتی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نظیر ممکن ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَھُنَّ ۔ قَالَ سَبۡعُ اَرَضِیۡنَ فِیۡ کُلِّ اَرۡضٍ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمۡ وَآدَمُ کَآدَمٍ وَ نُوۡحٌ کَنُوۡحٍ

وَاِبْرَاهِيْمُ كَاِبْرَاهِيْمَ وَعِيْسٰى كَعِيْسٰى (۱)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کی تفسیر یہ ہے کہ جیسے آسمان سات ہیں ویسے ہی زمینیں بھی سات ہیں اور ہر زمین میں نبی ہوئے ہیں اسی طرح جیسے تمہارے ہاں، آدم، آدم کی طرح، نوح، نوح کی طرح، ابراہیم، ابراہیم کی طرح، عیسیٰ، عیسیٰ کی طرح،

اس حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نظیر ممکن ہے یہ حدیث پاک اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہونے کی وجہ سے موقوف حدیث ہے لیکن یہ بات جو آپ نے بیان فرمائی ہے غیر مدرک بالقیاس ہے اس لئے حکماً یہ حدیث مرفوع ہے، علماء حق جو امکان نظیر کے قائل ہیں وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مانتے ہیں، اور جو علماء امکان نظیر کے قائل نہیں وہ بجائے اس کے کہ اس حدیث کا کوئی اچھا محمل تلاش کرتے سرے سے اس حدیث ہی کا انکار کر دیتے ہیں، جس زمانہ میں امکان نظیر اور امتناع نظیر کا مسئلہ کھڑا کیا گیا اس زمانے میں یہ حدیث زیر بحث رہی اور مختلف علماء سے اس کی صحت کے بارے استفسار کیا جاتا رہا،

اس حدیث پاک کے بارے میں جہاں اس کے ماننے نہ ماننے کے متعلق بحث چلی وہیں یہ مسئلہ بھی پیدا ہوا کہ اگر زمین کے ہر طبقہ میں نبی مانیں جائیں اور ہر طبقہ کا ایک خاتم بھی ہو تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء قرار دیا گیا ہے تو آیا آپ صرف اِسی اُوپر والی زمین کے انبیاء کے خاتم ہوں گے یا آپ ﷺ کی خاتمیت علی الاطلاق ہو گی اور آپ

---

(۱) رواہ حاکم وقال ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ، مستدرک حاکم جلد ۲، صفحہ ۴۹۳۔

تمام طبقات ارض کے انبیاء کے بھی خاتم ہوں گے ۔اس مسئلہ کے متعلق بھی وقت کے مقتدر علماء سے سوال کیا گیا بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی یہ سوال بھیجا گیا۔

آپ نے نہایت ہی فاضلانہ انداز میں اس کا جواب تحریر فرمایا جس میں اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے،اس سے پیدا ہونے والے سوال کا بہترین حل پیش فرمایا،آپ نے ختم نبوت کو تین قسموں میں منقسم کیا ختم نبوت ذاتی ومرتبی ختم نبوت زمانی ختم نبوت مکانی، پھر دلائل کے ساتھ آپ ﷺ کے لئے تینوں قسم کی ختم نبوت کو اس انداز سے ثابت فرمایا کہ اس سے جہاں آپ ﷺ کے لئے تینوں قسم کی ختم نبوت ثابت ہوئی وہیں آپ کی شان اقدس بھی دوبالا ہو گئی۔

برا ہو تعصب کا کہ جب یہ دل میں پیدا ہوتا ہے تو حق وباطل کا امتیاز جاتا رہتا ہے وہ لوگ جو اکابر دیوبند سے بغض وحسد کا شکار تھے،خود کو عاشق رسول کہلانے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کے لئے صرف ایک قسم کی ختم نبوت یعنی فقط،ختم نبوت زمانی کے قائل تھے اُنہوں نے جب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح وتوضیح کو اپنے مؤقف کے خلاف پایا تو اپنے دلی بغض کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا الزام لگا کر کفر کا فتویٰ عائد کر دیا،اِس طرح جو بزرگ حضور اکرم ﷺ کے لئے تین طرح کی ختم نبوت کے قائل تھے وہ تو ختم نبوت کے کلیۃً منکر قرار دے دیئے گئے،اور جو لوگ آپ کی دو طرح کی ختم نبوت (ذاتی،ومکانی) کا انکار کر کے صرف ایک طرح کی ختم نبوت (زمانی) کے قائل تھے وہ پکے عاشق رسول ٹھہرے۔سچ ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا اور خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

علماء دیوبند مولانا احمد رضا خان صاحب کے اِس طرزِ عمل پر رَدِّ عمل ظاہر کرتے رہے اور ان کے فتوٰی کا جواب بالصواب لکھتے رہے جس سے اہل حق کے سامنے اصل حقیقت آتی رہی اور وہ مطمئن ہوتے رہے۔

ماضی قریب میں رتو کالا تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا کے ایک بزرگ مولانا کامل الدین رتو کالوی مرحوم (متوفیٰ ۱۹۷۴ء) نے بھی اس طرف توجہ فرمائی، یہ جاننے کے لئے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو باتیں کی گئی ہیں اور ان کے خلاف جو فتوے دیئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں انہوں نے تحذیر الناس کا خود دقت نظر کے ساتھ مطالعہ کیا اور جن مقامات پر اعتراض کیا گیا تھا ان کی اپنے انداز میں تشریح و توضیح کی اور اس کو وقت کے مقتدر علماء کے سامنے پیش کیا اور اُن سے تحذیر الناس کے بارے میں رائے لی کہ یہ کتاب کیسی ہے اور کیا اس کے مضامین کفریہ ہیں اور کیا اس سے ختم نبوت زمانی کا انکار لازم آتا ہے۔ بہت سے علماء نے مولانا کامل الدین صاحب کی کتاب کی تصدیق و تائید کی اور "تحذیر الناس" کو انتہائی عالی مضامین پر مشتمل قرار دیا۔ ان علماء میں پیر محمد کرم شاہ الازہری مرحوم کے علاوہ پیر قمر الدین سیالوی مرحوم بھی ہیں آپ نے اپنی تصدیق میں تحریر فرمایا:

"میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجے کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے، خاتم النبیین کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہونچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیۂ فرضیہ کو قضیۂ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے"۔(۱)

(۱) ڈھول کی آواز، صفحہ ۱۵۳۔

شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر دیوبند اور مشائخ پنجاب وغیرہ کے آپس میں کے خوشگوار اور محبت آمیز واقعات سے متعلق ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا جس کا نام "حکایت مہر و وفا" ہے اس میں آپ نے پیر قمر الدین سیالوی مرحوم کا درج بالا ارشاد نقل کیا تھا۔

جب یہ رسالہ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور آپ نے پیر صاحب کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمایا تو اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "یہ حوالہ ایک لاکھ روپے کا ہے"

مولانا کامل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کاوش کا نام "ڈھول کی آواز" رکھا تھا۔ یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی۔ اب مولانا کے احفاد اِسے جدید کتابت کے ساتھ شائع کر رہے ہیں اُنہی کی استدعاء پر ناچیز نے یہ چند سطور تحریر کی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان حضرات کی یہ کاوش بارگاہ خداوندی میں قبول ہو کر عوام الناس کی ہدایت اور مصنف کے رفع درجات کا ذریعہ بنے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین

احقر نعیم الدین

خادم جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی خلقنا و ابدعنا من الطین و الماء و علمنا البیان ووفقنا لاظہار الدین بالجوارح و اللسان والصلوٰۃ و السلام علی الذی بہ الفخر لبنی عدنان و علیٰ الہ و اصحابہ الذین فازوا باسداد الدین و الارکان و علی المومنین و المومنات الذین اتبعوھم بالبر والاحسان۔

تمہید:۔

باشندگان دنیا میں سے جب بھی دو شخصوں یا دو قوموں کے درمیان کسی بات میں نزاع و جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ان کا نزاع ختم کرنے کے لئے دو چار آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جاتی ہے۔ جو ان دونوں کے بیان و دلائل سن کر انصاف کے ساتھ یوں فیصلہ کر دیتی ہے کہ فلاں سچا ہے اور فلاں جھوٹا ہے۔ بعض اوقات نزاع بڑھ جانے کی صورت میں کسی جج کی عدالت میں تصفیہ کرانے کے لئے جانے کی نوبت بھی آتی ہے۔ حاکم وقت فریقین کے بیان اور گواہوں کی گواہی سننے کے بعد اگر باخدا انسان ہوتا ہے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیتا ہے اگر اس کا عکس ہوتا ہے تو حاکم رشوت لے کر خوف خدا کو دل میں جگہ نہ دیتے ہوئے غلط فیصلہ کو سچ کے نمونہ میں صادر کر دیتا ہے، بعض دفعہ سفارشات کے ذریعہ خلاف واقعہ فیصلہ کرنے پر حاکم مجبور ہو جاتا ہے بعض دفعہ قتل وقتال تک نوبت پہنچ جانے کے بعد فریقین کی کل برادری اکٹھی ہو کر صلح کرا دیتی ہے۔ جس کے بعد فریقین آپس میں شیر وشکر ہو کر زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط پر ان کا پورا عمل ہو جاتا ہے۔

ایک غیر مانوس آواز:۔

جب احقر نے بسم اللہ کے میدان میں سے باہر نکل کر حفظ قرآن کا مرحلہ طے کر لیا اور قدرے باہوش ہوجانے کے بعد ضَرَبَ یَضرِبُ کے میدان میں پہلا قدم رکھا، تو اس وقت ایک ڈھول کی آواز کانوں میں آنی شروع ہوئی چونکہ طالب علمی کا زمانہ بقول فضلاء اہل علم شتر بے مہاری کا زمانہ ہوتا ہے نہ اس فضول آواز پر کبھی توجہ کی گئی اور نہ اس آواز کو کبھی کانوں میں جگہ دی گئی طالب علمی کے زمانہ میں گاہے گاہے بڑے بڑے جلسوں میں شریک ہونے کے باوجود بھی اس ڈھول کی آواز پر کبھی توجہ نہ ہوئی۔ اسی طرح طالب علمی کا زمانہ اپنے اسباق کی مشغولی میں گزرتا گیا۔ اگر کبھی اس آواز کی طرف میلان قلبی ہوا بھی کہ سنیں تو سہی کہ یہ آواز کیسی ہے اور اس میں کہاں تک اور کس قدر سچائی ہے تو پھر اس شتر بے مہاری والی صفت نے اس آواز کو ایک بدصورت شکل میں پیش کر کے ادھر سے منہ پھیر کر اسباق میں مشغولی کی طرف توجہ کرادی۔

ڈھول کی آواز حقیقت میں وہی مُدَّعی و مُدَّعیٰ علیہ والا اختلاف تھا جو آج تک نہ کسی کمیٹی سے طے ہوا، اور نہ کسی جج یا برادری سے صفائی پذیر ہوا، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ڈھول کیا تھا؟ اس کی آواز کیا تھی؟ اس کو بجانے والا کون تھا؟

جواب: آئیے! سنئے!

(۱) ڈھول۔ ”تحذیر الناس“ تھی۔

(۲) آواز یہ تھی، کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب ”تحذیر الناس“ میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس طبقۂ زمین (جس میں ہم اقامت پذیر ہیں)، میں اور نبی آسکتے ہیں۔ جس طرح کہ قادیانی حضرات کا خیال ہے

(۳) یہ ڈھول بجانے والے پہلے قادیانی جماعت کے اہل علم حضرات تھے۔

اب دل میں یہ شوق پیدا ہوا۔ کہ تحقیق کرنی چاہئے کہ یہ آواز سچی ہے، یا جھوٹی؟ لیکن تحقیق ہو کیسے؟

نہ اس طفل مکتب میں تحقیق کا مادہ نہ "تحذیر الناس" دیکھی نہ پڑھی۔ ادھر طالب علمی کے زمانہ کی شتر بے مہاری بھی موجود تھی۔ ایک زمانہ گذر گیا۔ کہ اس آواز کی طرف پوری توجہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ حتی کہ قیام دہلی کے طالب علمی کے زمانہ میں اخباروں میں خبر عام شائع ہو گئی کہ "مرزا صاحب" ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دار فانی سے دار البقا کو تشریف فرما ہو گئے ہیں۔

اس اخباری آواز نے باشندگان دہلی کے اندر ایک شور برپا کر دیا بازاروں میں سنا گیا۔ کہ ایک گروہ مرزا صاحب کی صفت کر رہا تھا اور وہ بہت تھوڑے تھے اور ایک فریق برا بھلا کہہ رہا تھا اور وہ کثیر تعداد میں تھے۔ بعد ازاں ایک زمانہ گزر گیا۔ کہ احقر کو تعلیم سے فراغت نہ ہوئی۔ مگر آواز کانوں میں برابر آتی رہی۔

تردید قادیانیت میں دیوبندی تصانیف:۔

اب اہل علم حضرات نے اس طرف زیادہ توجہ فرمائی تو معلوم ہوا کہ قادیانی حضرات جس ڈھول کو گلے میں ڈال کر بجا رہے ہیں۔ وہ ڈھول تو اس آواز سے خالی و پاک ہے۔ جو انہوں نے عام پبلک کے کانوں میں ڈال رکھی ہے۔ چنانچہ باقی اہل علم کو چھوڑ کر خود اس ڈھول (تحذیر الناس) کے بنانے والے (مولانا نانوتوی) کے ہم خیال لوگوں نے ایسی بہت سی تصانیف دنیا میں پھیلائیں۔ جن سے ایک دنیا تردید قادیانیت میں فائدہ اٹھا رہی ہے، ان تصانیف نے عام پبلک کے سامنے شمس نصف النہار کی طرح روشن کر دیا کہ جو آواز قادیان کے دار الامان سے بلند کر

کے آسمان تک پہنچائی گئی تھی۔ایک مصنوعی آواز اور ڈھو کا کی ٹٹی تھی۔اس کے اندر آدھی رتی بھی سچائی نہیں تھی۔ اجی سچائی تو کیا ہوتی، یہ آواز تو الٹا قادیانی قلعہ نبوت کو مسمار کر دینے والی ثابت ہوئی۔ ان میں سے بعض کتابیں یہ ہیں۔

(۱) خطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح

(۲) قائد قادیان

(۳) اقامۃ الطامۃ علی زاعم بقاء النبوۃ الحقیقیۃ العامہ

یہ تینوں کتابیں اس ابجد خوان کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

سچائی کا سفر

حضرات اہل علم! آپ گھبرائیں نہیں وہ ڈھول یعنی کتاب "تحذیر الناس" اس وقت ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور سے بقیمت 5 آنے بندہ کو دستیاب ہوئی ہے آپ بھی خرید کر پڑھیں اور انصاف کریں کہ اس ڈھول سے کیسی آواز آتی ہے؟ قادیانی دعوے کے موافق یا مخالف؟

قادیانی حضرات نے تو ڈھول مذکورہ کی آواز سے یہ نتیجہ نکالا ہوا تھا کہ مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے سب کافر ہیں۔ دیوبندی ہوں یا بریلوی، شیعہ ہوں یا کہ چکڑالوی یا نیچری وغیرہ۔ اور اُن کو نبی ماننے والے خالص مسلمان اور بلا اشتراک جنت کے واحد مالک ہیں۔

جب علماء دیوبند کو اس دھوکا منڈی کا پتہ چلا تو انہوں نے وہی ڈھول اٹھا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ اور قادیانیوں کو زور سے للکارا پکارا کہ آئیے اس ڈھول کی اصلی آواز کو سنیئے۔ ہم آپ کو سناتے ہیں۔ وہ دوڑے دوڑے آئے اور اس آواز پر کان لگایا۔ تو اس آواز کو اپنے خیال کے بر خلاف پایا، حیران ہو گئے۔ کہ ڈھول تو وہی ہے، جو ہم بڑے بڑے جلسوں میں لیکچر دیتے وقت بجا یا کرتے تھے۔ بڑے حضرت جی نے بھی بجا کر وہی آواز سنی جو ہم سن رہے ہیں، اور چھوٹے حضرت میاں جی نے بھی وہی آواز سنی اور ہم تک پہنچائی۔ اب اس کو کیا ہوا یہ آواز کیسے بدل گئی پہلے تو اس سے آواز آرہی تھی کہ دیوبندیوں کے بڑے ابا جی نے خاتم النبیین کے دروازہ کو توڑ ڈالا ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی آسکتے ہیں۔ جب علماء دیوبند نے اس ڈھول کی آواز کو اصلی رنگ میں عام پبلک اور علماء قادیان کے سامنے پیش کیا تو سب حیران ہو گئے۔ کہ ڈھول تو وہی ہے آواز کیوں بدل گئی؟

لطیفہ:۔

لفظ کیوں پر ایک لطیفہ یاد آیا۔مشہور ہے:۔کہ ایک ولی اللہ کہیں جارہے تھے، دیکھا کہ راستہ میں بہت لوگ جمع ہیں۔ پوچھا تو جواب ملا، کہ ہاتھی مراپڑا ہے۔ ہاتھی کو خوب غور سے دیکھا، تو کہا ہاتھ، ناک، کان، منہ، پاؤں، دم، باقی سب بدن درست ہے، یہ مرکیوں گیا۔ان کے کہنے سے وہ ہاتھی فوراً سیدھا کھڑا ہوگیا۔

یہاں بھی مجھے یہی ڈر ہے کہ حضرت میاں صاحب اپنی کرامت سے اس ڈھول میں سے وہی پہلے والی آواز پیدا کردیں۔تو تعجب نہیں۔اس وقت غیر قادیانیوں کی سب تردیدی کتابیں بےکار ہوجائیں گی۔اور یہ کوئی محال بات نہیں آخر آپ ہی تو فضلِ عمر ہیں اور حضرت عمرؓ کی کرامات تو دنیا میں مشہور ہیں۔اورنہیں تو ساریۃ الجبل اور دریائے نیل میں حضرت عمرؓ کا خط بذریعہ حضرت عمرو بن العاصؓ ڈالا جانا۔جس سے پھر کبھی بند نہ ہونا، اور ہمیشہ جاری رہنا۔اوران کی کرامت سے ایک بدرسم کا بند ہوجانا یہ تو سب ناظرین کو یقیناً معلوم ہوگا۔

قادیانیوں کی مایوسی:۔

جب قادیانیوں نے مجلس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا۔اور یہ یقین ہوگیا، کہ یہ ڈھول ہمارا ہمنوا ہونے سے انکاری ہے۔تو اب انہوں نے عام پبلک کے سامنے اپنی وہ پرانی و بوسیدہ، آواز منہ سے نکالنے سے احتراز کر کے منہ پر مہر سکوت لگادی۔اور آگے چل کر کہیں راستہ میں اپنے گلے میں سے نکال کر اس ڈھول کو کہیں پھینک دیا۔اور چلے گئے۔

چنانچہ آپ ناظرین میں سے آج کوئی صاحب کسی قادیانی کی زبان مبارک سے کسی جلسہ میں یہ الفاظ نہ سنے گا کہ مولوی محمد قاسم نے "تحذیر الناس" میں نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی کا آنا

جائز رکھا ہے، حالانکہ اس سے پہلے شاید کوئی جلسہ اس آواز سے خالی ہوتا تھا، غرض وہ تو ڈھول راستہ میں ڈال کر چلے گئے۔ اب اسی سڑک پر پیچھے ایک اور قوم عمامہ پوش، جبہ پوش آرہی تھی اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت ڈھول پڑا ہوا ہے اس نقطہ کو موافق قانون شریعت اسلامیہ تشہیر کرنے کی غرض سے اٹھالیا۔ جب پہلے بڑے حضرت صاحب نے گلے میں ڈال کر بجایا، تو ایک خوبصورت آواز آئی، کہ دیوبندیوں کے بڑے اباجی (مولانا) نانوتوی اور باقی سب کے سب کافر ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک) کیونکہ انہوں نے خاتم النبیین ﷺ کے اس دروازہ کو توڑ ڈالا، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام الٰہی (۱) میں تقریباً بارہ سو سال سے مضبوط بند کر رکھا تھا ان بھلے مانسوں نے یہ نہ سمجھا، کہ یہ آواز اصلی نہیں، یہ تو اس آواز کے مشابہ ہے جو غزوہ احد میں مسلمانوں کے کانوں میں یوں آئی تھی۔

أَلَا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ۔

اس آواز سے وہ بہت خوش ہوئے کہ یہ آواز تو ان بہابڑوں کو ذلیل وخوار کرنے بلکہ کافر بنانے کے لئے بہت عمدہ ہتھیار ہے اور اس طرف ان کا ذہن نہ گیا، کہ غور تو کریں۔ شاید یہ شیطانی آواز ہو جو الٹ کر ہم پر آپڑے اور ہمارے گلے میں لعنت کا ہار وطوق بن جائے، حدیث میں ہے۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ لا یرمی رجل رجلا بالفسوق و لا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (۲)

کہ جب کوئی شخص کسی کو کافر کہتا ہے اور واقع میں وہ کافر ہوتا ہے تب تو خیر، اگر وہ کافر نہیں ہوتا تو وہ کفر لوٹ کر کہنے والے کے بدن سے آکر چمٹ جاتا ہے

---

(۱)۔ پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۰۔

(۲)۔ بخاری شریف جلد ۲، صفحہ ۸۹۳ مطبوعہ: الحسن لاہور۔

اس آواز کا صرف زبانی لوگوں اور بڑے بڑے جلسوں میں اعلان ہی نہیں کیا بلکہ شیطانی آواز اپنی کتابوں میں درج کر کے شائع بھی کر دی۔ ہائے افسوس۔ ع

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

اور یہ خیال نہ کیا کہ جب اہل علم "تحذیر الناس" ہاتھ میں لے کر ہماری تحریر سے مقابلہ کریں گے تو اس وقت جزاک اللہ پڑھیں گے، یا **لا حول ولا قوۃ**۔

مولانا مسافر کے سوالات:۔

سوال:۔ از مولانا مسافر (۱)۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی کون سی بے سمجھ قوم ہے جس نے بلا سوچے سمجھے وہ ڈھول بجا کر ایک شیطانی آواز کو متبرک کتابوں میں لکھا اور شائع کیا اور مفت، میں بدنامی کو اپنے ذمہ لے لیا۔

جواب:۔ مسافر صاحب میں تو کسی کو بے سمجھ کہتا نہیں ہوں۔ آپ کی مرضی کہو یا نہ کہو۔ باقی وہ قوم آپ کی بریلوی جماعت ہے۔

سوال:۔ از مولانا مسافر۔ میں نہیں مانتا کہ کوئی اہل علم کسی کو کافر کہے خصوصاً اہل علم کو میں نے "تحذیر الناس" اول سے آخر تک خود پڑھی ہے۔ اس میں کسی عبارت سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے بھلا کوئی اہل علم اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیسے کر سکتا ہے کہ غیر نبی کو نبی بنائے یا کسی مسلمان کو نام لے کر کافر کہے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت تو ملفوظ حصہ اول ص ۱۳۵۔ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

---

(۱) یہاں سے کتاب باقاعدہ طور پر شروع ہوتی ہے جو سوال و جواب کے انداز میں ہے مولانا مسافر سے بریلوی مولانا مراد ہیں جبکہ جواب مولانا کامل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مولانا کامل الدین کبھی خود کو جامع کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

سوال:۔ از اعلیٰ حضرت کیا ہر کافر ملعون ہے؟

جواب:۔ ہاں عند اللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے، کسی خاص کا نام لے کر پوچھا جائے گا، ہم ملعون نہ کہیں گے۔ ممکن ہے کہ توبہ کر لے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہو تو ملعون کہیں گے۔

مسافر صاحب! اب آپ سے سوال صرف یہ ہے مولوی رشید احمد صاحب، مولوی اشرف علی صاحب جن کو اعلیٰ حضرت نے نام لے لے کر کافر لکھا ہے، اعلیٰ حضرت کو یقین ہے کہ یہ دیوبندی سب کے سب بے توبہ فوت ہونے کے سبب ملعون اور دوزخی ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)۔

میرے مہربان جامع صاحب! اب دو باتیں تمہارے ذمہ ہیں

(۱) یہ کہ بریلوی حضرات میں سے کسی نے مولوی محمد قاسم کے ذمہ یہ جھوٹ لگایا ہو کہ انہوں نے "تحذیر الناس" میں نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی کا آنا لکھا ہے، کیونکہ اگر انہوں نے اس بات کو جائز رکھا ہوتا تو جب اسی تجویز کے ماتحت مرزا صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر آ گئے تھے تو انہوں نے (دیوبندیوں) نے اپنے عقیدہ کے مطابق مرزا صاحب کو سچا نبی کیوں یقین نہ کیا۔ الٹا ان کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ یہاں تک کہ آپس میں کفر تک کے فتوے جاری ہوئے۔ جلدی جواب دو، میں نقد کا خریدار ہوں ادھار کا گاہک نہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ ہمارے بریلوی حضرات میں سے کسی نے کسی مسلمان کو نام لے کر کافر کہا یا لکھا ہو وہ تو الٹا نام لے کر کسی کو کافر کہنے کی ممانعت کرتے ہیں جیسے کہ آپ ملفوظات اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی شریف حصہ اول ص ۱۳۵۔ کی عبارت ابھی سن چکے ہو۔

حسام الحرمین میں حضرت اقدس نانوتوی ؒ پر تکفیر بازی:۔

جواب نمبر اول:۔ اعلیٰ حضرت بریلوی جب حج پر گئے تو علماء حرمین شریفین کے سامنے

بہت گمراہ فرقوں کا نام پیش کیا اور سب پر کفر کے فتوے لگوائے پہلا فرقہ مرزائیوں کا جس کا نام غلامیہ رکھا۔ دیکھو" حسام الحرمین ص ۹۶ پر یہ کتاب اس طفل مکتب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

دوسرے فرقے کا نام وہابیہ امثالیہ رکھا۔ اس کی کئی قسمیں بیان کیں ان میں سے ایک کا نام قاسمیہ رکھا۔ اس کے متعلق لکھا کہ یہ محمد قاسم نانوتوی کی طرف منسوب ہے جس کی" تحذیر الناس" ہے۔ اور اس نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا نبی ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ الخ حسام الحرمین

یہاں اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی عبارت علماء حرمین الشریفین کے سامنے پیش کرتے ہوئے نقل کرنے میں عجیب کاریگری کی ہے کہ پہلے ص ۱۴ کی عبارت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر رکھ دیا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ لفظ "بلکہ" کسی کلام کے شروع میں نہیں آتا۔ اس خط کشیدہ لفظ کا تعلق اپنے ما قبل والی پہلی کلام سے ہوتا ہے۔ حسام الحرمین کی اس عبارت کا صدق وکذب اس تقریظ سے بخوبی واضح ہوتا ہے جو حضرت مولانا صاحبزادہ قمر الدین سیالوی صاحب سیال شریف کے قلم سے اس کتاب میں ص ۱۵۳ پر موجود ہے اعلیٰ حضرت نے تو مولانا نانوتویؒ کا نام لے کر علماء حرمین سے کافر لکھوایا اور حضرت سیالوی مولانا نانوتوی کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان لکھ رہے ہیں شاباش۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان ہر دو حضرات میں سے کون سچا ہے۔ ناظرین خود" تحذیر الناس" ہاتھ میں پکڑ کر عقل وفکر سے کام لے کر فیصلہ کر لیں۔

ناظرین! میں چاہتا ہوں کہ حضرت سیالوی (اطال اللہ بقاءہ) کا وہ مسلمہ منطقی قاعدہ جو انہوں نے اپنی تقریظ میں لکھا ہے۔ آپ کے سامنے پیش کر دوں تاکہ آپ کو میری بات کا یقین ہو جائے۔ وھوہذا۔

"قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا۔ جزاکم اللہ۔

منطق کا یہ ایسا قانون ہے کہ ایساغوجی (یہ کتاب منطق کا قاعدہ ہے) پڑھا ہوا کاتب الحروف جیسا ادنیٰ طالب علم بھی اس قانون کی تشریح کر سکتا ہے۔ حضرت منطق صرف عمامہ پوش و جبہ پوش بن جانے سے نہیں آتی۔ کسی قدر اہل علم کی جوتیاں اٹھانے اور محنت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر بڑے حضرت نے ایساغوجی اور قال اقول ہی پڑھ لی ہوتی تو ان کے کلام پر کسی کو اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔ یا باوجود منطق دانی کے قضیہ فرضیہ و قضیہ حقیقیہ کے فرق کو کسی ضروری غرض کے لئے نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

لیکن شق ثانی اتنے بڑے مجدد سے بعید ہے۔ آگے چلئے۔

حضرت شیر پنجاب (۱) فرماتے ہیں۔ "پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاری کیا"۔ حضرت شیر کے مبارک خیال میں کتاب مقیاس نور علیٰ نور ہے اور حقیقت میں واللہ یہ کتاب حنفیت کی روشن پیشانی پر ایک ایسا سیاہ داغ ہے۔ جو ہزار صابن سے بھی صاف نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت شیر صاحب بھول گئے۔ اس کا نام تو بیت الا کاذیب رکھنا مناسب ہے۔

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ مقیاس حنفیت ص ۱۹۷ یہ کتاب یہاں موجود ہے۔ آگے چلئے

(۱) مولانا عمر اچھروی صاحب کا لقب ہے۔

مفتی احمد یار صاحب گجراتی کا یہ بیان ہے، خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ بلکہ یہ معنیٰ ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آجاویں تو خاتمیت میں فرق نہ آوے گا۔(۱)

ان حضرات نے تو خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر کمال کر دکھایا۔ مواخذہ اُخروی کا بھی خیال نہ کیا کہ یہ جبہ پوشی وہاں کام نہ آئے گی اور نہ جنت میں لے جائے گی۔

لطیفہ:۔

جامع اوراق سے ایک دن گجرات کی کچہریوں کے احاطہ میں قاضی نور عالم صاحب بی ،اے، ایل ،ایل ، بی وکیل ساکن ہریہ ضلع گجرات نے بیان کیا"میں دو دن مفتی احمد یار صاحب کے درس قرآن مسجد پاکستانی چوک"میں گیا تھا دوسرے دن انہوں نے درس میں فرمایا۔ہم نے سب مرزائیوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا اور سب دیوبندیوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا(یہ دلیری جرأت شاباش۔ جزاک اللہ) میں لاحول پڑھ کر چلا آیا، پھر نہیں گیا کہ ایسا درس تو سننا بھی گناہ ہے۔

جامع اوراق بھی دو دن اس بابرکت درس میں گیا دوسرے دن مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں ، دیوبندیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی کا ممبر اور اسی ممبر پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ ہی کو گالی نکالیں۔ان کو شرم نہیں آتی۔

یہ ڈبل جھوٹ سن کر میں لاحول پڑھتا ہوا چلا آیا۔ پھر نہیں گیا۔

نتیجہ:۔اگر مفتی صاحب یا کوئی اور جبہ پوش مفتی صاحب کی عبارت خط کشیدہ"تحذیر الناس "سے دکھا دیں،تو خدا تعالیٰ کی قسم صد روپیہ (100) انعام دوں گا۔واللہ علیٰ ما نقول وکیل۔

(۱) جاء الحق وزہق الباطل،صفحہ ۷۰ ۳۔

حضرت مسافر صاحب آیئے ان ہر سہ کتب (تحذیر الناس، مقیاس حنفیت، جاء الحق وذہق الباطل) کے صدق وکذب کی پڑتال کریں۔

حضرت مسافر صاحب اب آپ سے اس ابجد خوان کا صرف یہ سوال ہے کہ حضرت شیر پنجاب کو ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارت تو نظر آ گئی۔ اور ص ۱۰ کی "تحذیر الناس" میں سے یہ عبارت خط کشیدہ نظر نہ آئی۔

ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی

ﷺ مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انهٗ لا نبی بعدی او کما قال

یہ تو وہی مثال ہوئی کہ ایک شخص یا شیر پنجاب کہے کہ میں لاہور سے بذریعہ ریل گاڑی قادیان گیا تھا پھر وہاں سے گاڑی پر بریلی شریف گیا تھا لیکن راستہ میں نہ امرتسر آیا، نہ لدھیانہ، نہ انبالہ، نہ سہارن پور تو کیا سننے والے اس کی بات کی تصدیق کریں گے۔ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ کیونکہ یہ سب شہر راستہ میں آتے ہیں تو یہاں بھی حضرت شیر پنجاب یہی کہہ دیں گے۔ میں نے "تحذیر الناس" اول سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھی ہے یہ عبارت مجھے نظر نہیں آئی۔ ناظرین آپ تعجب نہ کریں۔ حاجیوں کے لئے ایسی بات کہہ دینی ایک معمولی بات ہے اور جائز ہے۔

لطیفہ:۔

کسی ایک حاجی صاحب نے عدالت میں جھوٹی گواہی دی حاکم نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے وہ بولے۔ واہ صاحب واہ! میں کیسے جھوٹ کہہ سکتا ہوں میں تو حج بھی کر آیا ہوں۔ اتفاقیہ بات کہ حاکم بھی حاجی تھا۔ گواہ سے پوچھا اچھا اگر تم حاجی ہو تو یہ بتاؤ۔ عرفات کیا ہے؟ اور زمزم کیا ہے؟

جواب ملا عرفات ایک باغ ہے اور زمز
م ایک بوڑھا آدمی ہے جو کھر پالے کر اس باغ کی کارپرداخت کر رہا ہے حاکم نے کہا۔ تو جھوٹ بکتا ہے۔ عرفات ایک میدان ہے درختوں کا وہاں نام ونشان بھی نہیں شہر مکہ سے ۹ میل کے فاصلے پر ہے اور زمزم بیت اللہ شریف کے پاس ایک کنواں ہے جس کا پانی حاجی پیتے اور لاتے ہیں۔
جواب ملا جب میں گیا تھا اس وقت تو ایسا ہی تھا آپ کے وقت میں بدل گیا ہوگا۔

مقیاس حنفیت پر تبصرہ:۔

مجھے مقیاس حنفیت بہت پیاری لگی، کیونکہ اس کی سب باتیں سچی ہیں۔ ''ایں خانہ ہمہ نور است'' کا مصداق ہے۔ ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں تا کہ ناظرین بھی اس کتاب کے فیض عام سے محروم نہ رہیں تھوڑی سی برکت حاصل کر ہی لیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔

اول۔ دیوبندیوں کا کلمہ مسلمانوں سے علیحدہ ہے (ص ۱۹۶)

مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا (اشرف علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا، کہ تجھے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے (مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

مقیاس حنفیت کی عبارت ختم

ناظرین میں پہلے اصل واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں جو خود میں نے تھانہ بھون

سے سنا ہوا ہے۔ بعد میں عرض کروں گا کہ شیر پنجاب نے اس کے نقل میں کس قدر جھوٹ چھری سے ذبح کر کے کھالیا ہے اور باقی مسلمانوں کو بھی کھلانے کی کوشش کی ہے۔

بے شک مولانا کے ایک مرید کو خواب آیا" کہ ذکر کلمہ کہہ رہا ہوں اور بے اختیار منہ سے دو تین دفعہ بجائے رسول اللہ اشرف علی رسول اللہ نکلتا ہے اس وقت معلوم ہوا کہ غلط پڑھتا ہوں۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو اس نے پریشانی کی حالت میں حضرت کی خدمت میں خط لکھا کہ حضرت اس واقعہ سے میں کافر تو نہیں ہو گیا۔ میری تسلی فرمائیے کہ کیا میں خواب میں ایسا پڑھنے سے کافر تو نہیں ہو گیا۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ میرا اعتقاد پہلے بھی یہی تھا اور اب بھی یہی ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ (یعنی حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) خدا کے پیغمبر نہیں

حضرت مولانا نے جواب لکھا:۔

(۱) اول تو خواب کی کسی بات کا شریعت میں اعتبار ہی نہیں کیا گیا اور نہ کسی شرعی حکم کی بنا خواب پر رکھی گئی۔ دیکھو مذہب حنفی کے بڑے بڑے فتاوے۔

(۲) دوسرا جب آپ کا اعتقاد (کہ رسول اللہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور اشرف علی خدا کا پیغمبر نہیں) درست ہے تو پھر آپ کو ڈر ہی کا ہے کا ہے[۱] اس خواب سے اشارہ اتنا نکلتا ہے کہ آپ جس شخص سے رجوع (بیعت) ہیں وہ متبع سنت ہے۔

حضرات ناظرین! ایمان سے بتائیے۔ کیا اس خواب سے وہ شخص کافر ہو گیا یا حضرت مولانا کافر ہو گئے؟ نعوذ باللہ من ذٰلك۔

کیا سب دیوبندی یوں ہی کلمہ پڑھتے ہیں یہ ڈبل چوری جو حضرت اچھروی کی آپ کے

---

(۱) ڈر کس چیز کا ہے۔

سامنے پیش کی گئی اللہ کرے کہ چوروں کی چوری پکڑنے والے بھی دنیا میں پیدا ہوتے ہی رہیں۔

دوسرا واقعہ: ایک مرید نے خواب کا واقعہ حضرت تھانوی کی خدمت میں یوں عرض کیا۔ ''کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے گھر میں حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں'' مولانا نے فرمایا۔ اس خواب کی تعبیر میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ کوئی کم سن عورت میرے نکاح میں آئے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لوگوں نے اولاد ہونے کے لئے ایک نوجوان عورت سے نکاح کرا دیا۔ یہ مائی صاحبہ آج کل بھیرہ میں مقیم ہیں۔(۱)

یہاں اس خواب میں حضرت شیر صاحب لفظ ''کوئی'' ہضم کر گئے اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب جاء الحق میں کوئی کم سن عورت لکھتے ہیں، بہتر تو یہ تھا کہ دونوں دوست صاحب مقیاس و صاحب جاء الحق آپس میں مشورہ کر کے قلم ہاتھ میں پکڑتے تو بہت فائدہ ہوتا اور یہ ذلت نصیب نہ ہوتی، جو بڑے بڑے مجمعوں میں اب ہو رہی ہے۔

یہ ابجد خوان ہر دو حضرات سے پوچھتا ہے کہ اگر بالفرض چار آدمی ایک شخص کو خواب میں ایک غیر منکوحہ عورت سے وطی کرتے دیکھ لیں اور قاضی اسلامی کی عدالت میں اس کے سامنے شہادۃ دے دیں، تو آپ کے مذہب میں کیا وہ شخص عنداللہ مجرم قرار دے دیا جائے گا۔ اور اس پر حد شرعی قائم ہو جائے گی دس دفعہ زور سے کہیے۔ لعنة الله على الكاذبين۔

اقرار:۔

میں ان ہر دو حضرات سے ان کے شہر میں تھانہ میں تھانہ دار کے سامنے ان دو نمبروں پر جس تاریخ پر وہ بلائیں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں تھانہ دار صاحب یا اور کوئی معزز شخص منصف

(۱) بعد میں لاہور اپنے داماد کے ہاں مقیم رہیں ۱۹۹۲ء ان کا انتقال ہوا۔

مقرر ہو گا۔ گفتگو سے پہلے دو صد روپیہ منصف کے ہاتھ پر پہلے میں رکھ دوں گا۔ پھر وہ ہر دو بھی رکھ دیں جھوٹے کی رقم سچے کو دے دی جائے۔ جلدی شرائط سے اطلاع دیں۔ یہ جھوٹ کا جرمانہ ہو گا۔

شیر پنجاب اور مفتیٔ اعظم کی روش تصنیف برائے تجارت:۔

سوال:۔ از مولانا مسافر صاحب دیدہ دانستہ ان حضرات نے اپنی کتابوں میں جھوٹ موٹ لکھ کر کیوں شائع کئے؟

جواب:۔ کتب فروشی کے لئے جس کا بیان ابھی آتا ہے۔ آگے چلئے

یہ حضرت پاکستان کے مفتی اعظم ہیں، انہوں نے بھی "تحذیر الناس" کی عبارت جاء الحق (برعکس نہند نام زنگی کافور) میں نقل کرتے وقت عجیب کاریگری برتی ہے، بڑے حضرت سے بھی دو قدم آگے نکل گئے۔ ان حضرت نے ص ۳، تا ۲۸ "تحذیر الناس" کی عبارت کو اس طرح مسخ کیا۔ کہ شکل ہی بگاڑ دی، جیسے ایک بندر یا لنگور کو انسانی لباس پہنا کر کھڑا کر دیں تو کیا کوئی بھلے مانس اس کو انسان کہے گا؟ ہر گز نہیں۔ یہی حال یہاں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت بڑے انجینئر ہیں۔ انہوں نے نقل عبارت "تحذیر الناس" میں کمال کر دیا ہے۔ ان کی عبارت خط کشیدہ پڑھ کر سخت افسوس ہوا۔ (۱)

ناظرین گھبرائیں نہیں۔ "تحذیر الناس" ہاتھ میں پکڑ کر مقابلہ کریں۔ میرے پاس "تحذیر الناس" کے تین نسخے ہیں۔ جس صاحب کو ضرورت ہو مجھ سے دیکھنے کے لئے لے لے۔ اس موجودہ شکل کے ساتھ یہ تمام عبارت تحذیر میں نہیں خصوصاً لفظ "غلط" میں حیران ہوں کہ مفتی صاحب نے یہ عبارت لکھتے وقت یہ بھی خیال نہ کیا کہ جب لوگ "تحذیر الناس" سے مقابلہ

---

(۱) ڈھول کی آواز، صفحہ ۴۸۔

کر کے میری عبارت پر گرفت کرینگے تو اس وقت میری سخت بد نامی ہوگی۔ اور جگت ہنسائی (۱) بھی ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں بسنے والے سب بے وقوف نہیں۔ کوئی نہ کوئی عقل مند بھی ہیں جاء الحق میرے پاس موجود ہے اور اس وقت ہاتھ میں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قلم ہاتھ میں پکڑنے سے پہلے ہی انصاف کو جواب دے دیا تھا اور خیال کر لیا تھا کہ اہل علم تو یہ کتابیں دیکھیں گے نہیں (اور ہے بھی سچ بھلا ان کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ بیت الاکاذیب کے دیکھنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کریں) چلو جو چاہو لکھے جاؤ، خوب کتب فروشی ہوگی۔ کتب فروشی عجب چیز ہے۔

لطیفہ:۔

ایک پٹھان قادیان پہنچا۔ مرزا صاحب کا مرید ہو گیا۔ جب گھر گیا تو ہموطنوں نے پوچھا "کجا رفتہ بودی" گفت "در قادیان دارالامان رفتہ بودم۔ پوچھا گیا "پیغمبر شما چہ گونہ است؟ جواب داد" آغا پیغمبر ما کتب فروش است۔

ترجمہ: توں کہا گیا تھا؟ قادیان گیا تھا جو دارالامان ہے، سوال: تمہارا پیغمبر کیسا ہے؟ جواب: ہمارا پیغمبر کتب فروش ہے۔

پس ثابت ہوا کہ فرقہ حقہ کے رد میں کتابیں بنا کر کتب فروشی کرنا مرزا صاحب کی سنت ہے اس سنت کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ نبی لعنۃ اللہ علیہ کی یہ سنت مر جائے اور ہم قیامت میں پکڑے جائیں۔

مولانا مسافر کا بیان ہے کہ میں صاحب مقیاس اور جاء الحق کے کتب خانہ میں گیا ہوں۔ باوجود استاد ہونے کے اگر اب حق چھپاؤں تو کافر ہوتا ہوں بے شک یہ ہر دو

---

(۱) دنیا ہنسے گی۔

حضرات کتب فروش ہیں۔ دروغ برگردن راوی۔(۱)

فائدہ:۔

مولانا نانوتویؒ اور حضرت تھانویؒ نے کتب فروشی نہیں کی اور نہ کسی کتاب کا حق تصنیف ثواب ضائع ہونے کے خوف سے لیا ایک یورپین سے پر لطف گفتگو کے ضمن میں۔

اسلامی سچائی کا نمونہ دیکھئے

سوال:۔(از یورپین انگریز) مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ نے قرآن کی کوئی تفسیر لکھی ہے؟
جواب:۔ جی ہاں لکھی ہے۔ بیان القرآن نام ہے۔س:۔کتنی بڑی ہے؟ ج:۔بڑی تقطیع پر ۱۲ جلد ہیں۔س:۔آپ کا کتنا وقت خرچ ہوا؟ ج:۔میں نے اس کام کے لئے روزانہ ۲ گھنٹے وقف کر رکھے تھے کئی سال میں یہ کام تکمیل کو پہنچا۔س:۔پھر آپ کو اتنے بڑے کام کے عوض کیا انعام ملا؟ ج:۔ایک پیسہ بھی نہیں ملا۔س:۔سر گھما کر نہایت افسوس ظاہر کرتے ہوئے انگریز بولا، پھر آپ نے اتنا وقت کاہے کو ضائع کیا؟ ج:۔صاحب بہادر! میں نے پیسہ ٹکہ لینے کی غرض سے یہ تفسیر لکھی ہی نہیں تھی۔میں نے اپنی قوم کے فائدہ کے لئے لکھی تھی۔جب میری زندگی میں چھپ گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری قوم دینی بھائی پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، تو میرا دل بہت خوش ہوتا ہے اور میں یقین کر لیتا ہوں کہ میری محنت ٹھکانے لگ گئی۔

تشریح:۔حضرت فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ یہ لوگ (انگریز) اپنی قوم کے بہت زیادہ خیر خواہ ہوتے ہیں۔لہذا میرا یہ جواب سن کر وہ بہت ہی خوش ہوا اور کہنے لگا واہ مولانا واہ، جب آپ نے اپنی قوم کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر اتنی بڑی تکلیف برداشت کی تو پھر تو آپ کو بہت بڑا انعام مل گیا۔

---

(۱) جھوٹ کا گناہ روایت کرنے والے پر۔

احقر نے بعض وہ لوگ بھی دیکھے ہیں جو مولانا کو کافر کہنے اور اعتقاد کرنے کے باوجود اس تفسیر سے فائدہ اٹھار ہے ہیں نام لینا مناسب نہیں سمجھتا ورنہ میں آپ کو نام بھی بتا دیتا، وجہ یہ ہے کہ اس تفسیر کے بغیر کسی مفسر نے بالالتزام ربط آیات اول سے آخر تک حوالہ قلم نہیں کیا۔

ناظرین:۔ایک نکتہ بضمن لطیفہ کتب فروشی یاد آیا، وہ بھی سن لیجئے۔

ایک بے علم سید صاحب نے بھوک سے تنگ آ کر ایک وقت کہا۔ ٹھیک ہے رسول ﷺ نے کیا بھلا کیا، صدقات واجبہ بھی ہمارے لئے بند کر گئے اور نہیں تو قرآن کریم بذریعہ تجارت فروخت کرنا ہمارے لئے خاص کر جاتے تو آج کوئی سید دنیا میں بھوکا نظر نہ آتا خالی آل رسول آل رسول کو ہم پلے باندھ کر کیا کریں، ایک اہل علم نے سن کر جواب دیا حضرت آپ بھی سچے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے زیادہ سچے اور عقلمند تھے اگر قرآن کریم کی تجارت کو سیدوں کے ساتھ خاص کر جاتے تو کتب فروشی کی تہمت لگتی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دامن کو کتب فروشی کی تہمت سے پاک رکھا اور خود بمعہ شیر خدا مزدوری کر کے آپ لوگوں کو سبق پڑھایا کہ ہاتھوں سے محنت کر کے خود کماؤ اور کھاؤ۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اول نمبر پر خلیفہ نہ ہونے پر بعض اہل علم ایک یہ بھی جواب دیا کرتے ہیں کہ اس میں تہمت آتی تھی۔نتیجہ یہ نکلا کہ جس تجارت میں تہمت آتی ہو وہ چھوڑ کر اور کرنی چاہیے اب سنا گیا ہے کہ تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایک تفسیر گجرات میں تیار ہو رہی ہے قیمت گراں سنی گئی (۱)، حالانکہ اس سے پہلے اردو تفسیریں مواہب الرحمن از سید میر علی صاحب تفسیر اعظم،

---

(۱) فی پارہ (دس روپے)۔

تفسیر حقانی، خلاصۃ التفاسیر وغیرہ موجود ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلی تفسیروں سے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہوتی تھیں۔ اب یہ حضرت وہ سب کی پوری کریں گے۔ سبحان اللہ۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور علماء دیوبند کے بارے میں فاضل بریلوی کا فتویٰ

حضرت مسافر صاحب کا اگلا سوال سنئے

سوال:۔ اسماعیل دہلوی کو کیا سمجھنا چاہیے؟

جواب:۔ (از اعلیٰ حضرت) میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے۔ ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں البتہ غلام احمد، امیر احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ (۱)

(یہ کتاب مکمل ہر چہار حصہ یہاں میرے پاس موجود ہے۔)

حضرت مسافر صاحب! بتایئے آپ کا گھر پورا ہوا یا نہیں ایک بات رہ گئی وہ بھی سن لیجئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ پنج تن جن پر حضرت مجدد نے آپ کے خیال کے برخلاف ایک ایک کا نام لے کر کفر کی مشین چلائی ہے۔ کون ہیں؟ آیئے میں آپ سے ان کا تعارف کرادوں۔ کبھی وقت پر کام آئے گا۔

نمبر اول:۔ یہ قادیان کے نبی ہیں ہمیں ان سے کچھ بحث نہیں ہے۔

اکابر علماء دیوبند کا مختصر تعارف

(۲) حضرت مولانا سید احمد شہید نور اللہ مرقدہ:۔

یہ حضرت بریلی کے رہنے والے مولوی اسماعیل شہید کے پیر ہیں جو سکھوں کی

(۱) ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مائۃ حاضرۃ، حصہ اول، صفحہ ۱۳۴۔

بارھویں لڑائی بالاکوٹ میں علاقہ پشاور میں بمعہ مرید مذکور شہید ہوئے۔

(۳) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوراللہ مرقدہ:۔

یہ حضرت مظاہر العلوم سہارن پور کے صدر مدرس اور مہاجر مدینہ ہیں۔مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بذل المجہود شرح ابوداؤد عربی میں لکھی اس کتاب کی تعریف کسی اہل علم سے پوچھئے۔میں تو جاہل ہوں۔

ان کی دو دعائیں قیام مدینہ کی مشہور ہیں

(۱) یااللہ جب یہ کتاب میرے ہاتھ سے پوری ہوجائے تب میری موت ہو

(۲) جنت البقیع میں میری قبر ہو۔

یہ دونوں دعائیں منظور ہوئیں۔ان کی کتاب سے بڑی بڑی دینی علمی درس گاہوں میں فائدہ اٹھایا جارہا ہے اور وہ مولانا جنت البقیع میں "من ماتْ فی الحرمین بعث من الآمنین"(۱) کے مطابق صحابہ کی بڑی بڑی ہستیوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔لیکن مخالف لوگ آج تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

لطیفہ:۔

ایک بڑے اہل علم جامعہ ازہر سے فارغ ہوکر آئے تو ایک اہل علم نے پوچھا۔حضرت ان فضلاء مصر کے دلوں میں تو علماء بریلی کی بڑی قدر ہوگی جواب ملا۔نہیں۔جب علماء مصر فتح الملہم و بذل المجہود وغیرہ پڑھتے ہیں تو سر پھیرتے ہیں کہ عجمی لوگوں نے عربی شروح لکھ کر کمال کیا علماء بریلی کو وہاں کوئی جانتا بھی نہیں۔ان لوگوں کے دلوں میں اگر قدر ہے تو علماء دیوبند کی قدر ہے۔

---

(۱) جو حرمین میں فوت ہوا وہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں سے اٹھایا جائے گا۔

(۴) قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ:۔

یہ مشہور محدث بڑی ہستی کے مالک ہیں اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے تہجد کے لئے سویرے مسجد میں آئے سانپ کے کاٹنے سے فوت ہو گئے اور آپ کے بارے میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں" چونکہ اس شخص نے میرا انکار کیا میری مخالفت کی لہذا اندھا ہو گیا اور سانپ کی موت سے مر گیا" (دیکھو حقیقۃ الوحی مرزا صاحب) حالانکہ حدیث کی رو سے یہ دونوں موتیں باعث فضیلت ہیں۔

آپ کے درس میں بڑے بڑے مولوی حدیث پڑھ رہے ہیں ایک حاجی مدینہ منورہ سے کوئی کپڑا ہدیہ لایا ،آپ نے وہ کپڑا آنکھوں پر لگایا، بوسہ دیا، تعظیم کی طالب علموں میں سے کسی ایک نے سوال کیا حضرت اس کپڑے میں کیا خوبی ہے، ہندوستان وغیرہ کسی ملک میں کپاس کاشت کی گئی، کارخانوں میں روئی بنا کر ولایت بھیجی گئی وہاں کپڑا تیار ہوا۔ مدینہ منورہ کے سوداگر نے بازار میں بیٹھ کر فروخت کر دیا، کیا یہ کپاس مدینہ میں پیدا ہوئی ہے؟

مولانا نے اس سوال کا کیسا اچھا جواب دیا کہ" بھائی سچ کہتے ہو آخر اس کو مدینہ کی ہوا تو لگی ہے"

حضرات! اور سب باتیں چھوڑ کر اگر صرف اسی کو لیں تو کیا جس شخص کے اندر مدینہ منورہ کی اتنی محبت ہو اس کو کافر کہنا اور لکھنا جائز ہے۔آگے چلئے۔

(۵) حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا الشاہ اشرف علی تھانوی ؒ:۔

یہ شخص تقوی میں بے مثل ہوئے ہیں۔ اہل علم تو ان کا احسان کبھی بھول نہیں سکتے سات آٹھ سو کے قریب چھوٹی موٹی تصانیف ہیں۔ جن سے آج دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ تفسیر بارہ (۱۲)

جلدوں میں بے مثل ہے۔اس کا حال اہل علم سے پوچھیئے۔بیان القرآن نام ہے۔آج تک کسی شخص کے وعظ بالااستیعاب قلم بندنہیں ہوئے۔ان کے وعظ منشی ساتھ ساتھ لکھتے جاتے تھے۔میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان کے پندرہ،بیس وعظ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھ لے تو اس کو حق اور باطل میں پورا پورا فرق نظر آجاتا ہے۔

ان کے خوف خدا کا حال سنئے۔میں نے خود دیکھا ہے اگر کسی نے مولوی احمد رضا خان صاحب کا ذکر ناجائز الفاظ میں شروع کیا۔" تو فوراروک دیا کہ ہم سننے کے لیے تیار نہیں" جب کہا گیا کہ انہوں نے حسام الحرمین وغیرہ میں آپ کو کافر لکھا ہے۔تو جواب ملتا۔" بھائی!انہوں نے ہم میں کوئی کفر کی وجوہ دیکھی ہوگی،قیامت میں وہ خود جواب دہ ہوں گے۔ہم کچھ نہیں کہتے،ہم کو مواخذہ اخروی کا ڈرلگسد رہا ہے"

پنج تن کا حال تو آپ سن چکے اب ذرا پہلے حضرت(جن سے سوال شروع کیا گیا تھا)کا حال بھی سن لیجئے۔یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صاحب کے پوتے اور حضرت شاہ عبدالغنیؒ صاحب کے بیٹے ہیں اکبر بادشاہ کے ہاتھ سے سونے کے کنگن مسئلہ بتا کرانہی نے اتروائے اور کسی مولوی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔دہلی کے بازار فاحشہ عورتوں سے انہوں نے خالی کروائے۔دیکھو ان کی سوانح عمری" حیات طیبہ"

مجمع کثیر میں کھڑے ہو کر وعظ فرمارہے تھے۔ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے" میں نے سنا ہے کہ آپ ولدالزنا ہیں" فرمایا بھائی!میری والدہ کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں۔اگر کہو تو میں پیش کرسکتا ہوں"

اسی کے مناسب مشہور ہے کہ ایک مولوی صاحب وعظ فرمارہے تھے کہ ایک بے دین نے کھڑے ہو کر کہا۔میں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ بیوہ ہو چکی ہیں اور نہایت خوبصورت ہیں،آپ

ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیں فرمایا "بھائی وہ اپنے اختیار والی ہیں، اگر وہ راضی ہو جائیں تو مجھے کوئی عذر نہیں ۔ چلو دریافت کریں ۔ چل پڑے، پیچھے سے آواز آئی مڑ کر دیکھا تو وہ شخص گر کر مرا پڑا ہے کہا میرے صبر کی تلوار نے اسے قتل کر ڈالا یہاں تو مولوی اسماعیل شہیدؒ پر کفر کا فتویٰ لگانے سے پرہیز ہو رہی ہے اور الکوکبۃ الشہابیہ میں ستر سے زیادہ صراحتا ان کے ذمہ کفر لگایا گیا ہے، یہ کتاب احقر کے پاس موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت اور اکابر علماء دیوبند کی کتابی زبان کا موازنہ:۔

مولانا مسافر ایک ملاقات میں آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے دیوبندیوں کی کتابوں کی خوب پڑتال کی ہے۔"ان کے پاس سوائے کفر اور گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں۔"

آیئے! ذرا اس بات کی پڑتال کریں کہ بریلویوں کے بڑے اعلیٰ حضرت مجدد ہیں، آپ خود ان کے قلم سے کفر کی مشین دیکھ چکے ہیں ۔ ایک اور بھی سن لیجئے ۔" دیوبندی نیچری جملہ مرتدین ہیں ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا ہوگی"(۱)

یہ کتاب پوری ہر چہار حصص میرے پاس موجود ہے۔ یہاں اس ابجد خوان کو یہ شبہ ہے کہ چونکہ دیوبندی ایسے برے ہیں کہ کسی عورت سے تو ان کا نکاح ہو سکتا ہی نہیں حتیٰ کہ حیوان (گائے، بھینس) سے بھی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ تو کیا ان سب سے بریلویوں کا نکاح تو ہو جاتا ہوگا۔ ذرا سمجھ کر جواب دینا، کیونکہ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کسی کا نکاح گائے، بھینس سے ہوا ہو اور شریعت میں حیوانات سے نکاح کرنا جائز بھی ہو۔

(۱) ملفوظات حصہ دوم، صفحہ ۱۳۰۔

اب اصل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔آیئے مسافر صاحب! حق تلاش کریں۔

(۱) بریلویوں میں تو بڑے اعلیٰ حضرت مجدد ہیں، ان کی مشین گن کا حال آپ سن پڑھ چکے ہیں۔

(۲) دیوبندیوں کے بڑے مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں اور کثرت تصانیف کے اعتبار سے بڑے حضرت تھانوی ہیں اگر ان دو حضرات کی کم از کم (نصاب شہادۃ کے مطابق) دو کتابوں سے کسی کو نام سے کافر کہنے کا لفظ آپ دکھا دیں، تو اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو سو روپیہ انعام دوں گا۔

یہ یاد رہے کہ یہاں بڑوں کا مقابلہ ہے، نہ چھوٹے جبہ پوشوں کا، لہذا حضرت نانوتوی، حضرت تھانوی کی کلام سے کسی کو کافر کہنے کا لفظ دکھانا ہوگا۔مولانا مسافر صاحب! آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع کر چکا ہوں، آیئے اب آپ کو ایک عمدہ باغ کی سیر کرا کے رخصت کر دوں، وہ باغ کیا ہے؟ ایک عربی فتویٰ کفر بر علماء دیوبند بمعہ ترجمہ مکہ معظمہ و مدینہ کے چونتیس علماء کا ہے۔

حسام الحرمین کا پس منظر:۔

مولانا مسافر صاحب و معزز ناظرین!

حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے ایک چھوٹی سی کتاب المعتمد المستند اپنے قلم سے عربی میں تیار کی اس میں علماء ہندوستان کے بڑے بڑے لوگوں کے اعتقاد اپنی طرف سے گھڑ کر علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کئے۔ایک عمدہ کاریگری یہ کی کہ پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام لیا، اور باقی علماء کو انہی کا ہم خیال ظاہر کیا، کہ یہ سب فرقے ضروریات دین کے منکر ہیں۔اسی طرح سے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء خصوصاً

علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ اہل عرب علماء سے لکھوا کر شائع کیا جس کا نام حسام الحرمین رکھا(یہ کتاب اس ابجد خوان کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جس کو شوق ہو دیکھے کل صفحہ ۲۴۹ ہیں۔

بھلا وہ حضرات جنہوں نے ہندوستان کے میدان میں کبھی قدم ہی نہیں رکھا، کیا جانے۔ کہ اس وقت ہمارے ساتھ کیا دھوکا منڈی ایک مقدس صورت کی طرف سے ہو رہی ہے۔ آخر المہند علی المفند کے ذریعہ جب سب بھید ان لوگوں میں کھل گیا۔ تو انہوں نے یک زبان ہو کر جھوٹے کے حق میں لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھا۔ ان حضرات کی تقریظوں میں سے صرف دو ایک پہلی ایک پچھلی ناظرین کی تفریح طبع اور انکشاف حقیقت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ آپ حضرات غور سے پڑھیں۔ اور صدق وکذب کی پڑتال کریں پہلی تقریظ مکہ معظمہ کے ایک مفتی کی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے استفتاء پر مفتی شافعیہ محمد سعید کی تقریظ:۔

الحمد لله الذی جعل علماء الشریعة المحمدیة بهجة الوجود و ملأ بارشادهم و ایضا حهم الحق المدائن والجود و حرس بنضا لهم عن دین سید المرسلین سور ملته المطهرة عن التعدی علیه و ابطل بادلتهم الواضحة ضلال المضلین الملحدین. اما بعد فقد نظرت الی ماحرره و نقحه العلامه الکامل الجهبذ الذی عن دین نبیه یجاهد ویناضل اخی و عزیزی الشیخ احمد رضا خان فی کتابه الذی سماه المعتمد المستند الذی رد فیه علیٰ رؤس اهل البدع و الزندقته الخبثاء بل هم

اشر من کل خبیث و مفسد ومعاند و بین فی هذه الرسالة مختصر ما الفه من کتاب المذکور و بین فیها سماء جملة من الفجرة الذین کادوا ان یکونوا بضلالهم من اسفل الکافرین فجزاه الله و فیما بین و هتك به خیمة خبثهم و فسادهم الجزاء الجمیل و شکر سعید و احله من قلوب اهل الکمال المحل الجلیل محمد سعید بن محمد بالصبیل مفتی الشافعیه بمکته الحمیده۔

خلاصہ:۔

سب خوبیاں اس خدا کو ہیں جس نے علماء شریعت محمدیہ کو عالم کی تازگی بنایا اور ان کی ہدایت اور حق کو واضح کرنے سے شہروں اور بلندیوں کو بھر دیا اور انکی حمایت دین سید المرسلین ﷺ سے حضور کی ملت پاکیزہ کی چار دیواری کو دست درازی سے محفوظ فرمایا اور ان کی روشن دلیلوں سے گمراہ بے دینوں کی گمراہی کو باطل کر دیا۔ بعد حمد وصلوۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اس علامہ کامل استاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا۔ جو اپنے نبی ﷺ کے دین کی طرف سے جہاد و جدال کرتا ہے، یعنی میرے بھائی اور میرے معزز حضرت احمد رضا خان نے اپنی کتاب مسمی بہ معتمد المستند جس میں بدمذہبی و بے دینی کے خبیث سرداروں کا رد کیا بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں اور مصنف نے اس رسالہ میں اپنی کتاب مذکور سے کچھ خلاصہ کیا ہے اور اس میں ان چند فاجروں کے نام بیان کئے ہیں، جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے

کمینہ تر کافروں میں ہوں۔تو اللہ اسے اس کے بیان پر اور اس پر کہ اس نے ان کی خباثتوں اور فسادوں کا پردہ فاش کر دیا عمدہ جزاء عطا فرمائے اور اس کی کوشش قبول کرے اور اہل کمال کے دلوں میں اس کی عظیم وقعت پیدا کرے کہا اسے اپنی زبان سے اور حکم دیا اس کے لکھنے کا۔ اپنے رب سے پوری مرادیں پانے کے امیدوار محمد سعید بن محمد باصیل نے کہ مکہ معظمہ میں شافعیہ کا مفتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ماں اور استادوں اور بھائیوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔ محمد سعید باصبیل۔(۱)

شیخ عبد القادر شبلی حنفی کی تقریظ:۔

الحمد للہ وحدہٗ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ واتباعہٖ وحزبہٖ۔ اما بعد فاذا ثبت وتحقق ما نسب لھٰؤلاء القوم وھم غلام احمد القادیانی وقاسم النانوتی ورشید احمد الکنکوھی وخلیل احمد الانبھتی واشرف علی التانوی واتباعھم مما ھو مبین فی السوال فعند ذلك یحکم بکفرھم واجراء احکام المرتدین علیھم وان لم تجر فیلزم التحذیر منھم والتنفیر عنھم علی المنابر وفی الرسائل والمجالس والمحافل حسما لمادۃ شرھم وقطعا لجرثومۃ کفرھم وحشیۃ من ان تسری روح الضلالۃ فی العالم من مومنی بنی آدم وانما قیدنا بالثبوت والتحقیق لان التکفیر فجاجۃ خطرۃ ومھا یعہٖ و

(۱) ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ حسام، صفحہ ۱۱۴، مطبوعہ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور، پنجاب۔

عزة لم تسلکہ ساداتنا العلماء الابنور الاثبات و الاعتماد علی قواطع براھین الائمة الاثبات لا بمجرد تخمین و اخبار مرتقبین یوماً تشخص فیہ الابصار و صلی اللہ الخ

ترجمہ:۔

سب خوبیاں ایک اللہ کو اور درود وسلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور ان کے آل واصحاب و پیروان وگروہ پر حمد وصلوٰۃ کے بعد جبکہ ثابت متحقق ہوا، جو ان کی طرف نسبت کیا گیا اور وہ غلام احمد قادیانی اور قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے ساتھ والے ہیں اور وہ جو سوال میں بیان ہوا، تو بے شک یہ ان کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا ان کو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے کہ مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلائی جائے منبروں پر اور رسالوں میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے اس خوف سے کہ کہیں ان کی گمراہی کی روح اسلامی دنیا کی طرف سرایت نہ کرے اور ہم نے ثبوت و تحقیق کی قید اس لئے لگا دی کہ تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔ ہمارے سردار علماء راہ تکفیر اس وقت چلے ہیں جبکہ خود ثبوت پایا۔ اور ائمہ دین مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا نہ مجرد اندازے اور خبر سے اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی اور اللہ تعالی درود وسلام بھیجے ہمارے سردار محمد

ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اس کے لکھنے کا حکم دیا بندہ ضعیف عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی نے کہ مسجد نبوی میں حنفیوں کا مدرس ہے۔(۱)

مولانا قاسم نانوتوی کی رائے دوسرے اہل علم کے موافق ہے:۔

حضرات ناظرین! تحذیر الناس کوئی نایاب کتاب نہیں۔ اکثر اہل علم کے پاس موجود ہے، اس کا خلاصہ ابھی آپ کے سامنے آتا ہے، آپ غور سے پڑھیں اور صدق و کذب کی پڑتال کر کے واضح کریں کہ دیوبندیت و بریلویت میں کیا فرق ہے اور ان میں صحیح کون ہے، اور غلط کون؟ جوبات آپ کو حق معلوم ہو (لا یخافون لومة لائم)(۲) کے مطابق ظاہر کردیں، اہل علم کی کمیٹی کا فیصلہ ہے کہ شاخوں کو چھوڑ دو اور صدق و کذب دریافت کرنے کے لئے اصل کو پکڑلو۔ دیوبندیت کے اصل مولوی محمد قاسم نانوتوی ہیں اور بریلویت کے اصل مولوی احمد رضا خان صاحب ہیں مولوی احمد رضا خان صاحب نے مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کی ''تحذیر الناس'' سے تین جگہ کی تھوڑی تھوڑی عبارت لے کر علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کر کے کل علماء دیوبند پر کفر کا فتوٰی تحریر کروا کر حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا ہے ان ۳۴ فتووں میں سے احقر نے ناظرین کی آگاہی کے لئے ایک پہلا ایک پچھلا بمعہ ترجمہ مولانا بریلوی صاحب یہاں درج کر دیا ہے۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے بھی حضرت بریلوی کی طرح اپنی متعدد تصانیف میں سے کسی میں کسی بریلوی حضرت کو اپنے قلم سے کافر لکھا ہے۔ یقینا

---

(۱) حسام صفحہ ۲۳۸، مطبوعہ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور۔ پنجاب۔

(۲) ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

آپ کو جواب نفی میں ملے گا اس وقت ہدیۃ الشیعہ کل ص ۲۶۲ اور آب حیات کل ص ۲۰۰ میرے ہاتھ میں ہیں نہایت مہذبانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ مخالف بھی پڑھ کر عش عش کر اٹھتا ہے یہ دونوں کتابیں احقر کے پاس موجود ہیں اگر مولوی محمد قاسم صاحب نے "تحذیر الناس" میں حضور خاتم النبیین پارہ ۲۲۔ کے ان معنیٰ کے خلاف لکھ کر جو خیر القرون کے قریب والے مفسرین نے اپنی اپنی عربی تفسیروں میں لکھے ہیں۔ ختم نبوت کے بند شدہ دروازہ کو کھول دیا ہے جیسے کہ قادیانی حضرات کہتے ہیں تو حضرات اہل علم کا فرض ہے کہ اس فحش غلطی کو پبلک کے سامنے اظہار کرنے کے متعلق ان کا کوئی لحاظ احترام نہ کریں ورا گر حسام الحرمین کا مضمون مولوی صاحب نانوتوی پر بہتان ثابت ہو جائے تو وہ بہتان کھلے لفظوں میں عام پبلک کے سامنے ضرور ظاہر کر دیں اگر حق بات پر آپ پردہ ڈالیں گے تو قیامت میں پکڑے جائیں گے، میرے دوست مسافر صاحب کی گفتگو نے مجھے بہت پریشان کیا، جس کی وجہ سے اس ابجد خوان کو پاکٹ بک احمدیہ فتاویٰ عبد الحی جلد نمبر ا تحذیر الناس لے کر بڑے بڑے اہل علم کے دروازوں پر بغرض پڑتال صدق و کذب خود چکر لگانے کی نوبت آئی، چنانچہ اہل علم حضرات کی تحریریں آخر کتاب میں موجود ہیں، میری یہ کتاب اور تحذیر الناس پڑھ لینے کے بعد حق واضح ہو جانے کی صورت میں جو مولانا حق بات لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کریں گے، وہ عند اللہ منافقوں کے گروہ میں داخل ہو گا خواہ میرا استاذ ہی کیوں نہ ہو، اور اگر میں نے دیدہ دانستہ غلط مسئلہ لکھ کر عام پبلک کو دھوکا اور فریب دینے کا ارادہ کیا ہے تو اللہ کرے میرا حشر بھی منافقوں کے گروہ میں ہو، سب حضرات بلند آواز سے کہو، آمین، آمین ،آمین۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی در بارہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو درمنثور وغیرہ میں ہے۔

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسیٰ کم و نبی کنبیکم (۱)

کہ یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور کو صحیح اور معتبر اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہے۔

اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں، اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں، اس لئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرّمنا بنی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع۔

---

(۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کی ہیں ہر زمین میں آدم ہے تمہارے آدم کی طرح اور نوح تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی تمہارے نبی کی طرح۔ (تفسیر درمنصور، جلد ۶، صفحہ ۲۳۸)۔

اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہوسکتے انتھی۔ اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا، میرا اصرار اس تحریر پر نہیں، پس علمائے شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کی متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت والجماعت سے ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب دیگر از علماء لکھنؤ:۔

مخفی نہ رہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اس کے حق میں صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ معتمد نہیں ہے اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت سی احادیث سے ثابت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت اس طبقے میں واسطے ہدایت سکان (رہنے والے باشندے) کے تیار ہوا اسی طرح سے ہر ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت وہاں کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لامتناہی سلسلہ کی باطل ہے لاجرم (ضروری) ہے کہ ہر طبقے میں ایک مبدہ سلسلہ ہوگا وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا۔ پس بناء علیہ آدا اخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا درست ہے اب یہاں تین احتمال ہیں، ایک یہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آں حضرت ﷺ کے ہوئے ہوں۔ دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہوں۔ تیسرے یہ کہ ہم عصر ہوں۔ احتمال اول بحدیث لانبی بعدی وغیرہ باطل ہے اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت ﷺ خاتم انبیاء ہر طبقات ہوں گے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہیں

۔ایک یہ کہ نبوت آنحضرت ﷺ کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور آپ کی خاتمیت بنسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک ان میں صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو۔ دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ﷺ ہو ل ۔اور کوئی ان میں سے صاحب شرع جدید نہ ہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک خاتمہ باقیہ کا اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو۔احتمال اول بسبب عموم ونصوص بعثت نبویہ کے کہ جس سے صاف آنحضرت ﷺ کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے۔ باطل ہے۔اور علماء اہلسنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ﷺ کا ہوگا، چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام بحکم عیسی علیہ السلام میں نقل کرتے ہیں۔

قال السبکی فی تصنیف لہٗ مامن نبی الا اخذاللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ و یوصی امتہ بذلک و فی ذٰلک من التنویہ بالنبی ﷺ وتعظیم قدرہ العلی ما لا یخفی و فیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانھم یکون مرسلا الیھم وتکون نبوتہ ورسالتہٗ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الیٰ یوم القیامۃ و تکون الانبیاء و اممھم کلھم من امتہ فالنبی ﷺ نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئتہ فی زمن آدم و نوح و ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ و جب علیھم و علیٰ اممھم الایمان بہ و نصرتہ و لھٰذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علیٰ شریعتہ

ولو بعث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی زمانہ او زمان موسیٰ و ابراھیم و نوح وآدم کانوا مسمرین علیٰ نبوتھم ورسالتھم الیٰ اممھم و النبی علیہ السلام نبی علیھم ورسول الیٰ جمیعھم۔ انتھیٰ (۱)

---

(۱)۔ علامہ سبکیؒ نے اپنی ایک تصنیف میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام سے یہ پختہ عہد لیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے زمانہ میں مبعوث کیا جائے تو وہ ضرور ان پر ایمان لائیں اور انکی مدد کریں اور اپنی امت کو بھی اسکا حکم دیں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کی وہ عظمت ہے جو مخفی نہیں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ان نبیوں کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرض کر لینے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف بھی رسول ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت آدمؑ کے زمانہ سے قیامت تک کی تمام مخلوق کے لئے ہوگی اور تمام انبیاء اور انکی تمام امتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوں گی تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے نبی ہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد حضرت آدم حضرت نوح، حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسیٰ علیھم السلام کے زمانہ میں واقع ہوتی تو ان پر اور انکی امتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت واجب ہو جاتی۔ اس وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر تشریف لائیں گے
اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یا موسیٰ اور ابراہیم اور نوح اور آدم علیھم السلام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو وہ سارے نبی اپنی امتوں کی طرف بدستور نبی اور رسول رہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام نبیوں اور انکی امتوں کی طرف نبی اور رسول ہوتے۔

اور بحر العلوم مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن میں لکھتے ہیں۔

اور ہر ایک جو کہ اس شریعت کے نازل ہونے کے وقت موجود ہے اس کے لئے اس شریعت پر عمل کرنا فرض اور واجب ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ تمام انبیاء شریعت حاصل کرنے میں نبی ﷺ کے محتاج ہیں اور چونکہ نبی ﷺ کی شریعت عام ہے اس لئے کوئی اور صاحب شریعت نبی نہیں ہے۔

مقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکے آنکہ بعد وے رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وے عام باشد وہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وے اتباع شرع وے براو واجب و فرض ست و سرش اینکہ ہمہ رسل در اخذ شرع معتمد از خاتم رسالت اند و چونکہ شرع او عام باشد پس دیگرے صاحب شرع نباشد۔ انتہی

خلاصہ کلام یہ ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ صحیح و معتبر ہے اور اس سے طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء ثابت ہے اور بسبب بطلان لاتناھی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ میں ایک آخر انبیاء بہ نسبت اس طبقے کے ہونا ضروری ہے لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہے کہ دعوت ہمارے حضرت ﷺ کی عام ہے تمام مخلوقات کو شامل ہے۔

پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیر اتحاد عصر وہ متبع شریعت محمدیہ ﷺ ہوں گے اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت ﷺ کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی میں نے" کما حقہ اپنے دو رسالوں میں ایک مسمیٰ بہ الآیات البینات علیٰ وجود الانبیاء فی الطبقات۔ دوسرے مسمیٰ بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہے۔ ہر گاہ یہ امر ممہد (یہ چیز تمہید شدہ ہوگئی) ہو چکا پس سمجھنا چاہیے کہ زید کو جس نے عبارت جو سوال میں مرقوم ہے لکھی ہے ہر گاہ مماثلت سے انکار

ہے اور صحت حدیث وثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہے مخالف اہل سنت کے نہیں ہے نہ کا فر نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہاں اگر نبوت محمدیہ ﷺ کو ساتھ اسی طبقے کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہے کیونکہ یہ امر خلاف نصوص وخلاف کلمات علماء کے معلوم ہوتا ہے اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے رسول ﷺ کو حقیقی بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے سمجھتا ہو۔ اور ختم ہر ایک خاتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔

واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہ ہوگا۔

محمد عبدالحی ابوالحسنات

واللہ اعلم بالصواب

وعندہٗ ام الکتاب کتبہ ابوالاحیاء محمد نعیم غفرلہٗ العلیٰ رب الحکیم ۱۲۹۰ھ ۵ سو ۱۰ اصاب المجیب کتبہ ابوالجیش محمد مہدی عفاعنہ الہادی اور عدم تکفیر و تفسیق وخروج پر علماء دیوبند اور سہارن پور، اور گنگوہ اور الٰہ آباد اور آگرہ اور سورت نے اتفاق کیا۔

والحمدللہ علیٰ ذلک اور سب جوابوں کو حرف بہ حرف لکھنے کی ضرورت نہیں کہ مطالب سب کے ان دونوں جوابوں میں آگئے۔ فقط۔

یہ سوال و جواب فتاوٰی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی جلد اول ص ۱۴۲ مطبوعہ در مطبع یوسفی واقع لکھنؤ سے نقل کر کے مولانا نانوتوی کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس سوال و جواب کی پوری تشریح ناظرین کے گوش گذار کر دوں تا کہ ان کو ''تحذیر الناس'' کی عبارت

کا مفہوم سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہ آئے۔

مولانا عبدالحیؒ کے فتویٰ کا خلاصہ:۔

تشریح سوال ایک شخص کے متعلق جس کا فرضی نام سوال میں حسب رواج زمانہ زید ظاہر کیا گیا ہے خاتم المحدثین مولانا عبدالحی صاحب و دیگر علماء لکھنؤ کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا ہے کہ ایک شخص زید کہتا ہے کہ زمینیں اوپر نیچے سات ہیں اور ہر طبقہ زمین میں مخلوقات الٰہی بستی ہے اور ہر طبقہ زمین کی مخلوقات کی ہدایت کے لئے سلسلہ انبیاء کا جاری ہے جیسے ہمارے اس طبقۂ زمین میں ایک ابتداء ہے جیسے آدم علیہ السلام اور ایک انتہا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ویسے ہی وہاں ہر طبقہ میں ابتداء انتہا ہے ساتھ ہی زید کا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی کریم وہاں کے خواتم سے ہر وجہ سے افضل و بلند شان ہیں۔ کیا زید یہ عقیدہ رکھنے سے خارج از اسلام ہے یا فاجر ہے یا فاسق یا خارج از اہل سنت و جماعت ہے۔

جواب:۔ یہ عقیدہ مذکورہ رکھتے ہوئے زید نہ کافر ہے نہ فاسق ہے بلکہ متبع سنت ہے۔

خلاصۂ تفصیل جواب یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح ہے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ امام ذہبی و حاکم جیسے شخصوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ کل طبقات زمین سات ہیں، اس طبقہ زمین کے سوا باقی چھ میں مخلوقات الٰہی بھی آباد ہیں، انبیاء کا سلسلہ بھی موجود ہے ابتداء انتہا بھی قائم ہے، اب یہاں تین احتمال ہیں (۱) چھ طبقات باقیہ کے آخری انبیاء کا زمانہ نبی کریم کے زمانہ کے بعد ہو۔ (۲) یا ان کا زمانہ نبیٔ کریم ﷺ کے زمانہ سے پہلے ہو (۳) یا ان خواتم کا زمانہ نبیٔ کریم ﷺ کے زمانہ کے برابر ہو یعنی وہ انبیاء حضور ﷺ کے ہم عصر ہوں۔

فائدہ:۔

چونکہ اس ہمارے طبقۂ زمین میں جن لوگوں نے حضور ﷺ کے زمانہ یا اس کے متصل صحابہؓ کے سامنے خیر القرون میں دعوٰے نبوت کیا وہ جھوٹے قرار دیئے گئے یا مارے گئے۔ جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بہت سا وقت گزر جانے کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اہل علم میں سے اکثر کے گروہ نے اس بارہ میں ان کی تصدیق نہیں کی، اب یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ طبقات تحتانیہ میں حضور ﷺ کے بعد دعوٰے نبوت کرنے والے کچھ لوگ ہوں لہذا علمائے لکھنؤ نے اسی گروہ کی تردید ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔ احتمال اول حدیث "لا نبی بعدی" کے ساتھ باطل ہے۔ (ابھی تک یہ پتا نہیں چلا کہ یہ حدیث

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال علیہ السلام ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلف نبی وان لا نبی بعدی۔(۱)

آج اسی صورت کے ثابت کرنے کے لئے ایک یہ شور برپا ہے کہ مولوی محمد قاسم نے "تحذیر الناس" میں نبوت کے بند شدہ دروازے کو توڑ دیا لہذا وہ اور اس کے ہم خیال علماء دیوبند دائرۂ اسلام سے خارج ہیں (یہی وہ صورت ہے جس کو معترضین نے اپنے ذہن میں کالنقش فی الحجر مضبوط کر کے جما رکھا ہے) اگر اس احتمال اول کا کسی پختہ دلیل سے ابطال ہو جائے یعنی کسی پختہ دلیل (حدیث وغیرہ) سے ثابت ہو جائے کہ نبی کریم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا تو نزاع جھگڑے کا

(۱) حضرت ابوھیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق بنی اسرائیل کے انبیاء ان پر حکومت کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اسکا خلیفہ بن جاتا اور شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (مسند احمد صفحہ ۲۹۷ کس کتاب کی ہے عنقریب بیان کروں گا)۔

میدان صاف ہو جاتا ہے۔ مولانا مسافر صاحب! اب آیئے ہم سب (دیوبندی ہوں یا بریلوی) مل کر انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر خوف خدا کو دل میں جگہ دے کر کوئی پختہ دلیل تلاش کریں۔ الحمدللہ کہ جوئندہ یابندہ (تلاش کرنے والا پانے والا ہے) کے مطابق ہمیں ایک ایسی صحیح حدیث مل گئی جس کے ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی حاجت باقی نہیں رہتی بھلا جس دروازہ کو ہمارے آقائے نامدار ﷺ بند کر دیں وہ کون کھول سکتا۔ مولانا نانوتوی کس باغ کی مولی ہیں اگر بالفرض وہ ایسا کرتے تو آج علمائے دیوبند ان کا نام عزت کے ساتھ لینے کے بجائے اپنی تحریروں میں ان کی دھجیاں اڑا دیتے لیکن آج علمی دنیا میں جس احترام کے ساتھ ان کا نام لیا جاتا ہے وہ شمس نصف النھار کی طرح روشن ہے۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب حدیث دروازہ نبوت کو مطلق طور بند کر دینے والی سنئے۔

ان رسول الله ﷺ حین خرج فی غزوۃ تبوك استخلف علیا رضی الله عنه علی المدینة فقال علی یا رسول الله ﷺ ما کنت احب ان تخرج وجها الا و انا معك فقال او ما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لانبی بعدی۔

خلاصہ جب حضور ﷺ جنگ تبوک کے لئے جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضور مجھے یہ بات بہت پسند تھی کہ جہاں بھی آپ جاتے ہیں اعلاء کلمۃ اللہ کی خدمت کے لئے میں آپ کے ساتھ ہوتا تو حضور ﷺ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا اے علی! کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہما السلام سے (چونکہ ہارون علیہ السلام نبی تھے حضرت علی کی ان کے ساتھ تشبیہ دینے سے یہ گمان پیدا ہو سکتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو پیغمبر سمجھنے لگیں لہذا فرمایا) ہاں یہ

بات یاد رکھنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(۱)

یہ کتاب مکمل چھ جلد مصری اس ابجد خوان کے پاس موجود ہے۔ یقیناً حدیث کی کوئی کتاب اس حدیث سے خالی نہ ہوگی۔ اسی لئے مولانا نانوتوی سے اس مضمون کے متواتر ہونے کی تصریح کردی ہے اور اس حدیث کو مختصر لفظوں میں تحذیر مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور ص ۹ پر تحریر کر دیا ہے۔ حضرت مسافر صاحب باوجود اتنی وضاحت کے مخالفین آنکھیں بند کر کے وہی پرانا راگ گائے جاتے ہیں۔ محمد قاسم نے نبوت کا بند شدہ دروازہ توڑ دیا بھاگو۔ دوڑو پکڑو، کہاں ہو جلدی آؤ۔ اسلام گر گیا۔ اس کو سنبھالو۔ آپ حضرات رکن اسلام ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جن کے ساتھ علماء حرمین الشریفین کو گرتے اسلام کے بچانے کے لئے حسام الحرمین میں للکارا گیا ہے۔ الحمد للہ یہ کتاب اس خانہ ہمہ نور است کا مصداق اس طفل مکتب کے پاس موجود ہے۔ آپ آئیں اور کتاب پڑھیں۔ انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر حق و باطل کا وزن کریں اگر میری بات جھوٹی ہو تو میرے منہ پر ماریں۔

تحذیر الناس کی عبارات میں قادیانیوں کی جعل سازی:۔

جب یہ سوال و جواب مولانا نانوتوی کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے ذرا تفصیل سے اس کا جواب لکھا اور علماء لکھنؤ کے اسی سوال کے جواب کو آخر میں لاحق کر دیا اور اس مجموعہ کا نام "تحذیر الناس" رکھا جب مولانا نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" طبع ہو کر بازار میں عام پبلک کے سامنے آگئی تو پہلے سے ایک ایسی قوم جو اپنے ایک پیشوا کو خدا تعالیٰ کا پیارا پیغمبر تسلیم کر چکی تھی۔ وہ اس تاک میں تھی کہ مرزا صاحب کو پیغمبر نہ ماننے والوں کی کسی کتاب سے ہمیں یہ سہارا مل

(۱) مسند احمد جلد ۱، صفحہ ۱۷۷۔

جائے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی نہیں اور ان کے بعد اور نبی بھی آسکتے ہیں تا کہ ہم ان کے سامنے الزامی طور پر یہ پیش کرسکیں کہ تمہارے فلاں مولوی صاحب نے نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی کے آجانے کو جائز رکھا ہے تو بہت عمدہ بات ہے۔ چنانچہ حضرت خادم صاحب عبدالرحمن وکیل گجرات پنجاب نے پاکٹ بک احمدیہ ص ۴۳۶ پر اسی "تحذیر الناس" کی دو جگہ کی عبارت لے کر صاحب تحذیر کی زبانی مرزا صاحب کی نبوت ثابت کر کے عام پبلک میں بذریعہ تحریر مشہور کر دیا کہ مولوی محمد قاسم نانوتویؒ بھی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی آسکتے ہیں۔ حالانکہ مولانا نانوتوی کا ہر گز یہ اعتقاد نہیں اور نہ کسی مولوی دیوبندی کا یہ عقیدہ ہے بلکہ یقیناً اس مضمون کا خیال تو مولانا کے دل میں کبھی خواب میں بھی نہیں آیا ہوگا، بلکہ مولانا تو صاف فرماتے ہیں۔

سو اگر عموم اور اطلاق ہے۔ تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی ﷺ مثل انت منی بمنزلۃ ہارون الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیوں کہ یہ مضمون لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) جامع درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا الخ ص ۹ تحذیر الناس چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔(۱)

کون نہیں جانتا کہ کسی مسلمان پر جھوٹی تہمت لگانی اکبر الکبائر ہے خصوصاً ایک عالم ربانی پر یقیناً قیامت میں ایسے شخص کی نجات کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی والعلم عند اللہ۔

نانوتوی صاحب ہوں یا بریلوی صاحب یا تھانوی صاحب کسے باشد(۲) کیوں کہ خدائی قانون میں ہر مجرم کے لئے یکساں سزا مقرر ہے آج تک علمائے دیوبند نے تردید مرزائیت میں

---

(۱) وہ چور کتنا بہادر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہوئے ہے۔

(۲) کوئی بھی ہو۔

جس قدر حصہ لیا ہے وہ علمی دنیا سے واقفیت رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت خادم صاحب نے "تحذیر الناس" سے دو جگہ کی عبارت نقل کی ہے۔

(۱) سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول الاٰیہ الخ ص ۳ مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور

(۲) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ص ۲۸ مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور

قادیانی حضرات کی دیکھا دیکھی اور بھی بہت سے حضرات نے بلا سمجھے سوچے یہی اتہام مولانا نانوتوی کے ذمہ لگایا حضرات ناظرین "تحذیر الناس" کوئی نایاب کتاب نہیں۔ سستے داموں ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور سے ملتی ہے صرف بیس ورق ہیں میرے پاس ۳ نسخے موجود ہیں مستعار دے سکتا ہوں۔ ناظرین آپ علماء لکھنؤ کا جواب اس سے پہلے سوال کے متعلق سن چکے ہیں۔ اب "تحذیر الناس" کا خلاصہ آپ کے گوش گزار کیا جاتا ہے۔ گوش ہوش (۱) سے سنیں۔ مسافر صاحب احقر نے سوال جواب شروع میں آسانی کے لئے اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اس ترتیب سے آپ اور دیگر ناظرین کو دو فائدے ہوں گے۔

ایک یہ کہ معلوم ہو جائے گا کہ مولانا نانوتوی کا جواب "تحذیر الناس" میں موجود ہے علمائے لکھنؤ کے جواب کے موافق ہے یا مخالف؟

---

(۱) ہوش کے کانوں سے سنیں۔

دوسرا یہ کہ بریلوی و دیوبندی مذہب میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر کیوں کہ دیوبندی و بریلوی سنتے سنتے میرے کان بھی بہرے ہو گئے ہیں۔ تحذیر الناس کے شروع والے استفتاء کا جواب جو مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے دیا ہے وہ تحذیر الناس کے آخر میں ملحق ہے۔

تحذیر الناس کا متن:۔

مسافر صاحب! یہ سوال جواب تو آپ پڑھ چکے ہیں اب آیئے آپ کو ایک عمدہ باغ کی سیر کرا کر رخصت کر دوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس باغ کے اچھے اچھے پھل دار درختوں کا میوہ کھلا دوں۔ سنئے اس باغ کا نام تحذیر الناس فی اثبات اثر ابن عباس ہے بعض لوگ تو اس کتاب کے اچھے درختوں کے عمدہ پھلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بعض قسمت کے ہارے یہ کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

ایں ہمہ انگور ترش و تلخ اند(۱)

ایک مشورہ حضرت مسافر صاحب اگر اہل علم تحذیر الناس کا صرف ایک پہلا ورق انصاف سے پڑھ لیں تو سب اختلاف کافور ہو جاتا ہے اور حق نظر آجاتا ہے بشرطیکہ صرف جبہ پوش و عمامہ پوش ہی نہ ہوں کچھ دماغ بھی ہو۔ یہ میرا دعوٰی ہے اور خالی دعوے ہی نہیں تجربہ کیا ہے لیکن اس کے پہلے ورق کا سمجھنا دو وجہ سے بہت مشکل ہے۔

تحذیر الناس قدرے مشکل کتاب ہے دو وجہ سے:۔

ایک تو اس وجہ سے کہ تحذیر الناس کی اردو عبارت پرانی دیہاتی اردو ہے جو آج کل کی اردو کی طرح عام فہم نہیں ہے۔

---

(۱) یہ انگور کھٹے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ایک بہت بڑے فاضل کے منہ سے نکلی ہوئی ہے جس میں علمی رنگ کی ملاوٹ بھی ہے۔ بھلا میرے جیسے ابجد خوان کی سمجھ میں کیسے آئے۔

حلوہ خوردن را روئے باید(۱)

حضرت یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی کافر ہے کیوں کہ اس میں خرچ کچھ نہیں ہوتا اس پر دلیل قائم کرنی اور ان کی عبارت کو سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ معترضین حضرات نے تحذیر الناس کی عبارت کو سمجھا ہی نہیں اگر اب بھی حق مل جانے کی غرض سے مطالعہ کریں تو حق نظر آجائے گا لیکن حضرت آرام طلبی و امیری کا زمانہ ہے غور سے پڑھنے کی تکلیف کون گوارا کرے اب تو آرام طلبی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ روٹی پکی ہوئی رکھی ہے اور یہ حضرت چاہتے ہیں کہ کوئی اور شخص ہی آکر ایک ایک لقمہ کر کے ہمارے منہ میں ڈال جائے۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ چوہدری صاحب ہوں یا مولوی صاحب یا پیر صاحب۔ سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں آرام طلبی نے سب پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے۔ حضرت مولانا صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب آرہے ہیں سلف وصالحین کے خشوع کا تو نام ہی اڑا دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اب کتاب پڑھنے کی تکلیف تحقیق مسئلہ کی غرض سے کون برداشت کرے۔ اللھم اھدنا جمیعا اے اللہ! ہم سب کو ہدایت کر آمین۔

نتیجہ میں چاہتا ہوں کہ تحذیر الناس کی شروع کی کچھ عبارت کے ایک ایک لفظ کی آسان عبارت میں تشریح کردوں تا کہ ہر شخص آسانی سے مولانا کا صحیح مطلب سمجھ لے کیوں کہ تحذیر الناس کی شروع والی عبارت بہت سے فاضلوں اور جبہ پوشوں کی ٹھوکر کا سبب بنی ہے چنانچہ ایک

---

(۱) حلوہ کھانے کے لائق منہ تو ہو۔

فاضل نے اس طفل مکتب سے تحذیر لے کر نصف کے قریب پڑھی جب پوچھا گیا کہ جناب نے کیا سمجھا تو جواب میں فرمایا سب غلط لکھا ہے دعوٰی پر کوئی دلیل منطبق ہی نہیں ہوتی۔ معلوم نہیں ہوتا کیا کہہ رہے ہیں جب فاضلوں کا یہ حال ہے تو میرے جیسے ابجد خوان خاک سمجھیں گے۔(نام لینا مناسب نہیں)

تحذیر الناس کی تشریح:۔

(قال کے عنوان سے تحذیر الناس کی عبارت لکھنے کے بعد اقول کے عنوان سے حضرت مولانا مفتی کامل الدین رتوکالوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرما رہے ہیں)

قال:۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبیین معلوم کرنے چاہییں۔ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔

اقول:۔

فرماتے ہیں استفتاء کا جواب دینے سے پہلے لفظ خاتم (جو قرآن میں موجود ہے) کے معنیٰ معلوم کر لینے ضروری ہیں تاکہ سوال کا جواب سمجھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

قال:۔

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

اقول:۔

فرماتے ہیں ان پڑھ بے علم لوگ تو یوں خیال واعتقاد کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اس لئے افضل الانبیاء اور سب پیغمبروں سے بلند درجہ والے ہیں کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ سے پیچھے ہے مگر عقل مند جانتے ہیں کہ زمانہ کی ذات میں کچھ فضیلت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے تو حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو سب پیغمبروں سے درجہ میں افضل ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کا زمانہ سب انبیاء سے پہلے ہے۔ ولا قائل بہ احد حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

قال:۔

پھر مقام مدح میں لکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

اقول:۔

اب فرماتے ہیں کہ یہ موقعہ حضور ﷺ کی صفت کا ہے۔

تشریح:۔

جب حضور ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید ؓ کی مطلقہ سے بحکم خدا تعالیٰ نکاح کیا تو کفار نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ اچھا پیغمبر ہے کہ اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کرلیا ہے۔ اب یہاں دو باتوں کے بیان کرنے کی ضرورت تھی۔

ایک یہ کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہوتا۔ کہ اس کی مطلقہ سے نکاح جائز نہ ہو۔ جیسا کہ حقیقی بیٹے کی مطلقہ سے باپ کا نکاح درست نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ نہ ہمارا ٹھیک ہے بعید

ان دونوں صورتوں میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ حضور ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں کہ تمہارا یہ طعنہ درست ہو اس طعنہ کا جواب آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم میں دیا گیا ہے۔

اس دوسری بات کی دو شقیں ہیں۔

(۱) پہلی یہ کہ ہمارے پیغمبر بے شک ظاہری طور پر تو مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر امت کے تمام لوگوں سے ان کے باپ ہونے کا علاقہ بالکلیہ منقطع نہیں ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ان کا درجہ اور شان کس قدر ہے۔ پہلی شق کا جواب تو لفظ رسول اللہ میں بیان کیا گیا ہے اور دوسری کا جواب خاتم النبیین میں بیان کیا گیا ہے تفصیل عنقریب آتی ہے۔

فائدہ:۔ علم نحو کا قانون ہے کہ لفظ لکن استدراک کے لئے آتا ہے۔

سوال:۔ استدراک کیا چیز ہے؟

جواب:۔ لکن سے پہلی کلام سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے لکن اس وہم کو آ کر ختم کر دیتا ہے اسی کا نام استدراک ہے۔ یہاں جب حضور ﷺ کے ظاہری باپ ہونے کی نفی کی گئی تو وہم پیدا ہوا کہ حضور ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ کسی قسم کے باپ ہونے کا علاقہ بھی نہیں ہے۔ لفظ لکن نے آ کر ثابت کر دیا کہ گو حضور ﷺ کسی مرد کے ظاہری حقیقی باپ نہیں مگر روحانی باپ سب کے ہیں۔ لفظ رسول اللہ نے اس بات کو واضح کر دیا کیوں کہ رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔

وازواجه امهاتهم پ۲۱ نبی کی بیبیاں سب مومنوں کی مائیں ہیں اسی کو ثابت کر رہا ہے۔

دوسری شق یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی درگاہ میں حضور ﷺ کا درجہ اور شان کیا ہے لفظ رسول ﷺ سے آپ کے پیغمبر اور صاحب شرع جدید ہونے سے آپ کا بہت بڑا درجہ ثابت ہوتا

ہے مگر مقام مدح میں (صفت) اس لفظ میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو حضور ﷺ کا تمام انبیاء سے بلند شان ہونا ثابت کرے کیوں کہ مثلاً موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے صاحب شریعت جدید بھی تھے ایسے ہی باقی رسول بھی پس ایسے سب رسول اس صفت میں رسول کریم ﷺ کے ہم رنگ ہو گئے پس اس لفظ سے حضور ﷺ کا اور انبیاء و رسول سے بلند شان ہونا ثابت نہ ہوتا تھا۔ اب کوئی ایسا لفظ چاہیے تھا جو حضور ﷺ کا سب رسولوں سے بلند شان ہونا ثابت کرے اور وہ خاتم النبیین ہے فرماتے ہیں اس لفظ کے معنیٰ عام لوگوں نے تو یہ سمجھے ہیں کہ حضور اخیر زمانہ میں دنیا میں تشریف لانے کی وجہ سے افضل الانبیاء (بلند شان) ہیں فرماتے ہیں زمانہ میں بالذات کوئی خوبی نہیں ہے جب یہ بات ہے تو معلوم ہوا کہ جو معنی عام لوگوں نے اس لفظ کے سمجھے ہیں وہ ٹھیک نہیں بلکہ وہ معنیٰ اس لفظ کے صحیح ہیں جو میں آئندہ چل کر عنقریب عرض کروں گا میرے والے معنیٰ خاتم النبیین کے اس لئے درست ہیں کہ ان کے مراد لینے سے نبی کریم ﷺ کی شان بھی سب انبیاء سے بلند نظر آتی ہے اور تاخر زمانی بھی قائم رہتی ہے مولانا نانوتوی کی عبارت ذیل خط کشیدہ تحذیر ص ۱۰ کا یہی مطلب ہے۔

اس لئے اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ شاباش فبرد اللہ مضجعک (اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی خواب گاہ (قبر) کو ٹھنڈا کرے۔)

امین امین لا اکفی بواحدۃ   حتیٰ اضیف الیھا الف امینا(۱)

---

(۱) آمین آمین میں ایک آمین پر کفایت نہیں کرتا حتی کہ اس کی طرف ہزار آمین ملا دوں۔

فائدہ:۔

بعض اہل علم نے مولانا نانوتوی کی اس عبارت سے یہ سمجھا ہے کہ مولانا نبی کریم ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے کے مخالف ہیں اور آپ کے بعد اور نبیوں کا آنا تسلیم کر رہے ہیں۔ حضرت مسافر صاحب یہی وہ عبارت ہے جو اکثر حضرات کے ٹھوکر کھانے کا باعث بنی۔ اسی وجہ سے بہت حضرات (جبہ پوش وعمامہ پوش) نے مولانا پر بلا سمجھے سوچے کفر کی بارش شروع کر دی اور بھنگی پوستی حضرات کی طرح لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر اور و انتم سکاریٰ چھوڑ کر کنارہ کش ہو گئے اور صفحہ ۹ کتاب ہذا کی اس عبارت سے آنکھیں بند کر لیں جس میں صراحتاً ذکر کیا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا زمانہ سب انبیاء سے آخر ہے جو شخص آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ سے آخر نہ مانے وہ کافر ہے وہیں حدیث لانبی بعدی بھی لکھی ہوئی ہے یہ سب عبارت عنقریب آپ کے سامنے آتی ہے اگر تاخر زمانی کے منکر حضرات عینک لگا کر دیکھتے تو حدیث لانبی بعدی نظر آجاتی وہاں اگر بصیرت قلبی ہی جاتی رہی ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ (۱)

ارے تعصب خدا تعالیٰ تیرا ستیاناس کرے۔ اللہ کرے تیرے انصاف کی آنکھ اندھی ہو۔

قال:۔

ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے

(۱) اگر دن کو چمگادڑ کو نظر نہ آئے تو اس میں سورج کی ٹکیا کا کیا گناہ ہے۔

اقول:۔

فرماتے ہیں اگر یہ الفاظ (خاتم النبیین) حضور ﷺ کی مدح (صفت) کے لئے قرار نہ دیئے جائیں یعنی اگر کوئی شخص یوں کہے کہ یہ جملہ یہاں نبی کریم ﷺ کی ایسی صفت کے لئے نہیں لایا گیا جو حضور ﷺ کو اور انبیاء سے ایک خاص صفت کے ساتھ بلند شان ظاہر کرے تب تو بے شک اس جملہ سے نبی کریم ﷺ کے سب انبیاء سے آخری زمانہ میں تشریف لانے کے معنی ہو سکتے ہیں۔

قال:۔

مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا تعالیٰ کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد وقامت وشکل ورنگ و حسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور ان کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے ص:۳، تحذیر الناس، مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

اقول:۔

فرماتے ہیں کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی صاحب کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ خاتم النبیین ﷺ کے یہاں اس آیت (پ ۲۲) میں ایسے معنیٰ کئے جائیں جس سے حضور ﷺ کی کوئی ایسی خاص صفت (مقام صفت میں) ثابت نہ ہوتی ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شان بلند ثابت کرے صرف آخر زمانہ میں آپ کا آنا اس سے ثابت ہوتا ہو کیوں کہ مکرر عرض کیا گیا

ہے کہ زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پہلا ہو یا پچھلا، نیز خاتم النبیین کے معنیٰ یہاں اگر حضور ﷺ کے آخری زمانہ میں آنے کے لئے جائیں تو اس میں دو طرح سے اعتراض ہوتا ہے۔

(۱) یہ کہ یہاں اس لفظ سے آخری زمانہ کے معنی لینے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کی طرف ایک بے فائدہ لفظ لانے کی نسبت لازم آتی ہے اور یہ محال ہے کیونکہ عدم فضیلت در زمان تو معلوم ہے جب یہ بات تھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کا قد مبارک یا رنگ مبارک یا مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی سکونت یا آپ کے حسب نسب کو کیوں بیان نہ کیا کہ یہ عبارت یہاں یوں ہوتی۔ ولکن رسول اللہ و قامتہ و اعضائہ معتدلۃ ام صورتہ حسن ام نسبہ اشرف من سائر بنی آدم و غیرہا(۱)۔ چنانچہ ایک شاعر نے اسی بات کو کیسا اچھا ادا کیا ہے

کم من اب قد علی بابن لہ شرف   کما قد علی برسول اللہ عدنان

بہت ایسے باپ ہیں جو اپنے بیٹے کی کسی اعلیٰ خوبی کی وجہ سے بلند شان ہو گئے جیسے کہ قبیلہ بنو عدنان حضور ہی کی وجہ سے تمام عرب بلکہ تمام دنیا میں بلند شان مشہور رہوا۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس لفظ (خاتم) کو یہاں لا کر آخری زمانہ کے معنیٰ لینے میں نبی کریم ﷺ کی شان میں ایک قسم کے نقصان کا احتمال بھی موجود ہے، وہ یہ کہ اہل کمال کے کمالات (بڑے کارنامے) صفت (تعریف) کے موقعہ پر ذکر کئے جاتے ہیں۔ یہ معمولی صفات ایرے غیرے معمولی آدمیوں کے معمولی حالات بیان کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ تاریخ کی کتابیں

---

(۱) آپ ﷺ کا قد و قامت اور اعضائے مبارکہ متعدل تھے اور آپ ﷺ کی صورت حسین اور آپ ﷺ کا نسب مبارک تمام انسانوں سے اعلیٰ تھا۔

دیکھنے سے پتہ چلتا ہے مثلاً اگر کوئی صاحب دریافت کریں کہ مجنوں (جو لوگوں میں مشہور ہے) کون تھا۔ اور اس کے اندر کونسی بڑی صفت تھی تو تاریخی حالات بیان کرنے والوں کی طرف سے جواب ملے گا۔ ارے بھائی! اس کا حال کیا پوچھتے ہو؟ وہ ایک دیوانہ آدمی تھا۔ ایک سیاہ رنگ کی نازیبا عورت پر (جس کو لیلیٰ کہتے ہیں) عاشق تھا اپنی تمام عمر یونہی برباد کی۔ اپنا کوئی مفید کارنامہ دنیا میں ایسا نہ چھوڑ گیا جس پر اس کی قوم کو عام پبلک کے سامنے فخر کرنے کا موقعہ ملتا اس کے مقابل اگر کوئی شخص مصطفیٰ کمال پاشا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال کسی مؤرخ سے پوچھے تو ان کے ایسے اوصاف ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جنکے سننے سے عقل حیران رہ جاتی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت کے تھوڑے زمانہ میں ایران، روم وغیرہ بڑی بڑی زبردست سلطنتوں پر قابض ہو کر وہاں اسلام پھیلانا اعلیٰ کمال نہیں تو اور کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کا تذکرہ تو انگریز مؤرخ بھی اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں۔

قال:۔

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا۔ اس لئے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے، جو کل جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حدذاتہ قابل لحاظ ہے۔ تحذیر صفحہ ۳۔

اقول:۔

یہاں ایک احتمال سوال کے نمونہ پر پیدا ہوتا تھا اس کا جواب دیتے ہیں تقریر سوال یوں ہے کہ خاتم النبیین سے کلام الٰہی میں حضور ﷺ کا سب نبیوں سے آخری زمانہ میں ہونا ہی مراد ہے اس لئے کہ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کا زمانہ سب انبیاء سے بعد ہے تاکہ کوئی شخص کل کو نبوت کا دعویٰ کر کے حضور کے بعد اس دروازہ بندشدہ کو توڑ نہ دے، جس کو حضور ﷺ

نے ان احادیث میں قیامت تک بند کیا تھا انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا الا اِنّہٗ لا نبی بعدی سد کے معنیٰ بند کے ہیں اور باب کے معنیٰ دروازہ کے ہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کے بعد اس دروازہ کے بند ہی رہنے کیلئے خاتم کے معنیٰ آخری زمانہ ہی کے لینے مناسب ہیں مولانا اس احتمالی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ یہ سوال فی حد ذاتہ (اپنی ذات کے اعتبار سے) بالکل درست ہے کیوں کہ اس پر اجماع (اتفاق)امت قائم ہو چکا ہے کہ آپ سب انبیاء سے آخری زمانہ میں عالم دنیا میں تشریف فرما ہو ئے ہیں ۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہاں یہ معنیٰ لینے سے ایک اور معنوی خرابی لازم آتی ہے جس کا تدارک یہ معنیٰ لیتے ہوئے ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

قال:۔

پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ و لکن رّسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں ۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے۔ تحذیر ص ۳

اقول:۔

اسی معنوی خرابی کا بیان فرماتے ہوئے کہ جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم کو یہاں مستدرک منہ قرار دیا گیا ہے اور ولٰکن رّسول اللہ وخاتم النبیین مستدرک اور علم نحو کا قانون ہے کہ حرف لکن استدراک کے لئے آتا ہے یعنی لکن سے پہلی کلام سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے لٰکن اس وہم کو آ کر ختم کر دیتا ہے یہاں ما کان محمد میں جب ما حرف نفی کا لا کر سب آدمیوں سے

حضور ﷺ کے باپ ہونے کی نفی کی گئی تو اس سے سامعین کو وہم پیدا ہوتا تھا کہ پھر حضور اپنی امت کے لئے کسی قسم کے بھی باپ نہیں حرف لکن نے اس وہم کو ختم کر دیا اور زبان حال سے کہا کہ آپ کی ایک قسم کی ابوۃ (باپ ہونا) اپنی امت کے لئے قیامت تک قائم ہے وہ کیا ہے روحانی طور پر امت کا باپ ہونا اور ابوۃ لفظ رسول نے ہمیں بتائی کہ رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **و ازواجہٗ امھاتھم** (۱) حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سب مومنوں کی مائیں ہیں۔ اب لکن کے استدراک والے معنیٰ تو ثابت ہو گئے لیکن بقی ٹھسنا شئی۔ یہاں ایک بات رہ گئی جس کا بیان کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ صرف لفظ رسول ذکر کر دینے سے حضور ﷺ کا کوئی ایسا کمال ثابت نہیں ہوتا جو حضور ﷺ کی سب پیغمبروں پر بلندی و برتری ثابت کرے۔ دیکھئے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم علیہم السلام وغیرہ بہت سے رسول نبی کریم ﷺ کی طرح صاحب شریعت جدید ہوئے۔ اس لئے حضور ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے کے لئے کسی اور لفظ کے لانے کی ضرورت تھی لہذا خاتم النبیین کے بڑھانے کی ضرورت پڑی تاکہ آپ کا شان سب انبیاء سے بلند نظر آئے اور یہ بات تب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنیٰ لئے جائیں جو مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مراد لئے ہیں ان کا بیان عنقریب آتا ہے، نہ وہ معنیٰ جو عام لوگوں نے لئے ہیں یعنی حضور ﷺ کا زمانہ سب انبیاء کے بعد ہونا کیوں کہ زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے۔

سوال:۔ از مسافر صاحب پہلے یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین کے کتنے معنیٰ ہیں؟

جواب:۔ اس کے مشہور دو معنیٰ ہیں۔

---

(۱) سورۃ احزاب: پارہ: ۲۱۔

(۱) صا یک خاتم زمانی یعنی حضور ﷺ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد ہونا۔

(۲) دوسرا خاتم مرتبی یعنی حضور ﷺ کی ذات کے اندر کسی ایسی ذاتی صفت کا موجود ہونا جس نے آپ کو ایسے مرتبہ پر پہنچا دیا ہو، جس پر کوئی نبی نہیں پہنچا۔ اس ذاتی صفت کا علم ہمیں نہیں ہے نہ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ کھود کرید کر اس صفت کو معلوم کریں۔ اس صفت کو دینے والی ذات وحدہٗ لاشریک جانے یا لینے والے نبی پاک ﷺ جانیں، ہمیں اس کی تلاش کرنی ہی نازیبا ہے۔ ہاں البتہ اس صفت کے چند آثار (نشانات) ہمارے سامنے ہیں۔ اسے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ حضور ﷺ کا مرتبہ بارگاہ الٰہی میں سب انبیاء سے اونچا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کو جیسا معراج ہوا ایسا کسی نبی کو نہیں ہوا۔

(۲) جیسی آسمانی کتاب حضور ﷺ کو ملی ایسی کسی نبی کو کتاب نہیں ملی کیونکہ حضور ﷺ کی کتاب سے پہلی سب کتابیں منسوخ التلاوت ہوگئیں اور یہ کتاب قیامت تک رہے گی۔ کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

(۳) جیسی شریعت مطہرہ حضور ﷺ کو ملی ایسی کسی نبی کو نہیں ملی

(۴) آپ کی امت کو خیر الامم کا لقب عطا کیا گیا۔

(۵) آپ کی امت کیلئے اعمال صالحہ کا ثواب بھی اور امتوں سے زیادہ مقرر کیا گیا۔

(۶) قیامت کے روز حضور ﷺ کو کثرت اِمت کی وجہ سے اور انبیاء پر ایک گونہ شرف حاصل ہے۔

(۷) شفاعت کا دروازہ پہلے آپ ہی کھولیں گے۔

(۸) پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھٹکھٹائیں گے وغیرہ وغیرہ

ان آثار پر نظر کرتے ہوئے ہمیں اتنا پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کا جو مرتبہ بارگاہ الٰہی میں

ہے وہ اور کسی نبی کو حاصل نہیں ہے اسی مضمون کو عنقریب حضرت نانوتوی ان الفاظ خط کشیدہ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں سنئے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض آپ جیسے نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔ تحذیر الناس صفحہ ۴۔

تشریح:۔

مسافر صاحب اب تو آپ نے دیکھ لیا کہ دونوں مذکورہ جملوں میں اعلیٰ درجہ کا ربط حضور ﷺ کے خاتم مرتبی لینے سے ثابت ہوتا ہے۔ نہ خاتم زمانی لینے سے کیونکہ یہ موقع صفت کا ہے اور حضور ﷺ کی صفت خاتم مرتبی لینے میں ہے۔ نہ خاتم زمانی لینے میں، اب ربط بین الجملتین پائے جانے کی وجہ سے کلام الہی میں جو نقص لازم آنے کا احتمال تھا وہ بھی جاتا رہا، باقی یہ سوال کہ خاتم النبیین کے معنے اس آیت پارہ ۲۲ میں تاخر زمانی والے ہی لینے ضروری ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کل کو کوئی شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے نبی نہ بن بیٹھے حالانکہ حضور ﷺ کے بعد اس دروازہ کا بند کرنا ضروری تھا نیز حضور ﷺ کا دین بھی آخری دین تب ہی رہتا ہے کہ خاتم کے معنیٰ خاتم زمانی کے لئے جائیں جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے نہ خاتم مرتبی تاکہ کل کو کوئی جھوٹا دعویٰ کر کے مصنوعی نبی نہ بن بیٹھے اس سوال کا جواب مولانا نانوتوی خود یوں دیتے ہیں سنئے!

قال:۔

بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ

موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجیئے صفحہ (۲،۴)۔

اقول:۔

حضرات ناظرین یہ وہ فیصلہ کرنے والی تحذیر الناس کی ۵ سطر کی عبارت ہے جو حضرت نانوتوی پر تمام معترضین کے لئے ایک زبردست حجت اور سب کے منہ پر خاموشی کی مہر لگا دینے والی ہے بشرطیکہ انصاف اور ایمانداری سے پڑھی جائے اسی عبارت کا تعلق مولانا کی اس پہلی عبارت خط کشیدہ سے ہے۔

قال:۔

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔تحذیر الناس ص ۳۔

اقول:۔

اب آپ اس طفل مکتب سے اس عبارت کا مطلب غور سے سنیں۔فرماتے ہیں عام لوگوں کا تو یہ خیال واعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے زیادہ مقرب بلند درجہ والے صرف اسی وجہ سے ہیں کہ آپ سب پیغمبروں سے پیچھے عالم دنیا میں تشریف لائے۔اسی وجہ سے آپ کی صفت خاتم النبیین قرار پائی مولانا فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کا یہ خیال ٹھیک نہیں۔آپ خاتم النبیین کی صفت کے ساتھ متصف تو ضرور ہیں لیکن نہ ان معنیٰ کی وجہ سے

جو عام لوگوں نے سمجھے ہیں بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے معنیٰ اس طرح کریں کہ حضور ﷺ نبوت کی صفت کے ساتھ ذاتی طور پر متصف ہیں اور باقی انبیاء نبوت کی صفت کے ساتھ بالعرض متصف ہیں یعنی حضور ﷺ کے واسطہ سے ان کو نبوت ملی ہے کیونکہ کسی چیز کے کسی صفت کے ساتھ متصف بالذات ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ یہ صفت اس موصوف کی ذاتی ہے کسی اور سے مستعار نہیں لی گئی۔ فرماتے ہیں لفظ بالذات ہی خود ان معنیٰ پر دلالت کر رہا ہے کہ میرے موصوف کی یہ صفت ذاتی ہے کسی اور سے مانگ کر نہیں لی ہے۔

مثال صفت ذاتی وعرضی:۔

تشریح: سنیئے رات کو ایک مکان کے اندر اگر چراغ وغیرہ نہ ہو تو اندھیرا ہوتا ہے جب صبح کو آفتاب نکل پڑتا ہے تو وہ رات والا اندھیرا کافور ہو جاتا ہے اور اس مکان کے درو دیوار روشن ہو جاتے ہیں۔ جب آفتاب غروب (چھپ) ہو جاتا ہے تو اس کا وہ نور پھر پہلے کی طرح غائب ہو جاتا ہے۔ اس تبدل وتغیر سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ نور ذاتی نہ تھا کسی اور سے مستعار (مانگ) کر لیا ہوا تھا اور وہ آفتاب ہے جس کا نور ذاتی ہے کیونکہ اگر درو دیوار کو ہسار کا نور ذاتی ہوتا تو وہ غروب آفتاب کے وقت بھی قائم رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے وھو ظاہر۔

قال:۔

زمیں وکہسار اور درو دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا۔ تحذیرص ۴

اقول:۔

یہاں مولانا نے حضور ﷺ کی نبوت کو نور کے ساتھ تشبیہ دے کر سمجھایا ہے کہ جیسے دنیا میں ہر چیز کی روشنی آفتاب سے حاصل کی جاتی ہے ایسی ہی ہر پیغمبر کی نبوت حضور ﷺ کے واسطہ سے حاصل کی گئی ہے اور حضور ﷺ کی نبوت کسی اور سے حاصل نہیں کی گئی بلکہ ذاتی ہے جو آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ ھمہ نورھا پرتو نوراوست (۱)

قال:۔

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود اور کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال واتصال نہ ہوا کرتا علی الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔ تحذیر صفحہ ۴۔

اقول:۔

فرماتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ جس کی کوئی صفت کسی اور سے مانگ کر لی گئی ہو اس کی اپنی ذاتی نہ ہو اس کا سلسلہ کسی صفت ذاتی والے پر پہنچ کر ختم ہوجاتا ہے کیونکہ ذاتی والے کی صفت اپنی ذاتی ہوتی ہے کسی اور سے لی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی وضاحت ایک اور باریک مثال سے بیان فرماتے ہیں، جو عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے

---

(۱) تمام روشنیاں آپ ﷺ کے نور کا عکس ہیں۔

خدا ہونے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے تو یہی ہے کہ اس کی ذات کے اندر کسی زمانہ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نعوذ باللہ من ذالک نہیں ہے بخلاف ممکنات کے کہ ان میں تغیر و تبدل کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وجود ذاتی نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان ممکنات کے اوصاف بدلتے رہتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی ایک ممکن بے کمال کبھی با کمال اگر یہ اوصاف اس کے ذاتی ہوتے تو ان میں تغیر و تبدل نہ ہوتا اور اس کی ذات کے ساتھ ہمیشہ لازم رہتے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

قال:۔

سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض جیسے آپ نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادت و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ اور انبیاء کرام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتداء کا عہد لیا۔ تحذیر صفحہ ۴۔

اقول:۔

فرماتے ہیں ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو خیال فرمائیے۔ آپ صفت نبوت کے ساتھ ذاتی طور پر متصف ہیں اور باقی انبیاء بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے آپ کی نبوت کسی کا فیض نہیں نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو جاتا ہے آپ کی نبوت سے اوپر نبوت کا کوئی درجہ نہیں

ہے غرض جیسے آپ اپنی تمام امت کے لئے نبی ہیں ویسے ہی تمام انبیاء کے لئے نبی ہیں آپ کی شان تمام انبیاء سے اعلیٰ ہے اسی لئے اس آیت واذ اخذا الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی تابعداری ومدد کرنے کا پہلے سے وعدہ لے لیا تھا۔

قال:۔

ادھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسیٰؑ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔ تحذیر صفحہ ۴۔

اقول: ۔حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:۔

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسألوا اهل الكتاب عن شئی فانهم لن يهدو كم و قدضلوا فانكم اما ان تصدقوا بباطل او تكذبوا بحق فانهٗ لو كان موسىٰ حيا بين أظهركم ما حل لهٗ الاأن يتبعنى. (۱)

ناظرین یہ اردو کی عبارت ہے انگریزی یا ترکی کی نہیں کہ کسی تشریح کی محتاج ہو، کہاں ہیں وہ حضرات جو یوں درفشانی (۲) کرتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم نانوتویؒ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

(۱) ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس لئے کہ وہ تمہیں ہدایت کا راستہ نہیں دیکھائیں گے حالانکہ وہ خود گمراہ ہوگئے اس لئے بیشک تم یا تو باطل میں انکی تصدیق کروگے یا حق کی تکذیب کروگے اس لئے کہ حضرت موسیٰؑ بھی تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری ہی اتباع حلال ہوتی۔(مسند امام احمد جلد ۳، صفحہ ۳۳۸) باقی مطلب ظاہر ہے۔

(۲) روشنی ڈالتے ہیں۔

شان گھٹا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ انصاف کی عینک لگا کر میدان میں آئیں اور تحذیر الناس کی یہ عبارت پڑھیں واللہ ثم واللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی صفت مولانا نانوتویؒ نے اپنی اس کتاب میں کی ہے ایسی صفت آپ نے اس سے پہلے یقیناً کبھی نہ سنی ہوگی اور نہ کبھی پڑھی ہوگی۔ بھلا جو شخص یہ لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے اور سب انبیاء کی نبوت ہے۔ وہ آپ کا مرتبہ سب سے بڑھا رہا ہے یا گھٹا رہا ہے۔ ارے تعصب تیرا ستیاناس ہو تو نے کئی عمامہ پوشوں اور جبہ پوشوں کو گمراہی کے گڑھے میں گرایا۔ عبارت آسان ہے تشریح کی ضرورت نہیں۔ آگے چلئے۔

قال:۔

عالم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں انبیاء باقی اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات علمی میں سے ہے کمالات عملی میں سے نہیں۔ الغرض کمالات ذوی العقول دو کمالوں میں منحصر ہیں۔ ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنائے مدح کل انہی دو باتوں پر ہے الخ تین سطر کے بعد لکھتے ہیں۔ دلیل اس دعوٰی (کہ نبوت کمالات علم کا نام ہے) کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل۔ اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں۔

تحذیر صفحہ ۴۔

اقول:۔

اس قول میں مولانا نانوتویؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کل انبیاء سے علم میں زیادہ ہونا بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ کسی عملی جزی میں کسی امتی کا بڑھ جانا ممکن ہے مگر علم میں انبیاء ہی سب سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور اس صفت میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ سب سے اول نمبر پر ہے۔

قال:۔

ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات یہ ہے کہ سامع منصف ان شاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے وہ یہ ہے کہ تقدم و تاخر زمانی ہوگا یا مکانی ہوگا یا مرتبی یہ تین نوعیں ہیں باقی مفہوم تقدم و تاخر ان تینوں کے حق میں جنس۔

چند سطور کے بعد اسی مضمون کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں۔ سو اگر عموم اور اطلاق ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی ﷺ مثل انت منی بمنزلة ھا رون من موسیٰ علیہ السلام الا انہٗ لا نبی بعدی او کما قال علیہ السلام جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون (لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ۔ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ تحذیر صفحہ ۹-۸۔

اقول:۔

یہاں مولانا نے پہلے خاتم کے معنیٰ تین وجہ پر بیان کئے ہیں خاتم زمانی خاتم مکانی خاتم مرتبی بعد ازاں ان میں سے ہر معنیٰ کا مصداق نبی اکرم ﷺ کو قرار دیا ہے کہ آپ کی نبوت کا

زمانہ سب انبیاء سے آخر ہے۔

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا (شاباش) پھر جنگ تبوک والی حدیث سے الا انہ لا نبی بعدی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمائی گئی تھی جو حدیث کی اکثر کتابوں میں موجود ہے نقل کر کے طاعنین کے منہ پر مہر سکوت ثبت کر دی گئی پھر لا نبی بعدی پر صحابہ و اہل علم کا اتفاق بیان کر دیا ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ اس حدیث کے متعلق وہ تواتر لفظی مراد نہیں جو محدثین کی اصطلاح میں رائج ہے بلکہ تواتر معنوی ہے اس پر ایک مثال بیان کر کے حدیث لا نبی بعدی (جو تاخر زمانی کو دلالت مطابقی کے ساتھ ثابت کرتی ہے) کے مفہوم کو اس طرح مضبوط کر دیا ہے کہ کسی کو چون و چرا کرنے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ مثال یوں بیان کی کہ اگر ایک شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ظہر کے فرض صرف دو رکعت ہیں عصر و مغرب و عشاء کے بھی صرف دو دو رکعت ہیں، تو ان سب صورتوں کے قائل پر کفر کا فتویٰ جاری کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی حضور ﷺ کے متعلق ختم نبوت زمانی کے منکر پر بھی کفر کا فتویٰ جاری کیا جاتا ہے کہاں ہیں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر منکر ختم زمانی و مرزائیوں کے ساتھ متفق بالعقیدہ ہونے کا اتہام لگانے والے حضرات ذرا انصاف کی عینک لگا کر یہ عبارت پڑھیں۔

قال:۔

اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ تحذیر صفحہ ۱۰۔

اقول:۔

مولانا فرماتے ہیں کہ جو معنی خاتم النبیین کے میں نے بیان کئے ہیں۔ ان کے مراد لینے سے ختمِ زمانی ضائع نہیں ہوتی بلکہ قائم رہتی ہے۔

قال:۔

باندیشۂ تطویل قدر ضرورت پر اکتفاء کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ (خاتم) سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلۂ نبوت بہرطور آپ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو۔ عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو پھر سلسلۂ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ الخ تحذیر صفحہ ۱۳۔

اقول:۔

یہاں مولانا نے ایک بہت دقیق (باریک) بات بیان کی ہے، "وھو ہذا" لفظ النبیین کا قرآنِ کریم میں مطلق ہونا اس بات کو مقتضی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صفت نبوت میں خاتم ہونا صرف انبیاء گذشتہ ہی کے لئے نہ ہو بلکہ جہاں کوئی اور نبی ہو۔ آسمان میں یا کسی اور زمین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد تب بھی خاتمیت آپ کی باقی رہتی ہے کچھ نقص پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس مفروضہ (۱) صورت میں آپ صفت نبوت میں سب سے بلند مرتبہ پر ہی ہوں

---

(۱) فرض کی گئی۔

گے یعنی سب انبیاء صفت نبوت میں ہر حال میں آپ ہی کے محتاج ہوں گے دلیل یہ دیتے ہیں کہ عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سب علوم حضور ﷺ کی ذات پر منتہی (۱) ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ آپ سب انبیاء سے اعلیٰ شان والے ہیں آپ سے بالاتو کجا (۲) آپ کے برابر بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نبی کریم ﷺ کی شان گھٹا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے وہ غلطی پر ہیں

قال:۔

یہاں پر صاحب تحذیر الناس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ترمذی اور مسند امام احمد کے حوالہ سے اور ایک حدیث حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عباس کی (صفحہ ۱۴، صفحہ ۱۵) پر نقل کر کے ایک لمبی تقریر کے بعد بطور نتیجہ کے یہ عبارت تحریر کی ہے (ان حدیثوں کو بخوف طوالت اس ابجد خوان نے تحریر نہیں کیا) اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بہ ترتیب فوق و تحت نہ مانئے تو پھر عظمت و شان محمدی بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو درصورت تسلیم اراضی ہفت اقلیم اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجھے جس میں وہ رونق افروز ہے تو یوں کہو اس کی عظمت کے چھ حصے گھٹا دیئے فقط ایک ہی پر قناعت کی۔ غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے بے مضاف الیہ متحقق نہیں ہو سکتا۔ سو جس قدر اس کے مضاف الیہ ہوں گے اسی قدر خاتمیت کو افزائش ہو گی جیسے بادشاہت ایک امر اضافی ہے محکوموں اور رعیت کی افزائش پر اس کی ترقی اور عظمت موقوف ہے۔ ص ۲۳ (۳)

---

(۱) ختم۔

(۲) دور کی بات۔

(۳) صفحہ ۲۵ مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

اقول:۔

جزاکم اللہ آپئے معترض صاحب ایمان سے بتایئے کبھی آپ نے ایسی تعریف نبی کریم ﷺ کی کسی حضرت کی زبان سے سنی یا قلم سے لکھی ہوئی پڑھی ہے۔ خلاصہ ترمذی اور مسند احمد کی حدیث سے پہلے سات زمینوں کا اوپر نیچے ہونا ایک لمبے بیان میں اس طرح بیان کیا کہ حضور ﷺ کی شان اس سے بڑھ کر بیان کرنی، کسی انسانی طاقت میں ممکن ہی نہیں ہے۔ ایک مثال بیان فرمائی کہ فرض کرو زمین کی سات ولایت میں الگ الگ ایک ایک بادشاہ ہے جو اپنی اپنی ولایت (۱) کا مستقل بااختیار حاکم ہے، ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ ان سات بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سب کا حاکم شاہِ شاہاں ہے۔ اب اگر کوئی ناداں اس شاہِ شاہاں کا درجہ باقی چھ بادشاہوں میں سے ہر ایک کے برابر ہی اعتقاد کرے تو عقل منداس کو کیا کہیں گے جب کہ اس نے اس بڑے بادشاہ کا درجہ خداداد چھ درجہ کم کر دیا۔ ہاں چونکہ یہ قطعی بیان نہیں ہے لہٰذا ہم کسی کو نہ اس عقیدہ رکھنے پر مجبور کر سکتے ہیں اور نہ اس کے انکار کرنے سے کسی پر کفر کا فتوےٰ جاری کر سکتے ہیں کیونکہ نہ کلام اللہ میں اس کی تصریح ہے اور نہ کسی متواتر حدیث میں اس کا بیان ہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے۔ ناظرین یاد رکھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تفقہہ فی الدین کے لیے حضور ﷺ کی خاص دعا حدیثوں میں منقول ہے (کامل الدین) اس اثر کا انکار بدعت سے خالی نہیں اور اس اثر کا منکر گروہِ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

قال:۔

اگر اثر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف تھا،

---

(۱) اپنی اپنی حکومت۔

یاان احادیث کے معارض تھا جومبین اور مفسر معنی خاتم النبیین ہیں سو بعد مطالعہ تقریر گذشتہ اہلِ فہم کوتو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ تردد نہ رہے گا۔کہ اثر مذکور مؤید و مثبت معنے خاتم النبیین ہے نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوتِ خاتمیت میں بہت قادح ہے اور کیوں نہ ہو درصورتِ انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک حصہ باقی رہ جاتا ہے۔اس صورت میں مدعیانِ محبت نبوی (ﷺ) سے ہم کو یہ توقع ہے کہ جیسا اس اثر کا انکار کرتے تھے اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار میں تو تکذیب رسول ﷺ کا کھٹکا بھی تھا۔اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی۔نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب اقرار اثر مذکور میں باوجود تصحیح آئمہ حدیث یہ قوت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں۔علاوہ بریں برتقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدرِ نبوی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کے برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی یعنی نہیں آئے گی۔(۱)

اقول:۔

فرماتے ہیں کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ بظاہر نظر اگر مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے

---

(۱) تحذیر صفحہ ۲۷، ۲۸ مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

مخالف تھالیکن میری تحریر کردہ تقریرین لینے کے بعد اہل فہم کو کچھ تردد وشک نہ رہا ہوگا کہ اثر مذکور الٹا جملہ خاتم النبیین کے معنی کے موافق ہے نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کو صحیح نہ ماننا جملہ مذکورہ کے معنی میں بہت کچھ خرابی ڈالتا ہے کیونکہ اثر مذکور کے انکار کی صورت میں خاتمیت کے سات حصوں میں سے صرف ایک حصہ باقی رہ جاتا ہے اور چھ حصے کم ہو جاتے ہیں گویا نبی اکرم ﷺ کے کل شان اور درجہ میں سے چھ درجے چلے گئے اور ایک درجہ باقی رہا اب مجھے ان لوگوں سے جو محبت نبوی ﷺ کا دم بھرتے اور دعوے کرتے ہیں بہت بڑی امید ہے کہ اپنے سابق انکار اثر مذکور کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ ثابت ہونے کا اقرار کریں کیونکہ انکار اثر مذکور میں تو شان محمدی ﷺ کی تکذیب کا بھی خوف تھا اور اقرار میں تو کوئی اندیشہ ہی نہیں بلکہ اگر بالفرض سات زمینوں کی جگہ لاکھ دو لاکھ بھی ہو جائیں تو میں ذمہ اٹھاتا ہوں کہ اس میں کوئی خرابی نہ ہوگی کیونکہ یہ بات نہ کسی آیت کے مخالف نہ کسی حدیث کے معارض اور اثر مذکور میں سات زمینوں سے زیادہ کی نفی بھی نہیں ہے جب ائمہ حدیث کے ماہرین نے اثر مذکور کو صحیح کہہ دیا تو اثر مذکور کے غلط ہونے کا ڈر جاتا رہا اور سات سے زیادہ زمینوں کے ماننے میں کچھ ڈر ہی نہیں رہا اور اگر باعث افضلیت برہمہ(۱) تاخر زمانی ہی مان لیں جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ افضل الانبیاء اس لئے ہیں کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء سے آخر میں ہے اور اثر مذکور کا انکار کر دیں تو اس میں نبی کریم ﷺ کی شان اور انبیاء سے کیوں کر بڑھ سکتی ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے مثال ہذا پر نظر ڈالیے۔ پہلے ایک شہر آباد ہے اس کے سب باشندگان میں سے ایک شخص سب سے افضل یا سب پر حاکم ہے کہ اس شہر کے انتظام حکومت کی باگ ڈور

---

(۱) تمام پر افضلیت۔

اس ایک کے ہاتھ میں ہے اب پہلے شہر کے مقابلہ میں ایک اور ایسا ہی شہر آباد کیا گیا اس میں بھی ایک شخص سب باشندگان سے افضل یا سب پر حاکم ہے تو بتایئے کہ دوسرے شہر والے افضل یا حاکم میں بسبب تاخر زمانی کی وجہ سے پہلے شہر والے پر برتری اور پہلے شہر والے میں نقصان مرتبہ آجائے گا یہاں پر مولانا نانوتوی ؒ نے نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت کو ایک شہر کے افضل شخص سے تشبیہ دی ہے اور بتایا ہے کہ دو شہروں کے دو افضل شخصوں میں سے آخری زمانہ والے کو صرف پچھلے زمانہ میں ہونے کی وجہ سے پہلے شہر والے شخص پر فضیلت نہ ہوگی کیونکہ آخری زمانہ کو پہلے زمانہ پر ذاتی طور پر کچھ فضیلت نہیں۔ اگر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت ہوتی تو پہلے زمانہ کو پچھلے زمانہ پر ہونی چاہیئے تھی کیونکہ وہ خیر القرون (۱) کے زمانہ کے قریب ہے اور پچھلا زمانہ خیر القرون سے بہت دور ہے، پس اس اعتبار سے آدم علیہ السلام نبی اکرم ﷺ بلکہ سب انبیاء سے افضل ہونے چاہیے تھے۔ وَلَا قَائِلَ بِهٖ اَحَدٌ۔ حالانکہ آج تک یہ بات کسی نے نہیں کہی۔ پس ثابت ہوا کہ ایک پیغمبر کے پچھلے زمانہ میں ہونے کی وجہ سے دوسروں پر کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ پچھلے زمانہ والے نبی کی ذات میں اگر کوئی اعلیٰ صفت ہوگی تو اس کو پہلے زمانہ والوں پر خود بخود برتری حاصل ہوجائے گی۔ یہاں یہی حال پہلے پیغمبروں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کا ہے کہ آپ باوجود آخری زمانہ میں ہونے کے سب سے افضل الانبیاء قرار دیئے گئے کیونکہ صفتِ نبوت آپ کی ذاتی تھی اور باقی انبیاء کی عارضی بواسطہ حضور ﷺ۔

قال:۔

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچ مدان (کچھ نہ

---

(۱) بہترین زمانہ۔

جاننے والا) نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ ﷺ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔(۱)

اقول:۔

فرماتے ہیں کہ جو معنی خاتم النبیین کے میں نے بیان کیے ہیں اگر وہ لئے جائیں تو پھر تمام مخلوق اولاد آدم علیہ السلام میں سے کسی کو بھی نبی کریم ﷺ کی مثل نہیں کہہ سکتے بلکہ خاتم النبیین کے ان معنی کے اعتبار سے جو میں نے کیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی شان باقی انبیاء سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور اس معنی کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت و برتری انہی انبیاء پر ہی ثابت نہیں ہوتی جو اس عالم دنیا میں آئے اور بحکم خدا چلے گئے، بلکہ اس صورت میں حضور ﷺ کی افضلیت و بلندیٔ شان ان انبیاء پر بھی ثابت ہو جائے گی جن کا وجود صرف فرض کر لیا گیا۔

سوال:۔

جب سات زمینیں تسلیم کر کے ان میں انبیاء علی نبینا علیہم السلام کا سلسلہ بمع ابتداء و انتہا کے تسلیم کر لیا گیا حتیٰ کہ ونبی کنبیکم بھی تسلیم کر لیا گیا تو یقیناً ہمارے نبی کریم ﷺ کا درجہ چھ گنا کم ہو گیا بڑھنا تو درکنار رہا۔ پس ثابت ہوا کہ صاحب تحذیر الناس پر معترضین

(۱) تحذیر صفحہ ۲۸، مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

کااعتراض حق بجانب ہے کیونکہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی شان چھ حصے گھٹا کرایک بہت بڑے جرم ناقابل معافی کاارتکاب کیاہے یہی وہ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی وجہ سے صاحب تحذیرالناس پر بڑے بڑے لوگوں کی زبان وقلم سے کفر کی بارش برس رہی ہے اورروئے زمین پرایک شور برپاہے ۔ دیکھوحسام الحرمین (۱)مقیاس الحنفیت صفحہ ۱۹۷۔(۲)جاءالحق وزھق الباطل صفحہ ۲۷۰۔

جواب:۔

اس سوال کی بناء صاحب تحذیرالناس کے لفظ اگر بالفرض پر ہے جوانہوں نے اپنی کتاب میں ایک دوجگہ استعمال کیاہے ناظرین یہاں دو چیزیں ہیں سنیئے کسی چیز کے وجود کاخارج میں موجود ہونااور چیز ہے اورکسی چیز کے وجود کاصرف فرض کرلینا یعنی ذہن میں بغیرتحقق فی الخارج (۳) کے مان لینااورچیز ہے۔ اس امر کی وضاحت ایک مثال سے سنیئے عقلمنداپنے آباؤاجداد سے سنتے چلے آتے ہیں کہ عنقاءایک بہت بڑامبارک پرندہ ہے کہ جس شخص کے سر پر سے گزرجائے وہ بادشاہ ہوجاتا ہےلیکن آج تک نہ کسی کے سر سے گزرااور نہ کوئی بادشاہ ہوا۔اگرآپ کسی بھلے مانس سے پوچھیں کہ وہ کیساپرندہ ہے سفید یاسرخ کتنابڑااوردو پاؤں یاتین پاؤں والاتسلی بخش جواب ملنے کی بجائے آپ کوجواب نفی میں ملے گا۔کسی نے دیکھاہوتوجواب دے۔

---

(۱)اشرفی کتب خانہ،اندرون دہلی دروازہ،لاہور،پنجاب۔

(۲)مطبوعہ دربارمارکیٹ،لاہور۔

(۳)خارج میں ثابت ہونیکے بغیر۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عنقاء شکار کس نشود دام باز چیں کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را(۱)

سوال:۔

ازمولانا مسافر صاحب یہ فرمایئے جس شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ قضیہ فرضیہ اور قضیہ حقیقیہ واقعیہ میں کچھ فرق ہے یا ایک ہی چیز ہیں تو اس کو مولانا نانوتوی پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معترضین کو یا تو مولانا کی عبارت کا مطلب ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ یقیناً یہی صورت یہاں معلوم ہوتی ہے یا دیدہ و دانستہ (۲) حساب کتاب اُخروی کو بالائے طاق (۳) رکھ کر اعتراض جڑ دیا ارے جہالت اور تعصب تم دونوں کا ستیاناس ہو۔

بالفرض کے مفہوم پر محققانہ بحث

جواب:۔

بالفرض کی اس ابجد خوان (۴) نے عربی تفسیروں سے زیادہ تشریح اہل علم کے اطمینان کے لئے بیان کی ہے لہٰذا اہل علم بغور پڑھیں۔ اگر کوئی حق کا متلاشی قرآن کریم میں

---

(۱) ترجمہ: عنقاء کسی کے شکار میں نہیں آتا۔ تو اپنا جال اٹھالے۔ اس لئے کہ یہاں ہمیشہ جال کے لئے ہوا ہی حاصل ہوتی ہے۔

(۲) جان بوجھ کر۔

(۳) بھلا کر۔

(۴) ابتدائی طالب علم۔

غور کرے تو اگر بالفرض کے مترادف بہت سی صورتیں نظر آجائیں گی سنیئے: لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر بالفرض زمین آسمان میں اللہ تبارک کے بغیر اور بہت سے معبود حقیقی ہوتے تو ان کا یہ موجود انتظام قائم نہ رہتا بلکہ اس میں گڑبڑ ہو جاتی۔ لَفَسَدَتَا کے یہی معنی ہیں۔

سوال:۔

ازمسافر صاحب قرآن کریم کے کسی لفظ کا ترجمہ اگر بالفرض کے ساتھ کرنا صریح تحریف ہے۔ اگر انصاف کے خریدار ہو تو کسی معتبر تفسیر سے دکھاؤ۔ جواب: کلام الٰہی کی چار آیتیں بمعہ عبارت تفاسیر پیش کرتا ہوں۔ آپ غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ ان تفسیروں میں اگر بالفرض کے لفظ کو محال کا مترادف قرار دیا گیا ہے یا نہیں۔ یقیناً یہ لفظ محال کا مترادف قرار دیا گیا ہے اگر مولانا محمد قاسم صاحب نے لفظ اگر بالفرض محال کا ہم معنیٰ گردان کر بیان کیا تو کونسا جرم کیا۔ اب تفسیروں کی عبارت پیش ہوتی ہے۔ عربی عبارات کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ ناظرین حضرت شیر پنجاب (مولانا عمر اچھروی) یا کسی بریلوی حضرات سے دریافت فرمالیں۔ سنیئے۔

(۱)ومن اشهرها انه لوفرضنا موجودين واجبی الوجود لكانا مشتركين فی وجوب الوجود ومتغايرين بامر من الامور والالم يكونا اثنين ومابه الامتياز اماان يكون تمام الحقيقة اوجزؤها لاسبيل الى الاول لان الامتياز لو كان بتمام الحقيقة لكان وجوب الوجود المشترك بينهما خارجا عن

حقیقۃ کل منہما وعن حقیقۃ احدھما وھو محال ۔الخ۔ (۱) ومن یقل منھم انی اِلٰہٌ والمراد من یقل منھم علی سبیل الفرض۔۔(۲)

(۲) ومن یقل منھم اس آیت کے تحت میں صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔ وہ (فرشتے) ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی (دعوے) کا قائل ہو بھی تو ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں ہمارے زیرحکم ہیں پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ دار ہونا کیسا؟۔(۳)۔ کذالك نجزی الظالمین الکافرین الذین وضعوا الالھیۃ فی غیر موضعھا وھٰذا علیٰ سبیل الفرض والتمثیل لتحقق عصمتھم (۴)

---

(۱) روح المعانی پارہ ۱۷، صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

(۲) ترجمہ:۔ ادلہ توحید میں سے زیادہ مشہور دلیل یہ ہے کہ اگر ہم دو واجب الوجود فرض کریں تو وہ دونوں واجب الوجود ہونے میں مشترک ہونگے اور کسی وجہ سے ایک دوسرے سے متغایر بھی ہونگے ورنہ اگر بالکل متغایر نہ ہوں تو وہ دو نہیں ہونگے اور ان دونوں کے درمیان امتیاز والی چیز یا تو تمام حقیقت ہوگی یا اس اس کا جز ہوگی پہلے احتمال کی طرف کوئی راستہ نہیں اس لئے کہ اگر ان دونوں میں وجہ امتیاز تمام حقیقت کی وجہ سے ہو تو وہ وجوب الوجود جو ان دونوں میں مشترک ہے وہ ان دونوں کی حقیقت سے یا ان میں سے ایک کی حقیقت سے خارج ہو جائے گا اور یہ محال ہے ۔الخ۔۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ومن یقل منھم انی الہ اور کون ان میں سے کہے گا میں الہ ہوں اس مراد یہ ہے کہ جو بالفرض یہ بات کہے کہ بالفرض میں الہ ہوں۔

(روح المعانی پارہ ۱۷، صفحہ ۳۲ مطبوعہ مصر)۔

(۳) (جلد ۵، صفحہ ۱۶۱، پارہ ۱۷) صفحہ ۸، مطبوعہ نعیمیہ دیوبند یوپی۔

(۴) ترجمہ: اسی طرح ہم ان ظالم کافروں کو بدلہ دیں گے جنہوں نے الوہیت کو اس کے مقام سے علیحدہ رکھ دیا اور یہ بات بالفرض کے قبیلے سے ہے اور مثال دینا ان کی عصمت کو ثابت کرنے کے لئے ہے (تفسیر مدارک جلد ۳، صفحہ ۲۵۸، پارہ ۱۷)۔ صفحہ ۵۹۔ مطبوعہ الحسینیہ مصر۔

(۴) قل ان کان للرحمٰن ولدفانااول العابدین وھٰذا کلام وارد علیٰ سبیل الفرض والتمثیل لغرض وھوالمبالغة فی نفی الولد (۱)) اے نبی کریم ﷺ فرمادیجیئے اگر بالفرض اللہ تبارک تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو اس کی عبادت وتعظیم کرنے والا پہلا میں ہوتا۔ ولایلزم من ذالك جواز البنوّة لله سبحانه وعبادته له اذاالمحال قدیستلزم المحال بل المرادنفیھاعلیٰ ابلغ الوجوہ کقوله تعالیٰ لو کان فیھما الٰھة الاالله الخ غیر اَنْ لومُشعِرَةٌ بانتفاء الطرفین وان لایشعربه ولابنقیضه فانھالمجردالشرط۔ (۲)

اس آیت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے واقع میں بیٹا ہونا لازم نہیں آتا کیوں کہ ایک محال دوسرے محال کو لازم پکڑتا ہے جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بیٹا ہونا محال ویسے ہی اس کی عبادۃ بھی محال، بلکہ یہاں تو ان دونوں باتوں کی بہت بلیغ وجہ پر نفی کرنی مراد ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا لو کان فیھما (الآیۃ پ نمبر ۱۷) ہاں اتنی بات ہے کہ "لو" دونوں

---

(۱) (خازن جلد ۴، صفحہ ۱۱۱، پارہ ۲۵) صفحہ ۱۴۳، مطبوعہ البابی حلبی مصر۔

(۲) ترجمہ: اوراس سے اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہونے کا اور حضور ﷺ کے، اس کی عبادت کرنے کا امکان لازم نہیں آتا اس لیے کہ محال کبھی محال کو مستلزم ہوتا ہے بلکہ مراد بہت زیادہ مبالغے کے طریقے پر بیٹا ہونے کی نفی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان لو کان فیھما الٰھة الاالله۔ الخ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ لفظ "لو" طرفین کی نفی کی خبر دینے والا ہے اور لفظ "ان" نہ شرط کی نفی کی خبر دیتا ہے اور نہ اس کی نقیض کی اس لئے کہ وہ محض شرط کے لیے ہے۔

(تفسیر مظہری، پارہ ۲۵، جلد ۸، صفحہ ۳۶۵، مطبوعہ دہلی)

باتوں کی نفی کی آگاہی دیتاہے۔یعنی جب زمین وآسمان کاانتظام قائم ہے فسادنہیں تو تعددمعبودین بھی نہیں ہے۔بخلاف "ان" کے کہ یہ نہ اِن دونوں طرفوں کی نفی کرتاہے نہ ان کی نقیض کااثبات یہ تو صرف ایک شرط کے معنی دیتاہے قل ان کان الخ۔فرض محال اوراس پرترتیب احکام جائز ہے اس لیے کہ اللہ کے لئے اولادمحال اصلی ہے۔۔(۱)

(۴)۔ ولوتقول علینابعض الاقاویل الخ۔یعنی اگربفرض محال بربستہ بگویدآں رسول برمابقوت فصاحت وبلاغت الخ۔(۲) یہاں شاہ صاحب نے ایک عجیب سوال وجواب تحریرفرمایاہے۔جس صاحب کوشوق ہووہ کتاب سے دیکھے جواس ابجدخوان کے پاس موجودہے۔ولوتقول علیناالی الآیۃ۔

سوال:۔

پیغمبربالاتفاق معصوم اورعزل وغضب سے محفوظ ہے پھریہ تشددکس لئے فرمایاجس سے امکان وقوع کفروخیانت وجوازعزل وعذاب سمجھاگیا۔

جواب:۔

یہ امرفرضی ہے اورفرض ہرامرکاجیساکہ خودحق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا: لوارد نا ان نتخذلھوا۔الآیۃ۔ کہ ہم چاہتے تو لَھُوا کواپنے لئے بناتے یاآپ کہہ دیں کہ اگراللہ کے ولد(بیٹا) ہوتاتو سب سے پہلے میں پوجتاپس جس طرح ان امورکاوقوع محال ہے اس کاظہوربھی

(۱)خلاصۃ التفاسیرجلد ۴،پارہ ۲۵ صفحہ ۱۷۷۔

(۲)تفسیرعزیزی پارہ ۲۹، صفحہ ۹۱،مطبوعہ کانشی رام سٹیم لاہور۔

دشوار۔(۱) حضرت سائل صاحب اب تو آپ کو یقین ہوگیا ہوگا کہ''اگر بالفرض'' کا لفظ ایجاد بندہ نہیں بلکہ بہت سے معتبر مفسرین نے جن کا زمانہ بہ نسبت ہمارے خیر القرون کے قریب ہے اپنی اپنی تفسیروں میں درج کیا ہے اس سے زیادہ کسی اور شہادہ کی ضرورت تو نہیں محض آپ کی مزید تشفی کے لئے اور ایک شہادۃ پیش کرتا ہوں۔آیئے سنیئے کہ امام رازیؒ کیا فرماتے ہیں: لو کان فیھما الخ۔ کے تحت میں امام فخر الدین رازی کا قول صاحبِ خاذن یوں نقل فرماتے ہیں۔

قال المتکلمون القول بوجود الٰھین یفضی الی المحال فوجب ان یکون القول بوجود الٰھین محالا وانما قلنا انه یفضی الی المحال لانا لو افرضنا وجود الٰھین فلابد ان یکون کل واحد منهما قادرا علی کل المقدورات ولو کان کذلك لکان کل واحد منهما قادرا علی تحریك زید وتسکینه ولو فرضنا ان احدهما اراد تحریکه واراد الاٰخر تسکینه فاما ان یقع المرادان هو محال لاستحالة الجمع بین الضدین اولا یقع واحد منهما وهو محال لان المانع من وجود مراد کل واحد منهما مراد الاٰخر فلا یمتنع مراد هٰذا الا عند وجود مراد

(۱) خلاصۃ التفاسیر جلد ۴، پارہ ۲۹ صفحہ ۴۹۸۔

ذالك وبالعكس فلو امتنعا معا لوجدا معا وذالك محال (۱)

حضرت مسافر صاحب اب مجھے حق ہے کہ اپنا شک زائل کرنے کے لئے آپ سے کچھ عرض معروض کرلوں۔

آیت اول: کیا زمین وآسمان میں بہت سے حقیقی معبود پائے گئے اوران کے موجودہ انتظام کا سلسلہ درہم برہم ہوگیا یا محال ہونے کی وجہ سے یہ دونوں باتیں پردۂ عدم میں رہیں۔

آیت نمبر ۲: کیا فرشتوں میں سے کسی نے صراحتاً معبود ہونے کا دعویٰ کیا جس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق قرار دیا گیا یا یہ دونوں باتیں محال ہونے کی وجہ سے نہ پائی گئیں۔

آیت نمبر ۳: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی عبادۃ کی (نعوذ باللہ من ذالک) یا یہ دونوں باتیں محال ثابت ہوئیں۔

آیت نمبر ۴: کیا نبی پاک ﷺ نے کوئی بات گھڑ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ لگائی جس کی وجہ

(۱) ترجمہ: متکلمین نے فرمایا کہ دو خداؤں کا وجود محال تک پہنچانے والا ہے تو واجب ہے کہ دو الٰہ ہوں کے وجود کا قول محال ہو اور یہ بات ہم نے اس لیے کہی ہے کہ یہ قول محال کی طرف پہنچانے والا ہے کیونکہ اگر ہم دو خداؤں کا وجود فرض کریں تو ضروری ہے کہ ان میں ہر ایک تمام مقدورات پر قادر ہو اور اگر ایسے ہو جائے تو ان دو خداؤں میں سے ہر ایک زید کی حرکت اور سکون پر قادر ہوگا اور اگر ہم فرض کرلیں کہ ان میں سے ایک نے زید کی حرکت کا اور دوسرے نے اس کے سکون کا ارادہ کیا تو یا دونوں کی مراد پوری ہوگی اور یہ محال ہے اور جمع بین الضدین کے محال ہونے کی وجہ سے محال ہے یا ان میں سے کسی ایک کی مراد بھی پوری نہیں ہوگی اور یہ بھی محال ہے اس لیے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کی مراد کے پائے جانے سے مانع دوسرے کی مراد ہے تو اس کی مراد ممتنع نہیں ہوگی مگر اس کی مراد کے پائے جانے کے وقت اور اسی طرح اس کے برعکس اگر دونوں مرادیں ایک ہی وقت ممتنع ہوں تو دونوں کی دونوں ایک ہی وقت میں پائی جائیں گی اور یہ محال ہے

(خلاصۃ التفاسیر جلد ۴، پارہ ۲۹، صفحہ ۴۹۸، مصطفیٰ محمد مصر۔)

سے ان کا قطع وتین ہوا (۱) (اعوذ باللہ من ذلك الف مأته الف مرة)

یا یہ باتیں صرف فرض ومحال کے درجہ میں رہیں۔ حضرت مسافر صاحب مفسرین کی عبارات پر غور کرنے کے بعد اب تو آپ کو پورا یقین ہو گیا ہو گا کہ مفسرین کی طرح حضرت نانوتویؒ نے بھی اگر بالفرض کے معنی یہی کئے ہیں یعنی اس طبقۂ زمین جس میں ہم سکونت پذیر ہیں اپنی کتاب میں لانبی بعدی (دیکھو صفحہ ۱۰ تحذیر الناس) (۲) لکھ کر نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی کا آنا (جیسا کہ مرزا صاحب کا دعوے ہے) محال قرار دیا ہے۔

ناظرین یہاں ایک لطف کی بات ہے جو آپ کی تفریح طبع (۳) کے لئے عرض کرتا ہوں سنئے مولانا نانوتویؒ نے تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ پر دو دفعہ اور صفحہ نمبر ۲۸ پر ایک دفعہ لفظ اگر بالفرض تحریر فرمایا ہے اس وقت کتاب میرے ہاتھ میں ہے اس سے پہلے صفحہ نمبر ۱۰ پر یہ الفاظ ہیں۔

(۱) لانبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (۲) اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرات معترضین کو صفحہ نمبر ۱۴ اور صفحہ نمبر ۲۸ کی عبارت تو نظر آ گئی اور صفحہ نمبر ۱۰ کی عبارت لانبی بعدی نظر نہ آئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ تو وہی مثال ہوئی کہ حضرت شیر صاحب (۴) اپنا سفر نامہ حج بیان کریں کہ میں لاہور سے بذریعہ ریل گاڑی حج پر گیا تھا۔

---

(۱) شہ رگ کا کٹ جانا۔

(۲) مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

(۳) دل لگی۔

(۴) مولانا عمر اچھروی۔

راستہ میں نہ ملتان آیا نہ سمہ سٹہ نہ بہاولپور نہ حیدرآباد نہ سندھ اور میں کراچی پہنچ گیا۔ پھر جہاز پر سوا ہوا۔ راستہ میں عدن، کامران، جدہ کوئی بھی نہ آیا۔ میں مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ واپسی میں ایسا ہی ہوا۔ سبحان اللہ کیوں نہ ہو آپ شیر پنجاب ہیں۔

سوال از شیر پنجاب صاحب۔ یہ فرمائیے کہ یہی وہ نبوت ہے جس کو دیوبندیوں نے جاری کیا۔ حضرت سلامت کے اپنے الفاظ مبارک مقیاس (۱) میں یہ ہیں۔ پہلے نبوت کا اجراء دیوبندیوں نے کیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مسافر صاحب اگر اب بھی آپ کی سمجھ میں یہ معنی نہ آئے ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ یا حضرت شیر پنجاب کے حوالہ کرتا ہوں وہ آپ کو سمجھا دیں گے۔

سوال:۔

مسافر صاحب اگر آپ کے خیال میں علماء دیوبند قادیانیوں کے ہم خیال ہیں تو بتایئے کہ سب سے زیادہ حصہ قادیانیوں کی تردید میں بذریعہ تحریر وتقریر کس نے لیا۔

جواب:۔

یقیناً آپ کو واقعات پر نظر کرتے ہوئے یہی جواب دینا پڑے گا کہ علمائے دیوبند نے، دیکھو ختم نبوت فی القرآن، ختم نبوت فی الاحادیث، ختم نبوت فی الآثار۔ از حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کراچی۔ (۱) قائد قادیان۔ (۲) الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح۔ (۳) اقامۃ الطامۃ علی زاعم بقاء النبوۃ الحقیقیۃ العامہ۔ از حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔

(۱) صفحہ نمبر ۱۹۷، مطبوعہ دربار مارکیٹ، لاہور۔

قال:۔

نقصان شان اور چیز ہے اور خطاء نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہیں پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل مکتب (محمد قاسم نانوتوی) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا (ہرگز نہیں)

گاہ باشد کہ کودکے ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے (۱) صفحہ نمبر ۲۹ (۲)

اقول:۔

مولانا پر اعتراض کیا گیا تھا کہ تمہاری کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ تم اپنے استادوں بڑوں سے بھی بڑا بننا چاہتے ہو اور یہ بات اکبر الکبائر مولانا کے اعتقاد میں تھی۔ جواب میں فرماتے ہیں کہ میں کسی بڑے کی شان نہیں گھٹاتا۔ بات یہ ہے کہ اگر زیادہ توجہ نہ فرمانے کی وجہ سے کسی ایک کی علمی نکتہ تک بڑوں کا ذہن نہ گیا اور اس (محمد قاسم) نادان کی سمجھ میں وہ بات آگئی تو اس سے بڑوں کی بڑائی میں کونسا نقصان آگیا اور کیا اتنی بات سے میری شان بلند ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں بڑے ہر حال میں بڑے ہیں اور یہ نادان ہر حال میں چھوٹا ہے۔ جیسا پہلے تھا (شاباش جزاک اللہ) اسی کا نام تواضع ہے۔ شیخ سعدی نے سچ کہا:

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں (۳)

---

(۱) مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

(۲) مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

(۳) پھل سے لدی ہوئی شاخ اپنا سر زمین پر رکھ دیتی ہے۔

قال:۔

ان تمام مضامین کے مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات بخوبی روشن ہوگئی ہوگی کہ درصورت تسلیم اراضی دیگر بطور معلوم بشہادۃ جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے ہی نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری (۱) ہوگی اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر(۲) ہوں گے اور سب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے درصورتِ انکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ صفحہ نمبر ۳۴(۳)۔

اقول:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی صفت اس ابجد خوان نے آج تک کسی کے قلم سے نہیں لکھی ہوئی نہیں دیکھی بلکہ لفظ دریوزہ گر تو تحقیر کا وہم بھی پیدا کرتا ہے جو یقیناً مولانا کی مراد نہیں۔

قال:۔

بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم آپ کو ان کے ساتھ وہ

---

(۱) شان وشوکت۔

(۲) فقیر۔

(۳) صفحہ نمبر ۳۳۔ ۳۴، مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

نسبت ہے جو بادشاہ ہفت اقلیم(۱) کو بادشاہان اقالیم(۲) خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہوتا ہے ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے۔ پر بادشاہ ہفت اقالیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسے بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیّت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی کہ بادشاہان اقالیم باقیہ(۳) پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزّت وعظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ(۴) کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے مگر تعجب آتا ہے آج کل کے مسلمانوں سے کہ کس تشدد سے اور خاتموں بلکہ خود زمینوں سے انکار کرتے ہیں پھر بھی ماننے والوں پر کفر کے فتوے دیتے ہیں یا سنی نہ ہونے کا اتہام کرتے ہیں یہ وہی مثل ہوئی کہ ناک کٹوں نے ناک والوں کو ناکو کہا تھا۔ صفحہ نمبر ۳۵(۵)

---

(۱) سات سلطنتیں۔

(۲) خاص سلطنتوں کے بادشاہوں۔

(۳) باقی سلطنتوں کے بادشاہ۔

(۴) نیچے والی زمینیں۔

(۵) صفحہ نمبر ۳۵،۳۶۔ مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

اقول:۔

ناظرین یہ عبارت اپنے مضمون کے معنوں پر دلالت کرنے اور مولانا کا اظہار مافی الضمیر کرنے میں نہایت واضح ہے۔ اس سے زیادہ کسی تشریح کی محتاج نہیں البتہ مولانا نانوتوی پر لعن طعن کرنے والوں سے اتنی مؤدبانہ گذارش ہے کہ لنگر لنگوٹ (۱) کس کر پورے پہلوان بن کر میدان میں آجائیں اور ایمان سے بتائیں کہ کیا اس قال میں نانوتوی صاحب کے قلم سے نبی کریم ﷺ کی شان گھٹائی گئی ہے یا بڑھائی گئی ہے۔ جھوٹ نہ بولنا ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ہو جاؤ گے۔

قال:۔

الغرض ناظرین اوراق کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بے وجہ فوارہ کفر نہ بنیں کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جڑا مولویوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں۔ اعتبار نہ ہو تو پہلے علماء کے افسانے یاد کرو۔ سو اس زمانہ کے علماء سے ہو سکے تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دستگیری (۲) فرما کر ورطۂ ہلاکت (۳) سے نجات دیں اور ساحل سعادۃ (۴) تک پہنچائیں۔ وما علینا الا البلاغ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وعلی اللہ علی خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔

---

(۱) پہلوانوں کا لنگوٹ۔

(۲) راہنمائی۔

(۳) ہلاکت کی جگہ۔

(۴) کامیابی کا کنارہ۔

العبد المذنب محمد قاسم صفحہ نمبر ۴۲ (۱)

اقول :۔ (شاباش) نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔

حضرت نانوتویؒ کا اخلاص اور دار العلوم دیو بند کی مقبولیت :۔

معزز ناظرین یہ عبارت تحذیر الناس کے اختتام کی ہے اس کے پڑھ لینے کے بعد بے اختیار منہ سے مولانا کے حق میں جزاکم اللہ فی الدارین خیراً و بر د اللہ مضجعک نکلتا ہے۔ اگر مولانا کے دل سے خلوص نیت کے ساتھ یہ الفاظ نکلے ہوئے نہ ہوتے بلکہ مکاری وریاکاری کے طور پر ہوتے جیسا کہ بعض حضرات وشیر پنجاب ومفتی صاحب گجراتی کا خیال ہے تو آج دنیا میں کوئی ان کا نام ہی نہ لیتا مگر ان کی نیت کا خلوص آپ نے دیکھا کیا پھل لایا مشہور ہے الثمر یعرف باصل الشجر۔ سنیئے آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں دیوبند کا نام روشن ہے۔ پنجاب ،کابل، بخارا، عرب تک کے تشنگان (۲) علم اپنی اپنی پیاس بجھانے کے لیے اس دار العلوم میں دیکھے گئے۔ ہر سال ۱۲، ۱۳ سو (۳) طالب علموں کا اس علمی چشمہ سے سیراب ہونا اور سب کی روٹی کا ٹکٹوں پر تقسیم ہونا صرف ہال کمرہ دار الحدیث کا پچاس ہزار کی لاگت سے تیار ہونا وقتاً فوقتاً اس درس گاہ دینی کا میاں فضل حسین باغبانپوری بیرسٹرایٹ لاء وزیر تعلیم پنجاب مرحوم اور حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی رحمہ اللہ علیہ سجادہ نشین سیال شریف (والد ماجد مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی) بر موقعہ واپسی از عرس خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین دہلوی رحمہ اللہ علیہ بہ معیت مولانا ظہور احمد صاحب امیر حزب

---

(۱) مطبوعہ خیر خواہ پریس سہارنپور۔

(۲) پیاسے۔

(۳) یہ تعداد ۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۰ء کے قریب تھی۔

الانصار بھیرہ بگوی یورپین پرنسپل محمڈن علی گڑھ کالج کا شوق ذوق سے معائنہ کرنا۔ کیا یہ سب باتیں مولانا بانی کی خلوص نیت کے لئے گواہ نہیں ہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ وہ تواضع جس کے متعلق حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ہیں۔ من تواضع لله رفعه الله(۱) واقعی بلا مبالغہ مولانا کے اندر موجود تھی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ علمی طبقہ میں مولانا کا رفع ہوا یا نہیں۔ اہل علم کی طرف سے ان کو حجۃ الاسلام کا لقب ملا یا نہیں؟ میں یقین کرتا ہوں کہ قیام قیامت تک دارالعلوم دیوبند کا نام دنیا میں روشن رہے گا۔ اور قال اللہ قال الرسول ﷺ کی آواز وہاں سے آتی ہی رہے گی یہ وقت دارالعلوم کی سوانح لکھنے کا نہیں معاف کیجئے۔ حاسدوں نے تو اپنے حسد کا اظہار کرنا ہی ہے۔ اگر یہ نہ کریں تو اور کیا کریں۔

تشریح جواب علماء لکھنؤ:۔

اب یہاں تین احتمال ہیں۔

(۱)۔ ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت ﷺ کے ہوں۔

(۲)۔ دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہوں۔

(۳)۔ تیسرے یہ کہ ہم عصر ہوں۔

احتمال اوّل۔ بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہے۔ الخ

اقول:۔ حضرات ناظرین سچ فرمایئے۔ اس فتوے کی تین صورتوں میں سے کونسی صورت ہے جس کی وجہ سے آج دنیا میں ایک شور برپا ہے۔ کل دو گروہ ہیں۔

(۱)۔ ایک گروہ ایک معین شخص کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے دوسرے گروہ کے کل

---

(۱) مشکوٰۃ جلد ۲، صفحہ ۴۳۴، مطبوعہ المصباح لاہور۔

افراد پر کفر کی بارش برسرِ میدان برسا رہا ہے۔

(۲)۔ دوسرا گروہ اسی معین شخص کے ماننے والوں پر وہی بارش برسا رہا ہے حضرات اگر آپ کی سمجھ میں بات نہ آئی ہو تو آیئے میں آپ کو بتاؤں۔ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ غیر قادیانی کل کافر ہیں اگر چہ خود اسلام کا دعویٰ کیا کریں اور باقی سب انبیاء پر ایمان لایا کریں کیونکہ ایک نبی کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غیر قادیانی کافر ہیں۔ عرب میں ہوں یا عجم میں۔ ایران میں ہوں یا روم میں۔ غیر قادیانی کہتے ہیں کہ غیر نبی کو نبی ماننا کفر ہے لہٰذا مرزا صاحب کو نبی ماننے والے سب کافر ہیں۔ حضرات مجھے یہاں یہ بتانا مقصود نہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون کافر مجھے تو اس وقت سب بھائیوں کی مدد سے یہ معلوم کرنا ہے کہ تحذیر الناس اور اس فتوے علماء لکھنؤ کے رُو سے مولانا نانوتوی کا کیا عقیدہ ہے۔ ان کی عبارت تحذیر الناس سے نبی کریم ﷺ کے بعد اس طبقہ زمین میں کسی اور نبی کا پیدا ہو کر آنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور یہ کہ ان پر لعن طعن کرنے والے حق پر ہیں یا اس کا عکس میں کسی کو کافر بناتا نہیں بلکہ بتاتا ہوں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ سو تحذیر الناس کی سب عبارات پڑھ لینے کے بعد آپ کو یقین ہو گیا ہو گا کہ مولانا نانوتوی بحکمِ حدیث لانبی بعدی نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے ماننے کو کفر سے تعبیر کر رہے ہیں باقی حدیث فی کل ارض ادم کآدمکم (الحدیث) کے متعلق محدثین کی تصحیح کے بعد کسی شخص کا بغیر دلیل جرح کرنا اور اس حدیث کو مجروح قرار دینا کسی مجذوب کی بڑھ (۱) سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

سوال:۔ از مولانا مسافر صاحب جامع صاحب کیا تم موجودہ زمانہ میں سے کسی بڑے

---

(۱) مجنونانہ باتیں۔

محدث مجدد کا قول پیش کر سکتے ہو کہ اس نے اپنی کلام میں اگر بالفرض کا لفظ استعمال کر کے اس سے وہی معنے مراد لئے ہوں جو مولانا نانوتوی نے لئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے یہاں بالفرض کا استعمال:۔

جواب:۔ جزاک اللہ آپ نے بہت اچھی بات کہی۔حق تلاش کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اب میں آپ کے سامنے ایک بہت بڑے جبہ پوش (۱)، عمامہ پوش (۲)، حقہ نوش (۳) کا کلام پیش کرتا ہوں۔ جن پر آپ کا بھی پورا پورا ایمان ہے۔ذرا گوش ہوش سے سنیے۔ شہر جبل پور کے ارادت مندوں (۴) نے اعلیٰ حضرت مجدد (۵) مأۃ حاضرہ بریلوی جناب احمد رضا خان صاحب تشریف لانے کے لئے اصرار کیا۔ آپ ضعف و بیماری کا عذر پیش کرتے رہے آخر مولوی عبدالسلام صاحب خلیفۂ خاص نے نہایت عاجزانہ رنگ میں خط لکھا جس کے جواب میں حضرت نے جو کچھ اپنے قلم سے لکھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

فرمایا: مولانا کے لیے بے حد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں۔اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو تو بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں

---

(۱) بڑا کوٹ پہننے والے۔

(۲) بڑی پگڑی باندھنے والے۔

(۳) حقہ پینے والے۔

(۴) مریدین۔

(۵) وہ کامل بزرگ جو ہر صدی کے شروع پیدا ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں میں رائج شدہ بدعات کی اصلاح کرتا ہے۔

(چناچہ اعلیٰ حضرت اس سفر پر تشریف لے گئے) ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۸۹

تشریح: حضرات ایک شخص قریب المرگ(۱) ہے ایک دوسرا شخص اس کو لمبے سفر پر مجبور کرتا ہے اور وہ اس کی بات پر لبیک کہتا ہوا تیار ہو جاتا ہے تو کیا یہاں محال کے معنی صادق آئے یا نہیں۔ انصاف ناظرین کی ذات پر ہے

اعلیٰ حضرت کی حقہ نوشی:۔

سوال:۔ از مسافر صاحب جامع صاحب۔ یہاں ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ بتاؤ مجدد دنیا میں کیوں آتا ہے آج تک تو ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ دین کی باتیں تازی کرنے کے لئے آتا ہے۔ تم نے یہاں حضرت مجدد پر ایک بڑا بہتان لگا کر ایک عظیم الشان جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ حقہ نوشی ایک خبیث چیز ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ ہمارے چشتیہ خاندان میں ایک خاص توشہ خاص شرائط کے ساتھ پکتا ہے۔ وہ حقہ نوش کو کھلایا نہیں جاتا خواہ کتنا ہی نیکوکار ہو۔ اگر یقین نہ ہو تو واپسی خط لکھ کر حضرت صاحب سیال شریف سے بھی تسلی فرمالیں۔ بھلا حضرت والا کی شان ایسی خبیث(۲) چیز کو منہ لگائیں۔ نعوذ باللہ توبہ کرو ورنہ عذابِ الہی میں گرفتار ہو گے۔

جواب:۔ مسافر صاحب گھبرائیے نہیں۔ ثبوت لیجئے ایک شخص نے اعلیٰ حضرت سے پوچھا کیا شروع کھانے میں بسم اللہ پڑھ لینی کافی ہے۔ فرمایا ہاں۔ آگے چل کر فرمایا اگر کھانے کے ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے تو فوراً بسم اللہ اولہ وآخرہٗ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں

---

(۱) موت کے قریب۔

(۲) گندی۔

تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف۔ ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے الخ ملفوظاً اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۳ ملفوظات ہر چہار حصہ میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے مرید مولوی امام دین سیالکوٹ نے حضرت کے حکم سے حقہ کے جواز میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ اور سنئے اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ رضویہ (۱) میں لکھا ہے کہ حقہ کا پانی پاک ہے اس سے وضو جائز ہے۔

سوال:۔ جامع صاحب تم نے یہ ایک بہت بڑا بہتان ایک بڑی ہستی مجدد پر لگایا۔ اس کا ثبوت دو ورنہ کانوں کو پکڑ کر توبہ کرو۔

جواب:۔ حضرت مسافر صاحب: کانوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔ جب میں آپ کو اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاویٰ سے یہ عبارت دکھادوں تو پھر تو آپ یقیناً خوش ہو جائیں گے۔

سنیئے سوال نمبر ۴۸۔ حقے کا پانی پاک ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب:۔ قطعاً پاک ہے، پانی پاک، تمباکو پاک، اس کا دھواں پاک، پاک چیز سے پاک پانی کا رنگ مزہ بو بدل جانا اسے ناپاک نہیں کرسکتا یہاں تک کہ مذہب صحیح میں نہ صرف طاہر بلکہ مطہر قابل وضو رہتا ہے بایں معنٰے کہ اگر اس سے وضو کرے وضو ہو جائے گا۔ اگر چہ بوجہ بو مکروہ ہے یہاں تک کہ جب تک اس کی بو باقی ہے مسجد میں جانا حرام جماعت میں شامل ہونا منع ہوگا۔ پھر بھی اگر سفر میں ہو اور وضو کا پانی کم تھا کہ مثلاً ایک یا دونوں پاؤں دھونے رہ گئے اور حقے میں پانی ہے جس سے وہ کمی پوری ہو سکتی ہے تو اس صورت میں تیمم جائز نہ ہوگا۔ نماز باطل ہوگی بلکہ اسی پانی سے وضو کی تکمیل لازم ہوگی۔ لانه يجدماءوانمايقول الله

(۱) صفحہ ۳۶۶۔ ۵۸۳ باب المیاہ، مطبوعہ: سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ لائل پور۔

تعالےٰ ولم تجدوا ما۔الخ۔ص ۳۲۴، (۱) بعینہٖ یہی مسئلہ قدرے اختلاف کے ساتھ اسی فتاویٰ کے صفحہ نمبر ۵۸۳ (۲) پر مرقوم ہے۔

مسافر صاحب جب اس طفل مکتب نے آپ کی فرمائش پوری کردی اب تو یقیناً آپ خوش ہو گئے ہوں گے۔ مولانا مسافر حیران ہو کر کہنے لگے یک نہ شد دو شد (۳)۔ ایں چہ بوالعجمی ست۔ یہ تو الٹا لینے کے دینے پڑ گئے۔ فرمانے لگے جامع صاحب یہ متبرک فتاویٰ تم نے دیکھا بھی ہے یا سنی سنائی ہانک رہے ہو۔ اور ہوا سے باتیں کر رہے ہو حضرت مسافر صاحب پہلے میرا مذہب سن لیجئے لعنت اللہ علی الکاذبین رحمت اللہ علی الصادقین جھوٹوں پر خدا کی لعنت سچوں پر خدا کی رحمت یہ متبرک فتاویٰ قیمت ۱۷ روپے، کتب خانہ نوری بازار داتا صاحب لاہور کا خرید کردہ اس ابجد خوان کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ منگوایئے اور پڑھ کر برکت حاصل کیجئے کہ ایں خانہ ہمہ نوراست (۴) کا مصداق ہے۔

آمدم برسر مطلب۔ فتویٰ علمائے لکھنو کے آخری الفاظ (حضرت نانوتوی کی کلام کی تصدیق میں) یہ ہیں۔

علماء لکھنؤ کی جانب سے اثر ابن عباس کی تصحیح:۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن عباس ؓ صحیح و معتبر ہے اور اس سے طبقات

---

(۱) جلد ۱، ص ۳۶۶، باب المیاہ، مطبوعہ سنی دار الاشاعت علوی رضویہ لائل پور۔

(۲) جلد ۱، ص ۵۸۳، باب المیاہ، مطبوعہ سنی داالاشاعت، علویہ، رضویہ لائل پور۔

(۳) ایک بات نہ ہوئی دو ہوئیں۔

(۴) یہ سارا خاندان ہی اچھا ہے۔

تحتانیہ(۱)میں وجودانبیاءثابت ہے۔(کہاں ہیں وہ حضرات عمامہ پوشوجبہ پوش جو مولانانانوتوی پرمن کذب علیٰ معتمدافقد کفر کے مطابق جھوٹے اتہام کی وجہ سے کافرہوجانے کی بارش برسانے والے ہیں ذرامیدان میں آئیں اورمحدثین کی کلام میں غورفرمائیں)اوربسببِ بطلان لامتناہی کے سلسلہ کے ہرایک طبقہ میں ایک آخرانبیاءبہ نسبت اس طبقہ کے ہوناضرورہےلیکن مطابق عقائداہل سنت یہ امرہےکہ دعوت ہمارے حضرت کی عام تمام مخلوقات کوشامل ہے۔پس اس امرکااعتقادکرناچاہیےکہ خواتم طبقات باقیہ بعدعصرنبویہ نہیں ہوئے(حضراتِ ناظرین یہاں تمام نزاع ختم ہے۔اس لیےکہ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعداس طبقہ زمین میں جس میں ہم اقامت پذیرہیں۔ایک کیاکئی نبی آسکتے ہیں۔چنانچہ مرزاصاحب بحکم خدا۱۲۱۱سوسال کے بعدنبی ہوکرتشریف لائے۔مرزاصاحب کی کتابیں اس مضمون سے بھری پڑی ہیں۔لاحاجۃ الی البرھان جیساکہ آپ پاکٹ بک کاحوالہ پڑھ چکے ہیں مگرمحدثین احادیث کی پوری پڑتال کرنےوالےحدیث لانبی بعدی کوملحوظ فی الذہن رکھ کرکہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعدکوئی نبی پیداہوکرنہیں آسکتا۔چنانچہ تحذیرالناس کی عبارت سے بالوضاحت آپ کے سامنے ثابت کرچکاہوں۔اب حضرت نانوتوی پرکفرکی بارش برسانےوالےاگراپنی بات میں سچے ہیں تواپنےایمان کی گٹھڑی باندھ کرسرپررکھ کرعام مجمع میں قسم اٹھائیں کہ نانوتوی کی کتاب سے یہی مضمون ثابت ہوتاہےجوہم نےمقیاس حنفیت وجاءالحق وغیرہ میں لکھاہے۔اگرحق اس کےخلاف ہوتواللہ تبارک ہم کوخنزیرکی شکل کرکےمارےاورہماراخاتمہ کفرپرکرےسب کہوآمین۔

---

(۱) نیچےوالےطبقات۔

ع بس ایک بات پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

یاد رہے کہ اگر معترضین بر مولوی محمد قاسم میں سے کوئی شخص اس احقر سے کسی قسم کی یوں عام مجمع میں قسم لے کہ تم قسم اٹھاؤ کہ نانوتوی صاحب حق پر ہیں اور ان پر مرزائیت کی تائید کا اتہام لگانے والے جھوٹے ہیں تو میں ہر وقت ایسی قسم اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ فتویٰ لکھنوی کی باقی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

یا قبل ہوئے یا ہم عصر (اور وہ بھی اور طبقات میں نہ اس طبقہ میں) اور پھر بر تقدیر اتحاد وعصر وہ متبع شریعت محمدیہ ہوں گے۔ اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی میں نے کماحقہ اپنے دو رسالوں میں ایک مسمّیٰ بالآیات البینات علیٰ وجود الانبیاء فی الطبقات دوسرے مسمّی بہ دافع الوسواس فی اثر ابنِ عباس کی ہے۔ الخ

مولانا نانوتوی کی سچائی پر دو زبردست شہادتیں:۔

اوّل: حضرات معترضین احقر نے مولانا نانوتوی کی سچائی ان کی کتاب تحذیر الناس کی مختلف عبارات اور محدث لکھنوی کے فتویٰ سے آپ کے سامنے رکھدی ہے۔ ماننا نہ ماننا یہ آپ کا کام ہے میرا کام نہیں۔ آپ کے لانسلم (ہم نہیں مانتے) کا جواب میرے پاس کوئی نہیں ہاں آپ کے پاس لانسلم کی ٹانگ توڑنے اور مولانا کی صداقت روشن کرنے کے لیے ایسے دو واقعات کی زبردست شہادتیں پیش کرتا ہوں جن سے بڑھ کر تمام پاکستان میں کوئی شہادت نہ ہوگی۔

اصلی شہادت شہادت اول:۔

عرصہ ہوا للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں مولوی محمد عارف و مولوی محمد حیات قوم

جیپ نے بذریعہ اشتہار ایک عام جلسہ کا اعلان کیا تھا اشتہار کا عنوان تھا "فرقہ ضالہ دیوبندیہ کو کھلا چیلنج"، مولوی قطبی، مولوی ظہور احمد بگوی، مولوی محمد یوسف سیالکوٹی، مولوی محمد حنیف کوٹ مومن، مولوی نذر احمد سلانوالی، مولوی عبدالغفور وزیر آبادی اس جلسہ میں موجود تھے۔ جلسہ میں گڑبڑ بھی بہت ہوئی کیونکہ اکثر اہل علم علماء دیوبند کو حق پر سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حنیف صاحب لاحول پڑھتے ہوئے مولوی محمد یوسف صاحب کی تقریر میں کھڑے ہو کر چل دیئے۔

مولوی ظہور احمد صاحب نے پکڑ کر بٹھائے۔ دیوبندیوں پر تحذیر الناس کی عبارت مذکورہ کی وجہ سے کفر کا فتوے لگایا گیا۔ چند دن جلسہ کے بعد احقر للیانی گیا تو وہاں ایک شور برپا تھا۔ آخر چند معززین نے احقر کو مجبور کیا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف کا فتوے لاؤ کہ مولوی محمد قاسم کافر تھے یا مسلمان؟ اگر وہ مسلمان تھے تو سب دیوبندی بھی مسلمان اگر بالعکس تھے تو حکم بھی بالعکس۔

احقر عزیزم مولوی محمد فضل حق صاحب میلو والوی سے رقعہ لکھوا کر سیال شریف گیا حضرت صاحب کو تحذیر الناس و اشتہار دکھا کر سب واقعہ جلسہ کا بیان کیا گیا۔

ناظرین حضرت کی زریں رائے پڑھیں۔(۱)

اقول: حضرات ناظرین جن لوگوں نے کسی فاضل استاد کی خدمت میں بیٹھ کر کچھ

---

(۱) میں نے تحذیر الناس کو دیکھا۔ میں مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قمر الدین سیال شریف۔

وقت خرچ کر کے علم کا کچھ حصہ حاصل کیا ہو ان کو تو حضرت صاحب سیالوی اطال اللہ بقاءہ کی حق پرستی اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی سچائی میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور جنہوں نے استاد سے صرف عمامہ پوشی اور جبہ پوشی ہی کی سندلی ہو اور ہیچو ما دیگرے نیست (۱) کا ہی سبق پڑھا ہو کیا مجال کہ کوئی بھلے مانس ان سے بات بھی کر سکے۔ ارے جہالت وتعصب تم دونوں کا ستیاناس ہو تم دونوں کا اللہ تبارک تعالیٰ منہ کالا کرے کیوں کہ تم نے ہزاروں خاندانوں کو تباہ کیا آمین غرض صاحب انصاف جب خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں گے تو ان کو حق واضح ہو جائے گا۔

دوسری شہادت:۔

بعد ازاں احقر گولڑہ شریف پہنچا صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو (جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں۔ انہوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔

قال:۔ میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرہ میں ہے میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (۲) کا بھی یہی مذہب تھا ختم۔

---

(۱) ہم جیسا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲) پیر مہر علی شاہ صاحب۔

وضاحت:۔

ناظرین آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان دو شہادتوں کا وزن کس قدر بھاری ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان میں سے ایک پچاس پچاس شہادۃ کے قائم مقام ہے۔ یہاں مجھے ایک دوست کا مقولہ یاد آیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ارے کامل الدین تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ آخر جہالت اور تعصب نے بھی تو اسی زمین میں اپنا جھونپڑا بنا کر گزارہ کرنا ہے۔ یہ اپنے آباؤ اجداد کا وطن چھوڑ کر کہاں جائیں۔ ان کو کچھ نہ کہو گزارہ کرنے دو۔

گولڑہ شریف سے واپسی پر مولوی عبدالغفور وزیر آبادی کی خدمت میں حاضری ہوئی کہ مسودہ اشتہار للبیانی انہی حضرت نے تیار کیا تھا اور کچھ لکھنے سے انکار کیا گویا کہ ان کے نزدیک دیوبندی نہ مسلمان ہیں نہ کافر عجیب گفتگو ہوئی۔ بخوفِ طوالت اس کی تحریر سے پہلو تہی کرتا ہوں۔

؎ کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

ایک تیسری پرلطف شہادت:۔

احقر مسجد(۱) میں سبق پڑھا رہا تھا کہ دو معزز شخص ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب بی اے سکنہ بھیرہ محلہ معماراں اور مولوی جمال الدین مبلغ قادیان تشریف لاتے ہیں۔ عرض کیا جاتا ہے کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں جواب ملتا ہے۔ ہم پہلی ہی دفعہ حاضر ہوئے ہیں اس سے پہلے نیاز(۲) حاصل نہیں ہوئی۔ تعارف کے بعد احقر پر پہلا سوال یہ ہوا کہ:

احمدیت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

---

(۱) جامع مسجد رتو کالا۔

(۲) ملاقات۔

احقر کے جواب کا خلاصہ حوالہ قلم ہے۔ ناظرین غور سے پڑھیں۔ اس کے ذریعہ ایک ادنیٰ طالب علم ایک عالم پر غالب آ کر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ وھو ہٰذا:

قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل:۔

شاہانِ دنیا کا قانون ہے کہ دعوے کے لیے کم از کم دو گواہ ضروری ہیں۔ اگر مدعی کے گواہ دعویٰ کے برخلاف شہادۃ دیں تو مدعی کو جھوٹا قرار دے کر جج عدالت کے کمرہ سے نہایت ذلت کے ساتھ نکال دیتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ پر یوں دو گواہ قائم کئے ہیں۔

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمیں

ایں دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

تشریح: میرے دعویٰ کی سچائی کے لئے ایک آسمانی گواہ ہے ایک زمینی۔

(۱) آسمانی گواہ آیت وجمع الشمس والقمر ہے۔

(۲) زمینی گواہ واذا العشار عطلت ہے۔

تشریح نمبر اول:۔

(۱) اس کا بیان مرزا صاحب نے اپنی مختلف کتابوں میں یوں کیا ہے۔ کہ آیت مذکورہ کی تفسیر یہ حدیث ہے۔ قال علیہ السلام ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوٰت والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی وسطھا او کما قال خلاصہ حضور فرماتے ہیں ہمارے امام مھدی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو ایسی نشانیاں مقرر فرمائی ہیں جو آسمان و زمین کی پیدائش سے لے کر آج تک کبھی بھی پائی نہیں گئیں۔

(۲) رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا۔اور درمیانی رات میں سورج گرہن لگے گا۔چنانچہ ۱۳۱۱ھ میں حدیث کے مطابق یہ دو نشان پائے گئے۔لہٰذا میں۔مہدی اور اپنے دعویٰ میں سچا ہوں اب آیئے کہ اس گواہ کے بیان کی پڑتال کریں کہ اس کو دعویٰ مرزا صاحب کے ساتھ کس قدر موافقت ہے۔اول تو محدثین کو اس حدیث کی صحت میں کلام ہے۔

(۳) بغرضِ صحت اہل نجوم کا قانون ہے کہ چاند کو گرہن ۱۳، ۱۴، ۱۵ رات لگتا ہے۔اس سے آگے پیچھے نہیں ہوتا اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخ میں سے ایک میں ہوتا ہے۔آگے پیچھے نہیں ہوتا۔حضرات معجزہ یا کرامت وہ ہوتی ہے جو قانونِ فطرت کے برخلاف ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا قرآن کریم کے اندر موجود ہے لیکن جنہوں نے نہیں مانا وہ نہیں مانتے کیا آپ کے ہاتھ سے بھی کبھی لاٹھی سانپ بنی ہے۔حقیقی معنے حدیث کی رو سے چاند کو گرہن رمضان کی پہلی رات میں اور سورج کو درمیان رمضان میں ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا ہوا نہیں۔جنتریاں دنیا میں موجود ہیں۔ان سے دیکھو اور علمِ نجوم کے ماہرین سے پوچھو۔

(۴) قادیانی صاحبان کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ پہلی رات کا چاند باریک ہوتا ہے اس کو گرہن لگ نہیں سکتا کبھی کہا جاتا ہے پہلی رات کا چاند قمر نہیں ہوتا۔وہ تو ہلال ہوتا ہے (اہل علم ایسے سوالوں کے جوابات کافی زیادہ دے چکے ہیں لہٰذا میں ان کو چھوڑ کر مطلب کی طرف عود کرتا ہوں) آیئے دیکھیں اس آیت و حدیث میں کس قدر توافق ہے اور کس قدر تخالف۔

(۵) جس سورۃ کی یہ آیت ہے اس کا نام ہی سورۃ قیامت ہے یقین نہ ہو تو قرآن کریم اٹھا کر دیکھو پ ۲۹ تمام سورۃ کا مضمون قیامت کے متعلق ہے نہ کہ زمانہ مہدی کے متعلق۔

(۶) وجمع الشمس والقمر کے معنے مفسرین نے یہ بھی کئے ہیں جن لوگوں نے شمس و قمر کی دنیا میں پرستش کی ہوگی۔ان کی پسپائی کے لئے یہ دونوں بے نور کر کے دوزخ میں

ڈال دیئے جائیں گے۔گویا ان کو دکھانا ہوگا کہ یہ تمہارے معبود ہیں جن سے تم کو نفع کی امید تھی آج تم ان کی مدد کرو۔

(۷) تمام سورۃ کے مضمون کو امام مہدی کے ساتھ اشارہ تو الگ رہا دور کا واسطہ بھی نہیں خود کوئی تفسیر پڑھیے یا اہل علم سے سنیئے ناظرین آپ کو یقین ہوگیا ہوگا کہ مرزا صاحب کا اس آیت کو اپنے دعویٰ کے لئے زور شور سے آسماں بار دنشاں (۱) کے ساتھ گواہ قرار دینا کس قدر سینہ زوری دکھانا ہی ہے۔

(۸) اب آیئے دوسرے گواہ (الوقت می گوید زمیں) (۲) کا بیان سنیے جو پہلے سے بھی زیادہ پرلطف ہے فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بارہ سو سال کے قریب پہلے قرآن کریم پ ۳۰ میں میری سچائی کے لئے یہ پیشن گوئی قبل از وقت کر رکھی تھی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس وقت اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ظاہر ہے کہ اونٹوں سے بار برداری کا کام زیادہ تر عرب میں لیا جاتا ہے حتے کہ حاجی لوگ مکہ ومدینہ کا پہاڑی تکلیف دہ سفر اونٹوں پر ہی طے کیا کرتے ہیں۔اب حجاز ریلوے کا ٹھیکہ کمپنی نے لے لیا ہے۔بندرگاہ جدہ پر ریلوے سامان اترنا شروع ہوگیا ہے انشاء اللہ تین سال تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔جو سفر حاجی لوگ کئی کئی دنوں میں نہایت تکلیف سے طے کیا کرتے تھے جب چند گھنٹوں میں ریل پر طے کریں گے تو اس وقت اچھلیں گے کودیں گے۔خوشیاں منائیں گے کہ الحمد اللہ و اذا العشار عطلت والی پیشن گوئی آج پوری ہوگئی۔چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنا منظور تھا۔لہٰذا باوجود شرائط طے ہو جانے کے نہ وہ کمپنی رہی نہ شرائط رہیں اور نہ وہ

---

(۱) آسمان میرے نشان کی بارش برسا رہا ہے۔

(۲) ایک خواص وقت میں زمین بھی بولے گی۔

ریلوے سامان رہا جو بندرگاہ جدہ پر اترنا شروع ہو گیا تھا نہ حاجی کو دے نہ اچھلے نہ عرب میں ریل بنی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مرزا صاحب کی وفات کا دن ہے۔ ۵۵ برس ہو چکے ابھی تک وہاں ریل کا نشان بھی نہیں۔ یقین نہ ہو تو حاجیوں سے پوچھو۔ آئندہ کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے۔ بلکہ دمشق سے مدینہ منورہ میں آنے والی ریل لائن بھی ٹوٹ ٹاٹ گئی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں ہوا۔

جواب: نہ بانس ہو گا نہ بانسری بجے گی۔ نہ ریل ہو گی نہ دعوے نبوت صادق آئے گا۔

(۹) اب آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ اس آیت کا اصلی مطلب کیا ہے۔ ناظرین یہاں اذا حرف شرط بارہ جگہ موجود ہے اور اس کی جزا عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ہے۔ اہل علم غور فرمائیں اور عوام کو سمجھائیں۔ چونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میرے وہی اعتقادات ہیں جو پہلے لوگوں کے تھے۔ میرا یہ بھی اعتقاد ہے کہ وحی حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گئی اب جو شخص نبوت کا دعوے کرے ہم اس کو لعنتی اور مردود سمجھتے ہیں۔ دیکھو رسالہ تشحیذ الاذہان۔

(۱۰) لہٰذا بقول مرزا صاحب پہلے لوگوں کی تفسیروں کی پڑتال کرنی چاہیے انہوں نے اس آیت کے کیا معنی بیان کئے ہیں اگر ان میں مرزا صاحب والے معنے مذکور ہوں تو مرزا صاحب سچے اور مخالف لوگ سب جھوٹے اور اس کے عکس کی صورت میں حکم بھی بالعکس ہو گا۔ سنیے یہ سورہ واقعہ قیامت کے متعلق ہے۔

عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ من سرہٗ ان ینظر الی یوم القیمۃ کانّہٗ رای عین فلیقرأ اذا الشمس کورت واذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت

ترمذی(۱) تفسیر خازن(۲) تفسیر روح المعانی(۳)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش واچھی معلوم ہوکہ وہ قیامت کو یوں دیکھے کہ گویا اس کی آنکھوں کے سامنے ہے تو وہ ان تین سورتوں کو پڑھ لے کہ ان میں قیامت ہی کا بیان ہے۔

(۱۱) اس حدیث کے صحیح ہونے کا بڑا ثبوت تو یہی کافی ہے کہ محدثین میں سے کسی نے آج تک اس کی صحت میں کلام نہیں کیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر اب بھی قادیانی حضرات مثلاً مولانا ابوالعطا، مولانا شمس، مولانا محمد احمد وغیرہ ان بارہ باتوں میں سے ایک ایک پرغور فرمادیں تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ اس موقعہ پر مرزا صاحب سے لغزش ہوئی ہے اللہ معاف کرے۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج تو جالینوس (۴) کے پاس بھی نہیں ہے۔ غرض یہ سب بارہ باتیں قیامت میں ہوں گی زندہ درگور کی گئی پوچھی جائے گی کہ کون سے گناہ کے سبب قتل کی گئی تھی علمت الآیۃ۔ آج تھوڑے دنوں کی بات بھی یاد نہیں رہتی بھلا تمام زندگی کے کارنامے کہاں یاد رہیں۔ قیامت میں ذرا ذرا کیا ہو تحریر کی شکل میں سامنے آجائے گا کہ انکار کی گنجائش نہ ہوگی اور خواندہ ناخواندہ (۵) سب پڑھ لیں گے

---

(۱) جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، مطبوعہ محمد کتب خانہ کراچی۔

(۲) جلد ۳، صفحہ ۳۴۹، مطبوعہ بدار احیاء التراث العربی بیروت۔

(۳) جلد ۷، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مصطفیٰ محمد مصر۔

(۴) یونان قدیم کے ایک حکیم کا نام جو فن طباعت میں تمام حکمائے یونان پر فوقیت لے گیا تھا اسکا اصلی نام کلاڈیسن گیلن تھا۔

(۵) پڑھے ہوئے اوران پڑھ۔

(۱۲)اونٹ عربوں کا بہت پیارا مال ہے خصوصاً دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جو جننے کے قریب ہوتی ہے۔اس وقت وہ بیکار نہیں چھوڑی جاتی بلکہ زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔ مکرر عرض ہے کہ ان بارہ باتوں کے معنی پر غور کرنے سے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب باتیں قیامت کے قریب یا بوقتِ قیام قیامت ہوں گی۔ میاں صاحب خلیفہ محمود نے یہاں اپنی تفسیر کبیر میں عجیب تفسیر کی ہے من قال فی القرآن برائیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار کالحاظ بھی نہیں کیا۔ بے اختیار منہ سے جزاک اللہ نکلتا ہے۔حضرت تفسیر قرآن کوئی گاجر مولی نہیں کہ آپ بازار میں گئے دوکاندار کو پیسہ دیا اور جھٹ خرید لی "حلویٰ خوردن را روئے باید" (۱)

سوال: از قادیانی حضرات چونکہ اس وقت ریل کے مشابہ ایک سواری (غرض یہ بارہ باتیں بزبان حال پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ہمارا وقوع قیامت میں ہو گا نہ بوقت مسیح حجاز میں) عام رائج ہو چکی ہے (جیسے لاری موٹر ہوائی جہاز) جس پر امیر غریب نہایت آسانی سے مکہ و مدینہ کا درمیانی سفر کر رہا ہے لہٰذا ہم کہیں گے ریل والی پیشن گوئی یقیناً پوری ہو گئی کیونکہ جو غرض ریل کے متعلق تھی وہ اس موجودہ سواری سے پوری ہو گئی ہے اب اس پر اعتراض کرنا جہالت ہے۔

جواب: حضرت آپ کے نبی کی زبان سے لفظ ریل نکلا ہوا ہے۔ایک نبی کی کلام میں تحریف کرنی اس کی نبوت کے انکار کے مساوی ہے ایک نبی تو کہے ہمارے لنگر سے اس شخص کو حلوا گوشت کھلاؤ ہم اس کو دال اور باجرہ یا چنے کی روٹی کھلا دیں کہ جو غرض حلوا گوشت سے تھی وہ یہاں بھی بخوبی پوری ہو گئی یعنی بھوک کا بند کرنا اب آپ ہی فرمایئے کہ جب فرمائش کنندہ نبی صاحب کو ہماری اس حرکت کی خبر ہو گی تو وہ ہم پر خوش ہوں گے یا ناراض ذرا سنبھل کر جواب

---

(۱) حلوہ کھانے کے لئے چہرہ چاہیے۔

دینا۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی احباب کو تاویل کے میدان کی کشادگی نے بہت بڑا فائدہ دیا ہے۔ اس سے کوئی بات جھوٹی ہو ہی نہیں سکتی۔ ناظرین اس طفل مکتب نے مرزا صاحب کے گواہوں کا سب کچا پکا چٹھا آپ کے سامنے رکھدیا ہے اب اس کو سوچنا سمجھنا آپ کا کام ہے۔ آگے چلئے

آمدم برسرِ مطلب:۔

مبلغ صاحب کی آمدورفت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس میں یہ معنی کیے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی آسکتے ہیں آپ لوگ کیوں ان کی بات نہیں مانتے۔ الٹا مرزا صاحب کو برا بھلا کہتے ہو۔ یہ آپ لوگوں کا انصاف ہے چونکہ تحذیر الناس میرے پاس موجود تھی اور اس مسئلہ کی میں نے خوب پڑتال کی ہوئی تھی۔ میں نے ایک عام مجمع منڈی پھلروان میں کہا یہ غلط ہے۔ چلو کوئی منصف مقرر کرلو اور بیس روپیہ(۱) نکال کر ملک محمد خان سیکرٹری کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور کہا کہ مبلغ صاحب آپ بھی بیس روپیہ رکھیں جو جھوٹا ہو جھوٹ کا تاوان یا جرمانہ ادا کرے انہوں نے انکار کیا۔ پہلے مولوی حکیم شاہ محمد سکنہ شیخوپورہ و سید علی حیدر سکنہ علی پور منصف مقرر ہوئے بعد ازاں شیخ محمد اکبر ریٹائر سیشن جج محلہ شیخاں بھیرہ مقرر ہوئے تاریخ مقررہ پر ہم دونوں فریق شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ صاحب نے ہر دو فریق کا بیان سننے کے بعد آٹھ دن کی فیصلہ کی تاریخ مقرر کی اور تحذیر الناس دیکھنے کے لئے احقر سے لے لی۔ جب ہم فیصلہ سننے کے لئے گئے تو شیخ صاحب نے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ، چودھری ولی داد کی

(۱) حضرت مولانا کامل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان مبلغ صاحب کو پابند کرنے کے لئے یہ بات فرمادی۔ اس سے شرعاً اس کے جواز پر استدلال نہ کیا جائے۔

موجودگی میں فریقین کی طرف مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا:

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں چونکہ مجھے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے لہٰذا مجھے بے انصافی کرنے کی کیا ضرورت ہے، میں نے مولوی محمد قاسم صاحب کی کتاب تحذیر الناس جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اول سے آخر تک پڑھی ہے، مولوی صاحب کی کلام سے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا آنا مفہوم نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب نے تو لکھ دیا ہے کہ تاخر زمانی کا منکر کافر ہے اور صفحہ ۱۰ (۱) پر بوقت روانگی جنگ تبوک فرمایا:

أما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى۔ (۲)

خلاصہ: اے علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے میرے درمیان وہ نسبت ہو جو ہارونؑ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں ایک دو جگہ لفظ بالفرض موجود ہے جس سے ایک موہومی فرضی نبی کے پیدا ہونے کا گمان ہوتا ہے نہ یقینی کا۔ مبلغ صاحب نے جرح کرتے ہوئے فرمایا: ہم مرزا صاحب کو نبی کریم ﷺ کے ماتحت گورنر وغیرہ مستقل نبی کی شکل میں مانتے ہیں شیخ صاحب نے فرمایا: آپ ایک فرضی وغیر مستقل نبی لوگوں سے منوا کر کیا لینا چاہتے ہیں۔ فقط۔

حضرات اہل علم اور دیگر ناظرین سے بات چیت:۔

حضرات ناظرین! احقر نے یہ اوراق اس لیے جمع نہیں کئے کہ ناظرین میری تعریف

---

(۱) مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

(۲) ترمذی جلد ۲، صفحہ ۲۱۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

کریں یا میری تجارت کو فروغ ہو اور یا مجھے کسی کی اہانت مقصود ہے یعنی احباب کے مشورہ سے ایک پرانا اختلاف جو دو گروہ کے اصل میں چلا آتا ہے محض تحقیق حق کی غرض سے اس کا تصفیہ مقصود ہے میں یقین کرتا ہوں کہ ناظرین اگر ٹھنڈے دل سے ان اوراق کو غور سے پڑھیں گے تو ان کو حق نظر آجائے گا کہ صاحب حسام الحرمین وصاحب تحذیر الناس میں سے حق بجانب کون ہے اور اس کا عکس (۱) کون۔

اب اختلاف کی تشریح سنیے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے تحذیر الناس (مولانا نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند) کی تین جگہ کی عبارت لے کر علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کی جسکی وجہ سے ۳۴ فضلاء نے صاحب تحذیر الناس کے ہم عقائد علماء پر دل کھول کر کفر کا فتوے جاری کیا صاحب تحذیر وصاحب حسام تو دار البقاء (۲) کو تشریف لے گئے الحمدللہ کہ ان کی یہ کتابیں حق و باطل معلوم کرنے کے لئے اس وقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ بشرطیکہ ضد وہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھا جائے۔ آج جو شخص اتباعِ حق کی بجائے ضد کی پیروی کرے گا یقیناً قیامت میں ماخوذ ہو گا۔ بعض احباب کی فرمائش ومولانا مسافر صاحب کے اصرار نے مجھے مجبور کیا کہ ہر دو مذکورہ کتابوں میں سے جو نتیجہ ظاہر ہو وہ بغیر لحاظ کسی جانب کے تحریر میں لا کر پبلک کے سامنے پیش کر دوں چنانچہ ہر دو کتابوں کی پڑتال کرنے کے بعد جو کچھ ذہن میں آیا، ناظرین کے سامنے رکھدیا اور علماء حرمین کی ۳۴ تحریروں میں سے ایک پہلی اور ایک آخری بھی ناظرین کی آگاہی کیلئے بجنسہ نقل کردی ہیں، جو شخص باوجود حق واضح ہو جانے کے محض خوش

---

(۱) خلاف۔

(۲) آخرت۔

اعتقادی کی وجہ سے ایک ایسے شخص کا اتباع کرے جوحق سے کنارہ (ا) پر ہے سخت خطا کار ہے۔ باقی کسی کو کافر کہنا یا لکھنا یا دوسروں سے لکھوانا عقلمند جانتے ہیں کہ کس قدر ظلم عظیم ہے، علماء ومجدد دین کا کام دین کو تازہ کرنا ہے نہ کہ مسلمانوں کو کافر بنانا یا کہنا۔ اس بارہ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے بھی ملاحظہ فرمائے۔

واعلم انک فی ھذاالمقام بین ان تسئ الظن بمسلم و نطعن علیه وتکون کاذباًاو تحسن الظن به تکف لسانک عن الطعن و انت مخطئی مثلاو الخطاءفی حسن الظن بالمسلم اسلم من الصواب بالطعن فیه فلوسکت انسان مثلاعن لعن ابلیس اولعن ابی جهل او ابی لهب اومن شئت من الاشرار طول عمره لم یحضره السکوت و هو هفا هفوة بالطعن فی مسلم بماهوبرئی عندالله تعالیٰ منه فقدتعرض للهلاک بل اکثر مایعلم فی الناس لایحل النطق به لتعظیم الشرع الزجر عن الغیبة مع انه اخبار عنه هو متحقق فی المغتاب الاقتصاد فی الاعتقاد۔

خلاصہ: اے مخاطب تو یہ بات جان لے کہ تو کسی کو برا بھلا کہنے کے موقعہ پر دو باتوں کے درمیان ہے۔ ایک یہ کہ تو کسی مسلمان کے ساتھ براظن کرے اور اس پر کسی امر میں لعن طعن کرے حالانکہ تو جھوٹا ہو یعنی واقع میں وہ مطعون نیک ہونے کی وجہ سے قابل لعن طعن نہ ہو۔

دوسرا یہ کہ تو ایک شخص کے ساتھ اچھا ظن کرے اور اس پر لعن طعن کرنے سے

(ا) دور ہے۔

زبانوں کو روکے حالانکہ تو خطاکار ہو یعنی واقعہ میں وہ شخص بڑا قابل لعن طعن تھا اور تو نے اس کو اچھا خیال کیا۔

اب بطور نتیجہ کے فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے ساتھ اچھا ظن کرنے میں غلطی کرنی اس پر صحیح طریقہ سے طعن کرنے سے اچھی ہے مثلاً فرض کرو کہ اگر کوئی انسان شیطان پر لعنت کرنے یا ابو جہل یا ابولہب یا کسی بڑے سے بڑے آدمی پر اپنی تمام زندگی لعنت کرنے سے خاموش رہا تو یہ خاموشی اس کو مضر نہ ہوگی اگر ایک انسان نے کسی آدمی میں کسی ایسی بری خصلت کے ساتھ بکواس بکا جس سے وہ مطعون پاک ہے تو یقیناً وہ شخص ہلاکت کے لئے پیش کیا گیا بلکہ اکثر ایسی ناپسندیدہ باتیں جو لوگوں میں معلوم ہوں پھر بھی ان کو زبان پر لا کر ظاہر کرنا حلال نہیں ہے کیونکہ شریعت نے غیبت سے بہت بڑی جھڑک کے ساتھ منع کیا ہے باوجودیکہ وہ ایسی بات کے ساتھ خبر دینی ہے جو غیبت کردہ شدہ کے اندر موجود ہے حضرت امام کی کلام سے ثابت ہوا ہے کہ کسی بڑے مسلمان کو بھی برا کہنا برا ہے اور کسی برے انسان کو اچھا کہنا اور اس میں اچھا گمان کرنا اچھا ہے۔ بَرَّدَاللہ مضجعك اے امام اللہ تبارک تیری خواب گاہ (قبر) کو ٹھنڈا کرے۔

مولانا مسافر صاحب اپنے صالحین کا طریقہ دیکھ لیا تھی ھهنا شئی ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ امام صاحب کے اس فتوے پر کس نے عمل کیا صاحب حسام نے یا صاحب تحذیر نے حضرت مسافر صاحب و دیگر ناظرین کتاب ہذا آیئے بڑے بڑے حضرات کی کتابوں کی پڑتال کریں یقیناً فتوئ عقلِ سلیم وفتوئ امام غزالیؒ صاحب کے مطابق وہی سچے ہوں گے جن کی تصانیف گالی گلوچ و بدزبانی سے پاک و خالی ہوں گی۔ میں مولانا نانوتوی و مولانا تھانوی کی کتابوں کی پڑتال کر چکا ہوں کسی جگہ کسی ایک کا نام لے کر ان کے قلم سے کافر تحریر کرنا مجھے نظر نہیں آیا۔ واللہ علی

ما اقول شھیں۔ اگر آپ کو نظر آیا ہو تو پیش کریں باقی صاحب حسام الحرمین کے قلم سے تو کئی جگہ آپ کو دکھا چکا ہوں کہ بڑے بڑے اہل علم (مولوی رشید احمد و مولوی محمد قاسم، مولوی اشرف علی وغیرہ) کو انھوں نے کافر لکھا ہے آپ کے اطمینان و برکت حاصل کرنے کے لیے ایک لطیفہ اعلیٰ حضرت مجدد کا عرض کرتا ہوں۔

ارشاد ہے آج کل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہو گا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد۔ انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا الی آخرہ ملفوظات اعلیٰ حضرت مجدد ماتہ حاضرہ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۳۰ یہ کتاب ہر چہار حصہ میرے کتب خانہ میں موجود ہے ہر وقت دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ اس مضمون کی تائید میں حدیث ذیل پر توجہ فرمائے۔ قال رجل یارسول اللہ ﷺ ای الاسلام افضل قال من سلم الناس من لسانہ ویدہٖ۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور بہتر اسلام کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس شخص کا اسلام سب سے بہتر ہے جس نے لوگوں کو زبان اور ہاتھ کی تکلیف سے بچایا۔ مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۷۔ اور سنیئے۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کہ مجھے کوئی ایسی چیز بیان کر دیجیے کہ جس کو میں مضبوطی سے پکڑوں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہہ کہ میرا رب اللہ ہے پھر اس پر مضبوط ہو جا کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول وہ کون سی بڑی چیز ہے جس کا آپ مجھ پر خوف کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی پھر فرمایا یہ۔

عن سفیان بن عبداللہ الثقفی قال قلت یارسول اللہ ﷺ حدثنی بامر اعتصم بہٖ قال قل ربی اللہ ثم استقم قال قلت یارسول اللہ ما اکبر

ما تخاف علی قال فاخذ رسول اللہ ﷺ بلسان نفسہ ثم قال ھذا۔(۱)

سوال: از مولانا مسافر صاحب: آپ کا مذہب کیا ہے، مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔آپ وہابی تو نہیں۔

جواب: حضرت بھلا یہ بھی کوئی بات پوچھنے کی ہے۔عرصہ سے میری اور آپ کی ملاقات ہے ابھی تک آپ کو معلوم نہیں ہوا کہ میں حنفی ہوں۔تفصیل سے سنیئے۔عرصہ دراز ہوا کہ میرے چند دفعہ قادیان دارالامان میں جانے کی وجہ سے بعض مہربانوں نے مجھے مرزائی کا لقب عنایت کیا تھا احقر نے اس کے جواب میں اس وقت ایک مختصر مضمون لکھا تھا جو آپ کی تشفی وتسلی کے لیے درج کرتا ہوں۔وھو ہذا۔

مصنف کے معتقدات:۔

میں کون ہوں؟(۱) میں مسلمان ہونے کے بعد ہر چہار مذاہب میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ والغفران کو مذہب کا پابند ہونے کی وجہ سے حنفی کے نام سے موسوم ہوں۔(۲) حضرت امام شافعی ودیگر بزرگانِ دین رحمہ اللہ علیہم اجمعین کی عزت میرے دل میں حد سے زیادہ ہے کیونکہ ان پاک ہستیوں نے نبی کریم ﷺ کے دین کی اشاعت میں اپنی عمریں وقف

---

(۱) صفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کہ مجھے کوئی ایسی چیز بیان کردی جیئے کہ جس کو میں مضبوطی سے پکڑوں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہہ کہ میرا رب اللہ ہے، پھر اس پر مظبوط ہوجا کہتے ہیں کہ میں عرض کی اے اللہ کے رسول وہ کون سی چیز ہے جس کا آپ مجھ پر خوف کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی پھر فرمایا یہ۔(مسند احمد جلد ۴ ص ۳۱۴ مطبوعہ بیروت)۔

کرڈالیں ان لوگوں کی آپس میں بھی اس قدر محبت تھی کہ ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان میں ہماری طرح تعصب ونفسانیت نہ تھی۔(۳) میرے حنفی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حنفی مذہب کے فتاووں (شامی، عالمگیری، مبسوط وغیرہ) کو اپنے دین ودنیا کا رہبر تصور کرتا ہوں ان کی روایات پر کاربند ہونے کو حقیقی حنفیت اعتقاد کرتا ہوں (۴) جو شخص حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتا ہوا حنفی ہونے کا مدعی ہو اور فتاووں کی روایات پر کاربند نہ ہو اور کسی مسئلہ میں صریح روایت کا اختلاف کرے یا اپنی رائے سے کوئی مسئلہ ایجاد کر کے اس پر کاربند ہو۔ اس کو غیر مقلد و پکا کٹا وہابی اور حضرت امام کے مذہب کو بدنام کرنے والا اعتقاد کرتا ہوں خواہ میرا پیر یا استاد ہی کیوں نہ ہو۔(۵) باوجود دعوئے حنفیت کے فقہ حنفی کے خلاف مسائل پر اپنے کاربند ہونے کو ارتکاب بدعت وخیانت فی الدین سے تعبیر کرتا ہوں اگر کوئی اور ایسا کرے تو اس کو بھی بدعتی اور خائن فی الدین اعتقاد کرتا ہوں (۶) اگر بالفرض فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ صریح نص کے خلاف ثابت ہو جائے تو اس کو فی الفور بلا ضد مان لینا اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور نص پر کاربند ہو جاتا ہوں (۷) اپنے استادوں و مرشد کی ایسی تقلید کا قائل نہیں ہوں جس سے کسی نص کی مخالفت لازم آتی ہو کیوں کہ ان کو معصوم عن المعاصی اعتقاد نہیں کرتا ممکن ہے کہ ان سے کسی مسئلہ میں لغزش ہو گئی ہو اس صورت میں ان کے لئے عفا اللہ تعالیٰ عنا و عنہم کے ساتھ دعا کرنی اشد ضروری سمجھتا ہوں۔(۸) اہل علم میں سے جن لوگوں نے بقدر استطاعت دین میں تفسیریں وشروح کتب احادیث وغیرہ لکھ کر کوشش کی ہے۔ ان کو مقبولانِ بارگاہِ الٰہی میں سے اعتقاد کرتا ہوں جیسے شیخ اکبر ملا علی قاری سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی وغیرہ۔(۹) اگر کسی آیت یا حدیث کے معنی میں شک ہوتا ہو تو متقدمین کی کتب سے اس کا ازالہ کرتا ہوں۔

(۱۰) جو لوگ ضد میں آ کر کسی اہل علم یا کسی مسلمان کو کافر وغیرہ نامناسب الفاظ

سے یاد کرتے ہیں ان کو موافق حدیث قال رجل یا رسول اللہ ای الاسلام افضل قال من سلم الناس من لسانہ ویدہ الی آخرہ۔ خطا کار سمجھتا ہوں۔ (۱۱) کسی کا کسی خاص اہل علم کو برا بھلا کہنے کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں تلک عشرہ کاملہ مع زیادۃ واحدۃ حضرت مسافر صاحب اب تو آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ میرا مذہب کیا ہے اور یہ کہ میں وہابی نہیں ہوں۔

مسافر صاحب کا قلمی ارشاد:۔

جامع صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے تو یقین ہوگیا ہے کہ آپ وہابی نہیں بلکہ پکے حنفی ہیں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وہابیت کی ہوا بھی نہیں لگی۔ سنا گیا کہ چار دفعہ گنبد الخضراء کی زیارت کے لئے گئے ہیں۔ اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے منکر ہوتے تو وہاں کیوں جاتے۔ میں خوش ہوں کہ آپ کی زبان سے اتنے عرصہ میں میں نے کسی کو کافر کہتے نہیں سنا۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب قادیانی کو بھی آپ مرزا صاحب کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ اب میں جاتا ہوں زندگی ہوئی تو پھر حاضر ہوں گا۔ یار زندہ صحبت باقی۔ السلام علیکم۔

کونسل علماء فضلاء کا فیصلہ:۔

جب یہ ابجد خوان (۱) تحذیر الناس کا خلاصہ بقدرِ ضرورت عرض کر چکا تو معلم حقیقی نے یہ بات دل میں پیدا کر دی کہ اس خلاصہ کے متعلق اہل علم حضرات سے بھی استصواب کرنا ضروری ہے تا کہ اگر کوئی غلطی ہوگی تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ چنانچہ اس علاقہ کے بڑے بڑے اہل علم کے درِ دولت پر کتاب تحذیر الناس لے کر جامع اوراق کو چکر لگانے وحاضر ہونے کی نوبت آئی جن حضرات نے کتاب تحذیر الناس پڑھ کر تحریر کر دی وہ سب تحریریں

---

(۱) ابتدائی طالب علم۔

ذیل میں درج کی جاتی ہیں کئی ایک حضرات نے باوجود کتاب پڑھ لینے کے ایک حرف تک لکھ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ بعض حضرات نے کتاب دیکھنے پڑھنے سے ہی انکار کر دیا۔ ایسے حضرات سے چونکہ احقر کو نہ ذاتی عداوت ہے نہ کسی کی اہانت مقصود ہے اس لیے ان کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہدانا اللہ جمیعا۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ ناظرین یہ تحریریں نہایت قابل قدر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لئے ایک مستقل دلیل ہے احقر نے بخوف طوالت تحذیر کا خلاصہ بہت اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو اصل کتاب دیکھے۔ تصدیق کنندگان کے اسماء کے ساتھ حسبِ رواج زمانہ اس ابجد خواں نے لمبے چوڑے القاب نہیں لکھے تا کہ،، من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگوید،، (۱) والا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک سنہری قابل عمل تحریر

از حضرت مولانا الحاج قمر الدین صاحب

سجادہ نشین سیال شریف دام فیضہٗ

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ

(۱) میں آپ کو اچھا کہتا ہوں آپ مجھے اچھا کہو۔

سمجھ لیا گیا۔فقیر قمر الدین سیال شریف۔

حق گوئی کا ایک واجب الاتباع نمونہ:۔

حضرات ناظرین کتابِ ہٰذا اب میں آپ کے سامنے ایک ایسی زریں قیمتی تصدیق پیش کرتا ہوں جو تنہا یک صد تصدیق کے قائم مقام ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیت وحدیث ذیل پر عمل کر کے لکھی گئی ہے۔

(۱)ولا یخافون لومتہ لائم۔(۲) عن ابی سعید قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یمنعن أحدکم مخافۃ الناس ان یتکلم بحق اذا علمہ۔وہ مومن کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے۔پ۶۔حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کو حق بات کے ساتھ کلام کرنے سے لوگوں کا خوف منع نہ کرے جبکہ حق کا علم رکھتا ہو۔(مسند امام احمد جلد ۳،صفحہ ۹۲ مطبوعہ بیروت)

تصدیق حضرت مولانا سید پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی فاضل جامعہ ازہر (مصر)

میرے مکرم ومحترم فاضل جامع ازہر حضرت پیر صاحب نے تحذیر الناس کو مکرر وسہ کرر پڑھ کر اپنا عندیہ بغیر کسی مجبوری یا دباؤ کے آزادانہ رنگ میں پورے پچاس سطر میں لکھ کر اس ابجد خوان کے پاس روانہ فرمایا ہے میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ساتھ میں ان کا شکریہ ادا کروں بقدر ضرورت نقل کرتا ہوں۔بخوف طوالت باقی چھوڑ دیا گیا۔حضرت کا قول ارشاد کے ساتھ شروع ہے۔اور انتہا کے ساتھ ختم ہے۔

---

(۱) ارشاد: حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ انتھی۔

(۲) ارشاد: جہاں تک فکرِ انسانی کا تعلق ہے۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگانِ سامان مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں (۱) میں اضافہ کا ہزار سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کمال ہے، انتھی۔

(۳) ارشاد: اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم متصف بالذات ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جس کو یہ شرفِ عظیم بخشا گیا ہے۔ اس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ (۲) صفاتِ واسطہ فی العروض ہے۔ انتھی۔

(۴) ارشاد: مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختمِ نبوت کے دو مفہوم ہیں۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے۔ اور دوسرا وہ ہے۔ جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں، انتھی۔

(۵) ارشاد: عوام کے نزدیک تو ختمِ نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بے شک یہ درست ہے۔ اس میں کسی کو کلام

---

(۱) بے خود ہو جانا۔

(۲) وہ ذات جن کی صفات کی تعریف کی گئی۔

نہیں۔ اور کسی کو مجال شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے۔ جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا۔ (شاباش) انتہی۔

(۶) ارشاد: لیکن اس کے علاوہ ختمِ نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح مفہوم بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو۔ اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ انتہی

(۷) ارشاد: اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے۔ تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے۔ انتہی

(۸) ارشاد: گویا عوام کی کاسہ نگاہیں صرف انجام کار حضور ﷺ کی خاتمیت کو سمجھ سکیں۔ لیکن حقیقت شناس نگاہ محمدیت کو اپنی طرح معلوم ہے کہ حضور ﷺ مبداء و مآل دونوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں۔ انتہی

(۹) ارشاد: ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبداء و مآل ابتداء اور انتہا کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر امت مرزائیہ وغیرہ کی علمی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ انتہی
محمد کریم بخش اللہ خیر پور ضلع سرگودھا (شاباش جزاک اللہ عنی و عن جمیع المسلمین۔)

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرسول صاحب
للہ شریف ضلع جہلم

ادام اللہ بقائہ علی رأس مسترشدین آمین۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے۔ اسلام اور علم کی جوان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ہم جیسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کی طفیل بخش دے آمین یارب العالمین بار بار زبان پر آتا ہے کہ اللھم نور مرقدہ وحشر نامعہ (اے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خواب گاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا قیامت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت سے اپنے مفید مطلب نکالنے تو ہر ہوشمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کرسکتا اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنے نہیں نکالے آیاتِ قرآنی کی تاویل کی احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان کو تاویل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں کے حق میں بدعقیدہ ہو جائیں گے۔ اعوذ باللہ منہا بہرحال میں کیا کہ اس پر اپنی رائے دوں اور پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں تحذیر الناس میں انہوں نے ختم نبوت زمانی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں لا نبی بعدی صفحہ ۱۰ پر لکھ کر بند کر دیا ہے۔) میں ان لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں، اس سے زیادہ کیا عرض کروں، خیر الکلام ما قل ودل۔

ننگِ اسلاف سیاہ کار مظلوم ومجہول محبوب الرسول للہ شریف ضلع جہلم ۲۱ مئی ۶۴ء

تحریر دلپذیر

از قاری الحاج مولوی محمد حنیف صاحب

سجادہ نشین کوٹمومن

مرزائیوں و دیگر معترضین کا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق غلط الزام: احقر کتاب تحذیر الناس مصنفہ حضرت مولانا موصوف کا بغور مطالعہ کر کے حیران رہ گیا کہ مرزائی وغیرہ کس بے باکی سے مولانا نانوتوی کو اجرائے نبوت بعد رسولِ پاک کا معتقد مانتے ہیں حالانکہ تحذیر الناس کی عبارت سے کہیں سے بھی استنباطاً و استخراجاً یہ چیز ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ جب آپ نے خاتمیت باقسامہا حضرت رسول اکرم ﷺ پر ثابت فرمادی ہے تو مخالفین کس قسم کی نبوت یہاں سے ثابت کرتے ہیں مولانا نے تو جملہ اقسام نبوت حضرت نبی کریم ﷺ سے مختص فرما دیں میں نبوت کی ایسی کوئی قسم باقی نہیں چھوڑی جو حضور ﷺ پر ختم نہیں ہوئی محض لفظ فرضیت سے حقیقت سمجھ لینا ان کی خوش فہمی ہے۔

سچ ہے۔(خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے) مولانا نے تو صاف فرمایا ہے کہ اطلاق خاتم اس امر کا مقتضی ہے کہ جملہ انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے یعنی آپ نبوت کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں تو جب حضور ﷺ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ٹھہرے تو غیر کی نبوت کہاں سے آئے گی۔ بلکہ تحذیر الناس کی عبارت سے تو صراحتاً اجرائے نبوت کا انتفاء ثابت ہوتا ہے

دیکھو لا نبی بعدی ص ۹(۱) تحذیر نبی کریم ﷺ کے بعد اس طبقہ زمین میں مدعی نبوت کو خود اپنی نبوت پر یقین نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صفت میں ان کا یہ شعر سنیئے فرماتے ہیں۔

ہست او خیر البشر خیر الانام　　　　ہر نبوت را بر و شد اختتام

احقر محمد منیف خطیب کوٹمومن

ارشاد حضرت الحاج فاضل نوجوان

صاحبزادہ مولوی مطلوب الرسول صاحب

سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم

میں اس تحریر (متعلق تحذیر الناس) سے بالکل متفق ہوں ناچیز محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم

حضرت صاجزادہ صاحب نے مولوی صاحب کوٹمومن کی تحریر پڑھ کر نیچے اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھ دیئے جزاکم اللہ خیرا

(۱) ص ۱۰، مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔

ایک قابل قدر تحریر

حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب

سند یافتہ لکھنو سکنہ ہریہ ضلع گجرات

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد! اس فقیر حقیر نے تحذیر الناس کا بغور وغوض تمام مطالعہ کیا ہے لہٰذا بوثوق کلی عرض کرتا ہوں کہ مصنف کتاب مذکور کا مدعٰی ومقصد آں حضرت ﷺ کی خاتمیت زمانی عقلاً ونقلاً ثابت فرمانا ہے۔ نہ کہ بالعکس۔ مدعی عکس کاذب ومفتری ہے۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔

احقر محمد صدیق عفی عنہ۔

ایک بہت بڑی قیمتی تحریر مولانا محمد تاج الملوک صاحب

فاضل خطیب جامع مسجد بادشاہ پور ضلع گجرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد احقر نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا ہے مگر مصنف کا مقصد کچھ اور ہی نظر آیا انہوں نے درمنثور کی حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین ۔الحدیث۔ پر بصیرت افروز بحث کی ہے جو بات ہی علیحدہ ہے انہوں نے تمام زمینوں کے انبیاء کے متعلق یوں تحریر کیا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو تب بھی ہمارے آقا و مولا حضور ﷺ کی شان چمکتی دمکتی سب انبیاء سے بلند ہی نظر آئے گی اگر نظر انصاف سے بغور دیکھا جائے تو حضور ﷺ کی خاتمیت زمانی و مکانی کا اقرار ہی نظر آتا ہے نہ کہ انکار جن لوگوں نے اس کے خلاف لکھا ہے یا ان کو صاحب

تحذیر کا مطلب سمجھ نہیں آیا یا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر لکھا ہے جامع

محمد تاج الملوک بادشاہ پور

ایک سنہری بے نظیر تحریر

بتائید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم

از

حضرت مولانا محمد فضل حق صاحب ؒ میلووال فاضل مدرسہ امینیہ دہلی

حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی تصنیف تحذیر الناس میں خاتم النبیین کی جو تفسیر فرمائی ہے ایسی جامع مانع تفسیر آج تک نہیں دیکھی گئی اور نہ سنی گئی افسوس کہ اس عالم ربانی کے الفاظ بعض علماء تو سمجھ نہ سکے یا تعصب میں مبتلا ہو گئے اور ان پر بلکہ کل علماء دیوبند پر مواخذہ اخروی کو بالائے طاق رکھ کر بلا سمجھے سوچے کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

معترضین بتائیں کہ فتح الملہم شرح مسلم وبذل المجہود شرح ابوداؤد کس دماغ سوزی کا نتیجہ ہیں۔ تحذیر الناس مطبوعہ سہارن پور اس وقت میرے ہاتھ میں ہے قادیانی وغیرہ حضرات کا مولانا پر ایک بہت بڑا بہتان سبحانک ہٰذا بہتان عظیم کا مصداق ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی کا آنا ممکن مانا ہے۔ مولانا نانوتوی نے تحذیر الناس کے ص ۱۰۔ پر لا نبی بعدی والی پوری حدیث لکھ کر قیامت تک کسی اور نبی کا آنا بند کر دیا ہے۔ جو لوگ یہ جھوٹا بہتان مولانا پر لگاتے ہیں یاد رکھیں اگر بغیر توبہ مریں گے تو یقیناً احکم الحاکمین کی عدالت

میں بروز محشر جواب دہ ہوں گے ناظرین کتاب پڑھیں اور میری اس تحریر کی تصدیق کریں۔
واللہ حضور ﷺ کی ایسی تعریف اس سے پہلے نہیں سنی گئی (۱)
محمد فضل حق خطیب میلووال ضلع سرگودھا از خدام حضرت سیالوی دام فیضہ

ارشاد مولانا غریب اللہ صاحب

صدر مدرس مدرسہ عزیزیہ شاہی مسجد بھیرہ

حضرت سید الاذکیاء المدققین مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقتِ نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں۔ ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ باعتبار زمانہ خاتم النبیین ہیں اسی طرح آپ بالذات خاتم النبیین ہیں کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جب کہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کے واسطہ

---

(۱) جو لوگ نبی کریم ﷺ کی شان گھٹانے کا الزام مولانا نانوتوی پر قائم کرتے ہیں اور ان کو اس جھوٹے بہتان سے شرم کرنی چاہیے (یہ دنیا چند روزہ ہے)۔

سے ہے اور آپ کی فرد اکمل و یگانہ اور دائرہ رسالت ونبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ ذاتاً اور زماناً بھی خاتم النبیین ہوئے اور آپ کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں و معترضین نے سمجھا ہے۔ اس لیے کہ اس میں کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جب کہ آپ کی خاتمیت ذات و زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت (۱) ورفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ ﷺ کی جلالت ورفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ (۲) ہے۔

بعض معاندین ومخالفین نے مولانا پر جھوٹ وافتراء و بہتان باندھ رکھا ہے اور بعض عبارتوں کو نقل کر کے جو بالفرض کے ساتھ مقید ہیں وقوعی سمجھ کر کفر کا حکم لگا دیا ہے حالانکہ فرضی اور وقوعی میں بون بعید کا فرق ہے۔ بلا وجہ شرعی کے کسی مسلمان کی عبارت کو بگاڑ کر غلط مطلب لینا اور اس پر کفر کا الزام لگانا سخت گناہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

(۱)۔ من قال فی مؤمن ما لیس فیه اسکنه الله ردغة الخبال (۳)

(۲)۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ لا یرمی رجل رجلا بالفسق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم صاحبه کذالك (۴) غریب اللہ ازبھیرہ

---

(۱) سرداری۔

(۲) اولیاء اللہ کو امورِ غیبی کا معلوم ہو جانا۔

(۳) سنن ابی داود، جلد ۳، صفحہ ۳۴۳، مطبوعہ، دار الکتب العربی بیروت۔

(۴) مسند احمد جلد ۵، صفحہ ۱۸۱۔

ایک قابل قدر نفیس تحریر

از مولانا الحاج مفتی محمد سعید صاحب

نمک میانی

تحذیر الناس حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اردو رسالہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس کے اثر کے سوال کا جواب ہے کہ اگر یہ اثر تسلیم کرلیا جائے تو ختم نبوت پر اعتراض وارد نہیں ہوتا کیوں کہ ختم نبوت دو قسم پر ہے۔ ایک زمانی اور ایک رتبی خاتمیت۔ زمانی کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ سب انبیاء سے آخر میں عالم دنیا میں تشریف لائے ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا اور خاتمیت رتبی کا یہ مطلب ہے کہ تمام کمالات بشری اور جو مراتب فضیلت وعلم ورتبہ انسان میں ہوسکتے ہیں سب کا منبع حضور ﷺ ہیں جیسا کہ تمام روشنی کا منبع اور مرکز آفتاب ہے دونوں قسم کی خاتمیت حضور ﷺ پر ختم ہے۔

خاتمیت زمانیہ قرآن، احادیث، اجماع امت اور تواتر سے ثابت ہے۔ اس کے منکر کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کافر سمجھتے ہیں جیسا کہ حضرت کی تحریر لا نبی بعدی سے ثابت ہے یعنی حضور ﷺ خاتم النبیین بایں معنے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اسی کو خاتمیتِ زمانہ کہتے ہیں فرماتے ہیں۔

کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے پھر اس پر اجماع (اتفاق) بھی منعقد ہوگیا ہے گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہوگا جیسا کہ تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ۔

باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر(ا) تعدادرکعات متواتر نہیں جیساکہ اس (تعدادورکعات) کامنکرکافرہے۔ایساہی اس (خاتمیت زمانیہ) کامنکربھی کافرہے۔انتھی ص۰ تحذیرالناس مطبوعہ سہارنپور۔اس عبارت سے دونوں قسم کی خاتمیت حضورﷺ ہی میں بندوثابت ہےایک دوسری جگہ خودحضرت نانوتوی نےتحریرفرمایاکہ اپنادین وایمان ہےکہ حضورﷺ کے بعدکسی اورنبی کے ہونےکااحتمال نہیں ہےجواس میں تاویل کرےاس کوکافرسمجھتاہوں انتھی بلفظہٖ (مناظرہ عجیبہ)

اس صراحت کے بعدیہ امتِ مرزائیہ وبریلویہ کادل وگردہ ہےکہ اپنی تائیدمیں انہی کی عبارت پیش کریں۔البتہ عقیدہ بیان کرنے کےعلاوہ چونکہ تحذیرالناس ایک سوال کاجواب ہےاس واسطےاس میں قضیہ فرضیہ نقل کیاگیاہے۔اگربالفرض والمحال حضورﷺ کے بعدکوئی نبی آئےتوخاتمیت رتبی میں فرق نہیں آتالفظ بالفرض کالکھناہی قرینہ ہےمحال کایہ قضیہ فرضیہ ایساہےجیساکہ لوکان فیہماالہۃ الااللہ لفسدتااگربالفرض زمین آسمان میں کئی اوراللہ ہوں تویہ خراب ہوجائیں حدیث میں ہےلوکان بعدی نبی لکان عمراگربالفرض میرے بعدکوئی نبی ہوتاتوعمرہوتایہ سب قضیے فرضیے ہیں یہ ایساہی ہےکہ کوئی کہےچاندسورج سے روشنی لیتاہےاگربالفرض کوئی اوربھی چاندہوتووہ بھی سورج سے ہی روشنی حاصل کرےگانہ کہ اس کی اپنی ہوگی عقلمندجانتے ہیں کہ جب سے دنیاکاسلسلہ جاری ہواتب سےایک ہی چاندسورج ہیں اورقیامت تک ایک ایک ہی رہیں گے،نہ زیادہ ہوئےنہ کسی نےزیادہ ہونےکادعوےٰ کیا۔اب اگرکوئی بھلے مانس اس قضیہ فرضیہ کولےکرکہےکہ فلاں شخص دوچاندکاقائل ہےکتنازبردست مغالطہ ہےاورکس

(ا) ظاہرکرنےوالی،خبردینےوالی۔

قدر دھوکا دفریب ہے اور کتنا بڑا بہتان وافتراء ہے۔ اسی طرح دوسرے حضرات دیوبند پر بھی بہتان وافتراء ہے

محمد سعید از نمک میانی مدرسہ شبیریہ، ضلع سرگودھا

تصدیق حضرت پیر حامد شاہ خطیب

جامع مسجد متصل ہسپتال، سرگودھا

بذریعہ مدرس صاحب مدرسہ اسلامیہ سرگودھا۔

علمائے دیوبند آنحضرت ﷺ کے وصف ختمِ نبوت کے قائل ہیں۔ گو بعض عبارات کے بیان میں لغزش کھائی ہے جس سے یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ ختمِ نبوت کے قائل نہیں۔ اور وہ عبارت صرف ایک ہے جس کی تاویل کرتے ہیں۔ الخ

مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی کی عبارت نظر سے نہیں گزری وہ بھی عقیدۃً اہل سنت ہیں۔ ان کی عبارت کو غلط رنگ دے کر مفہوم پیش کیا گیا ہے۔

تصدیق حضرت پیر سید محمد صاحب

خطیب جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا

بمعیت حضرت مولانا خدا بخش صاحب دام فیضہٗ

رسالہ تحذیر الناس بغور مطالعہ کیا گیا۔ کمالات وفیضانِ نبوت بہ شان عظمت و وسعت صرف نبی پاک ﷺ کی ذاتِ پاک ہی میں بند و ثابت کئے گئے ہیں۔ مستقل نبوت ہو، یا ظلی

یا بروزی نبوت ہو۔ اسم نبی کا اطلاق غیر نبی پر نہیں ہوسکتا۔ البتہ نبی کے مرتبہ کے قریب صدیق کا مقام ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ خلفائے راشدین کا مقام تمام اکابرامت سے اعظم ہے۔ لیکن کسی خلیفہ نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہلوایا۔ تحذیر الناس میں اسم نبی کے اطلاق کا کسی غیر پر کوئی ثبوت نہیں البتہ مراتب ختم نبوت و فیضان نبوت کا یقیناً نبی کریم ﷺ میں ثبوت ہے۔

ایک قیمتی مشورہ:۔

جن لوگوں نے تحذیر الناس کی عبارتوں سے مولانا نانوتوی پر افتراء کیا یا کفر کا فتویٰ لگایا یا لگوایا ہے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے جرم اکبر الکبائر کا ارتکاب کیا ہے۔ ان کو فی الفور توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ ورنہ یاد رکھیں ان کے مواخذۂ اخروی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

حضرت خادم مصنف پاکٹ بک احمدیہ وکیل گجرات ہوں۔ یا حضرت شیر پنجاب اچھروی یا حضرت مفتی اعظم گجراتی یا حضرت تھانوی ہوں یا اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ کسے باشد۔

جو حضرات انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر حسام الحرمین اور تحذیر الناس کی عبارتوں کا موازنہ کریں گے۔ تو ان پر خود بخود روشن ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟

وما علی الا البلاغ تلك عشرة كاملة مع زيادہ واحدة

معزز ناظرین: اس ابجد خوان نے تحذیر الناس کی صرف اپنی ورق گردانی (۱) و پڑتال پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ بڑے بڑے فاضلوں کی خدمت میں حاضر ہو کر تحذیر الناس پیش کی۔

(۱) پڑھے بغیر ورق الٹنا۔

ان حضرات نے کتاب پڑھ کرمولانا نانوتوی کا مافی الضمیر(۱)من وعن(۲) پورے طور پرتحریر کر دیا۔ بعض حضرات نے صاف انکار کر دیا۔ نام لینا مناسب نہیں ۔ یہ سب تحریریں آپ کے سامنے ہیں۔ ان کوغور سے پڑھ کرسوچ وبچار کریں۔ کہ حضرت نانوتوی کو کافر لکھنے واعتقاد کرنے والے حق بجانب ہیں یا نہیں؟

اہل علم حضرات وناظرین کتاب ہٰذا سے چند ضروری سوالات

(۱)۔ضروریاتِ دین ،فرض واجب،سنت میں محدود ہیں۔ حسام الحرمین کے ص ۴۵ مطبوعہ اشرفی کتب خانہ اندورن دہلی دروازہ لاہور پنجاب پرمرقوم ہے کہ یہ دیوبندی ضروریات دین کے منکر ہیں۔ارشاد فرمایا جائے کہ وہ فلاں فلاں ضروریات دین کے منکر ہیں۔

(۲)۔اکابرعلمائے بریلی و دیوبند میں سے علم دین کی زیادہ خدمت کس گروہ نے کی۔

(۳)۔دین کا بڑادارالعلوم بریلی میں پہلے تھا یااب ہے۔ یاایسا ہی دیوبند میں۔

(۴)۔قرآن کریم کی تفسیریں وکتب احادیث کی شرحیں سلف صالحین کے نمونہ پر کس گروہ نے لکھیں۔ان کا نام ضرورتحریر فرمایئے۔

(۵)صاحب حسام الحرمین صفحہ ۹۳ پرتحریر فرماتے ہیں ان لوگوں دیوبندیوں نے خدا اور رسول کومنہ بھر بھر کرسڑی سڑی گالیاں دیں۔ان کی تشریح فرمایئے

(۶)۔ صاحب جاءالحق نے ایک روز درسِ قرآن مسجد پاکستانی چوک گجرات میں فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا منبر اور رسول اللہ ﷺ کے منبر پر ہی بیٹھ کر یہ لوگ دیوبندی

(۱)دل کی بات۔

(۲)ہوبہو۔

رسول اللہ ﷺ ہی کو گالیاں نکالیں۔ کیا ان کو شرم نہیں آئی۔ اس کا ثبوت درکار ہے۔

۷۔ ہر دو گروہ کے اکابرین (مولانا احمد رضا خان صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی) میں سے کس کی تصنیف میں گالی گلوچ زیادہ ہیں۔ تشریح فرمایئے۔

۸۔ کیا حدیث کی رو سے کسی کلمہ گو کو کافر کہنا یا کتابوں میں لکھنا جائز ہے۔ وہ حدیث تحریر فرمایئے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

ناظرین کتاب ہذا سے عرض معروض:۔

اکثر حضرات جانتے ہیں کہ میں عالم نہیں ہوں۔ ہاں البتہ گاہے گاہے(۱) اہل علم کے جوتے اٹھانے والوں کی صف میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے مجھے ان اوراق کے جمع کرنے سے نہ اپنی شہرت مقصود ہے نہ تجارت مطلوب نہ اہل اسلام میں سے کسی کی دل آزاری واہانت مجبوب۔

ہاں اس ابجد خواں کے اندر ایک طبعی مرض ہے۔ جس نے قلم ہاتھ میں پکڑنے پر مجبور کیا۔ وھو ہذا جب کسی اہل علم کو کسی دینی مسئلہ میں دیدہ دانستہ(۲) تقریراً یا تحریراً غلطی کرتے دیکھتا ہوں تو دل میں ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔

---

(۱) کبھی کبھی۔

(۲) جان بوجھ کر۔

بقول حضرت سعدیؒ:

اگر بینم کہ نابینا و چاہ ہست
اگر خاموش بنشینم گناہ ہست (۱)

خاموش بیٹھا نہیں جاتا۔ یہی بات یہاں ہے جب مسئلہ متنازعہ فیہ (انکار ختم نبوت) میں تحقیق کرنے کے بعد ثابت ہوا کہ بڑے بڑے علماء مفسرین ومحدثین کو بے گناہ اور بے قصور کافر کا مبارک لقب عنایت کیا جارہا ہے تو اظہار حقیقت کے لئے یہ چند سطور ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تحریر میں لائی گئیں۔ ادھر مولانا مسافر صاحب کا تقاضا بھی شامل حال رہا۔ اب ذرا تفصیل بھی سن لیجئے۔ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی، تحذیر الناس سے تین جگہ کی عبارت لے کر حجاز تشریف لے گئے اور چونتیس (۳۴) علماء سے عربی عبارتوں میں کل علماء دیوبند پر کفر کا فتوے لگوا کر ساتھ لائے۔ ہندوستان میں آ کر وہ حسام الحرمین (مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کی تلوار) کے نام سے شائع کر دیا۔ یہ فتوے اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر مولانا نانوتوی کی کلام سے بمطابق تحریر اعلیٰ حضرت ختم نبوت کا انکار ثابت ہوتا۔ تو واللہ مجھے قلم ہاتھ میں پکڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

غرض بعد تحقیق اب کتاب ڈھول کی آواز طبع ہو کر بازار کے میدان میں آگئی ہے۔ اہل علم حضرات سے عموماً اور شیر پنجاب ومفتی اعظم گجرات سے خصوصاً نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ ہٹ دھرمی وضد سے کنارہ کر کے انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر تحذیر الناس وحسام الحرمین کا مقابلہ

---

(۱) اگر دیکھوں کہ نابینا کنوئیں میں گرنے والا ہے پھر خاموش بیٹھا رہوں گا تو گناہ کا ارتکاب کروں گا۔

کریں اور دودھ و پانی الگ الگ کر کے عام لوگوں کو بھول بھلیاں کے جنگل سے نکال کر آگاہ فرما دیں۔ کہ حق یہ ہے اور یہ باطل ہے۔ اخیر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اپنی زبان سے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو کو بھی کافر کہنے کی توفیق ہی نہ دے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلَاغ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

خط پیر محمد کرم شاہ الازہری

نحمدہ ونصلی علی معجزۃ الخلق حبیب الالٰہ خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ
واصفیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔
حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا
اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات
معلوم [انسانی] متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت عقل و امکان سے خارج ہے
لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق
جن نشیبی جبینوں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ [illegible]
[illegible] اور یہ کتاب [illegible] میں [illegible]
پیش [illegible] وہیں موجود ہے۔ (تحذیر الناس)
آپ نے نہایت علمی و دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ
ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی حضور [illegible]
بالذات بکمال ہے اور جہاں کہیں کسی [illegible] جلوہ [illegible] ہے وہ اثر نظر فیض حبیب کبریا ہے
علیہ اجمل التحیۃ واطیب الثناء۔
اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متصف بالذات
ہیں حضور کے صدقہ میں کوئی [illegible] جس کو جتنا ملا ہے اس کیلئے حضور کی ذات ستودہ صفات
[illegible] ہے۔ اسی طرح تمام [illegible] میں [illegible] وسیلہ کرم
[illegible] کر دیے گئے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا لقب [illegible]
[illegible] الاولین والآخرین بتایا جاتا ہے اور یہی ہے کیونکہ حضور کی [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] ہے اسی [illegible]
[illegible] میں مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت
کے دو مفہوم ہیں۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور [illegible]
ہے [illegible] ہے۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا معنی یہ
ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد
کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو کلام نہیں
اور [illegible] بالکل شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح
خارج ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ
ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ [illegible] بالعرض کی
علت [illegible] تلاش و جستجو انسان کو اس [illegible] تک
لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہے اور اس تک پہنچنے کے بعد
تلاش و جستجو کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ غور فرمائیے عالم کی تمام
اشیاء صفت وجود سے متصف ہیں لیکن صفت وجود ان میں بالذات نہیں
پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے۔ اب اس صفت وجود سے متصف ہونے کی
علت کی جب ہم جستجو شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذات باری تک پہنچ کر ختم

بالذات متصف بوجود ہے جو متصف ہے اور یہاں پہنچ کر سلسلۂ ختم ہو جاتا
ورنہ ماننا پڑے گا کہ ذات خداوندی بھی صفت وجود سے بالذات متصف نہیں۔
جو سراسر باطل ہے کیونکہ اس طرح جیسے اوصاف وجود کا سلسلہ وجود بالذات پر
اگر ختم ہو گیا اسی طرح ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر
اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔
اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ [illegible]
اتصاف بالصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو یقیناً اس ذات قدسی صفات
تک پہنچ کر رک جاتی ہے جسے حریم کبریا سے رحمۃ للعالمین کی خلعت مرحمت ہوئی
اور جس کے سر مبارک پر خاتم النبیین کا نورانی تاج نور افشاں ہے
گویا [illegible] کا سرتاج ہیں [illegible] کی غایت کو سمجھ سکیں ممکن
[illegible] بادشاہ [illegible] کو [illegible] طرح معلوم ہے کہ [illegible]
اور بہر طرح سلسلۂ نبوت کے خاتم ہیں [illegible] سیدنا محمد
خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ وبارک وسلم الی یوم الدین

ختم نبوت کا یہ ہر گز مفہوم نہیں [illegible] انبیاء کو [illegible] میں
[illegible] سے بلند تر ہو تو اس میں
کسی کو کیا تعجب؟
[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل [illegible]
[illegible] آمین

[illegible]
من علماء الازہر الشریف
[illegible]

[illegible]

[illegible]
من علماء الازہر الشریف

[illegible]

گلشن کاملیہ کی تصویری جھلکیاں













